بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارفِ اسلام

2022ء

ممتاز محقق اور مفکر اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب 'انٹروڈکشن ٹو اسلام' سے ماخوذ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد عبد اللہ کیلانی

لیکچرار ایم اے او کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

انتساب

میرے محسن، میرے استاد، محترم جناب

پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی صاحب

کے نام

جنہوں نے میری تعلیم و تربیت میں بہت اہم کردار ادا کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ النبی الکریم، وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ اجمعین۔ سب تعریفیں اللہ کریم کے لیے ہیں جس نے انسان کو پیدا کیا اور انسان کے لیے اس دنیا میں ہدایت اور سہولیات کے تمام اسباب پیدا کر دیے ہیں۔

جامعہ پنجاب سے ملحق کالجز میں بعض مخصوص بی ایس میں ممتاز محقق اور مفکر اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب 'انٹروڈکشن ٹو اسلام' بطور نصابی کتاب کے پڑھائی جاتی ہے۔ نصابی نقطۂ نظر سے اس کتاب کو سوالاً جواباً ترتیب دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے اور پڑھانے میں سہولت رہے۔ اس کتاب میں طالب علموں کے بہت سے علمی، عملی اور امتحانی سوالات کے جواب ہیں۔ بعض مقامات پر مختلف ابواب سے ایک جیسے موضوعات کو ایک ہی سوال میں سمو دیا ہے۔ کتاب کی تیاری میں سید خالد جاوید مشہدی کے ترجمہ کو سامنے رکھا گیا ہے، جو کہ بیکن بکس اردو بازار سے شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اس کتاب کے حوالے قوسین میں پیرا گراف نمبر (پ:) کی علامت کے ساتھ لکھ دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اہم مقامات پر بہت سے مزید مفید حوالوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ کلاس نوٹس ہیں جن میں ابھی بہت سے بہتری لائی جا سکتی ہے۔ تاہم پھر بھی یہ امتحانی پہلو سے ایک بہت مفید چیز ہے۔ امتحانی پہلو کے علاوہ ذاتی مطالعہ اور اسلام کے بارے میں بنیادی معلومات کے لیے بھی ایک بہترین کتاب ہے۔

طالبِ دعا
محمد عبداللہ کیلانی
03224968818
اپریل، 2022ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱
باب ۱: رسول اللہ ﷺ کی زندگی، سیرت النبی ﷺ ۱
مکی زندگی کے چند اہم سوالات ۱
س: اسلام سے پہلے اور ابتدائے اسلام میں سرزمین عرب اور اس کے ارد گرد کے حالات بیان کریں (پ: ۵، ۶، ۷) . ۱
سرزمین عرب کے شمالی علاقہ میں تہذیب یافتہ عالمی قوتیں ۱
سرزمینِ عرب کے جنوب میں اصحاب الخدود اور اصحاب الفیل کا علاقہ ۲
عرب میں حضرت ابراہیمؑ کے پیروکار اور ان کی اولاد ۲
س: اسلام سے قبل قریش یعنی مکہ کے لوگوں کے مذہبی حالات بیان کریں (پ: ۸، ۹) ۳
ایمانیات ۳
عبادات ۴
س: نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سے کام کے آغاز تک کا مختصر حال بیان کریں (پ: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۷) ۴
س: قریش کے مختلف خاندانوں کا مختصر تعارف بیان کریں (پ: ۹) ۵
س: مکی زندگی میں مشرکین مکہ نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا (پ: ۲۲، ۲۴) ۷
مشرکین مکہ کے مظالم اور ابولہب کی دشمنی ۷
رسالت پر اعتراضات اور معجزات کے مطالبات ۷
س: واقعۂ معراج کے بارے میں قرآن کریم کے بیانات کی وضاحت کریں (پ: ۲۵، ۲۶) ۸
س: قرآن کریم میں ذکر کیے گئے معجزاتِ رسول ﷺ بیان کریں۔ ۸
س: بیعت عقبہ سے کیا مراد ہے، اس بیعت کی اہمیت بیان کریں (پ: ۲۷) ۹
س: ہجرت مدینہ (پ: ۲۷) ۹
مدنی زندگی کے چند اہم سوالات ۱۰
س: مواخات مدینہ بیان کریں (پ: ۲۸) ۱۰
س: میثاقِ مدینہ اور اس کے اثرات کا جائزہ (پ: ۲۹، ۳۳) ۱۰
میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی (پ: ۳۳) ۱۰
بنو قینقاع کی خلاف ورزی اور ان کا مدینہ سے خروج ۱۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنو نضیر کی عہد شکنی اور ان کا مدینہ سے خروج ۱۱
بنو قریظہ کی بغاوت اور ان کا قتل ۱۱
س: مدنی زندگی میں پیش آنے والی جنگوں کا حال بیان کریں (پ: ۳۰، ۳۲، ۳۳) ۱۲
غزوۂ بدر (پ: ۳۰) ۱۲
غزوۂ احد (پ: ۳۲) ۱۳
غزوۂ احزاب (پ: ۳۳) ۱۳
س: صلح حدیبیہ اور اس کے اثرات کا جائزہ (پ: ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸) ۱۴
صلح کی شرائط ۱۵
صلح حدیبیہ کے اثرات: عام الوفود، فتح مکہ اور غزوۂ حنین (پ: ۳۶، ۳۷، ۳۸) ۱۵
س: پیارے نبی اکرم ﷺ کے بادشاہوں اور حکام کی طرف بھیجے گئے خطوط بیان کریں (پ: ۳۶) ۱۶
(۱) بادشاہِ فارس کسریٰ یعنی خسرو پرویز ۱۶
(۲) قیصر شاہ روم ہرقل شاہ روم ۱۷
س: جنگ تبوک کی اہمیت بیان کریں (پ: ۳۹) ۲۰
س: خطبہ حجۃ الوداع کا خلاصہ بیان کریں (پ: ۴۰) ۲۰
باب ۲: تدوین قرآن و حدیث ۲۲
س: قرآن کریم کی تدین کن کن مراحل میں ہوئی، بیان کریں ۲۲
س: ہمارے پاس موجود قرآن کریم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ پر نازل کیا، اس میں کوئی تبدیلی یا کمی پیشی نہیں ہوئی نہ ہی ایسا کبھی ہو سکتا ہے، بیان کریں ۲۲
س: قرآن کریم دنیا کی واحد محفوظ الہامی کتاب ہے، بیان کریں ۲۲
س: حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن کریم کی تدوین میں کیا کیا خدمات انجام دیں ۲۲
تدوین قرآن ۲۲
بیرونی ہدایت کی ضرورت اور قرآن کریم کا خاصہ (پ: ۴۵) ۲۲
تدوین قرآن دورِ نبوی ﷺ میں (پ: ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۵) ۲۳
عہد رسالت ﷺ میں حفاظِ کرام (پ: ۵۴) ۲۳
عہد رسالت ﷺ میں قرآن کریم کے اساتذہ کرام ۲۳
عہد رسالت ﷺ میں قرآن کریم کے ذاتی نسخے ۲۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیارے نبی ﷺ کا جبرائیلؑ سے قرآن کریم کا سننا اور سنانا (پ: ۵۴، ۵۵) ۲۴
تدوین قرآن عہد صدیقیؓ میں (پ: ۵۴، ۵۵، ۵۶) ۲۴
عہد فاروقی میں تعلیم القرآن (پ: ۵۶) ۲۴
تدوین قرآن عہد عثمانیؓ میں (پ: ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹) ۲۵
قرآن کریم پر نقطے اور اعراب ۲۶
س: قرآن کریم کی تعلیمات بیان کریں (پ: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶) ۲۶
س: قرآن کریم کے بنیادی موضوعات بیان کریں (پ: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶) ۲۷
س: حدیث شریف بھی قرآن کریم کی طرح ہی بہت ہی اہم وحی ہوتی ہے اس کی تدوین کے لیے محدثین کرام نے اسی طرح احتیاط سے کام لیا جیسے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کی تدوین میں احتیاط سے کام لیا، بیان کریں (پ: ۶۷ سے ۹۸) ۲۷
س: حدیث شریف بھی قرآن کریم کی طرح ایک محفوظ وحی ہے، بیان کریں (پ: ۶۷ سے ۹۸) ۲۷
س: تدوین حدیث کے مختلف مراحل بیان کریں (پ: ۶۷ سے ۹۸) ۲۷
تدوین حدیث ۲۷
سرکاری دستاویزات (پ: ۷۲ سے ۸۲) ۲۸
سرکاری طور پر تدوین حدیث میں تاخیر ۲۹
حدیث شریف کے کاتبین وحی اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں حدیث کے ذاتی نسخے (پ: ۸۳ سے ۹۲، ۳۳۱) ۲۹
حضرت عمرؓ کا سرکاری طور پر احادیث جمع کرنے کا ارادہ (پ: ۹۲) ۲۹
اماموں اور محدثین کا زمانہ (پ: ۹۶ سے ۹۸، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴) ۳۰
باب ۳: اسلامی نظریۂ زندگی ۳۲
س: قوموں کے عروج وزوال کی اسلامی نظریۂ زندگی کی روشنی میں وضاحت کریں (پ: ۹۹ سے ۱۰۵) ۳۲
س: اسلامی نظریۂ زندگی کی دوہری فطرت سے کیا مراد ہے، مثالوں سے وضاحت کریں (پ: ۱۰۶ سے ۱۱۲) ۳۳
باب ۴: عقیدہ اور ایمان ۳۵
س: بنیادی اسلامی ایمانیات بیان کریں ۳۵
س: اللہ پر ایمان سے کیا مراد ہے، شرک کی ابتدا کیسے ہوئی (پ: ۱۱۳ سے ۱۱۴) ۳۵
(۱) مظاہر پرستی (پ: ۱۱۳) ۳۵
(۲) اولیاء اور انبیائے کرام کی عبادت (پ: ۱۱۴) ۳۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: شرک کی اقسام بیان کریں ۳۵
۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ۳۶
۲۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور افعال میں شرک ۳۷
۳۔ عبادات میں شرک ۳۷
س: وحی کی صورتیں بیان کریں (پ: ۱۳۷ سے ۱۴۴) ۳۸
س: انسان اللہ کریم سے کیسے کلام کر سکتا ہے (پ: ۱۳۷ سے ۱۴۴) ۳۸
س: وحی کی کیفیات بیان کریں (پ: ۱۳۷ سے ۱۴۴) ۳۸
س: تقدیر سے کیا مراد ہے، عقیدۂ تقدیر کا انسانی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے (پ: ۱۲۱ سے ۱۲۹، ۱۵۵ سے ۱۵۸) ۳۹
انسانی زندگی پر عقیدۂ تقدیر کے اثرات اور تقدیر پر ایمان کا دنیا میں فائدہ ۳۹
باب ۵: عبادات ۴۱
س: نماز سے کیا مراد ہے، نماز کی اقسام بیان کریں (پ: ۱۶۲ سے ۱۶۶) ۴۱
س: نماز کی شرائط اور ان شرائط کی حدود بیان کریں (پ: ۱۶۶ ابی، ۵۴۹ سے ۵۵۳، ۵۶۴ سے ۵۶۹) ۴۱
(۱) طہارت (فرض) ۴۱
(۲) ہوش وحواس اور نیت (فرض) ۴۲
(۳) ستر کا چھپانا (واجب) ۴۲
(۴) حتی الامکان قبلہ کی طرف رخ کرنا (فرض) ۴۲
(۵) وقت (واجب) ۴۲
شرائط کی حدود ۴۲
س: طہارت سے کیا مراد ہے، اس کی ضرورت کب پیش آتی ہے، وضو کے فرائض، غسل کے فرائض اور سنتیں بیان کریں اور تیمّم کی ضرورت اور اس کا طریقہ بیان کریں (پ: ۱۶۶ ابی، ۵۴۹ سے ۵۵۳، ۵۶۴ سے ۵۶۹) ۴۴
طہارت ۴۴
وضو کی ضرورت ۴۵
غسل کی ضرورت ۴۵
وضو کے چار فرائض ہیں ۴۵
غسل کے فرائض اور سنتیں ۴۵
تیمّم کی ضرورت اور اس کا طریقہ ۴۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: خط استوا اور منطقہ حارہ میں واقع ممالک میں نماز کے اوقات بیان کریں، قطبین میں نماز کے اوقات کا تعین کیسے کرتے ہیں (پ: ۱۷۰) ۴۶

خط استوا اور منطقہ حارہ میں واقع ممالک میں نماز کے اوقات ۴۶

قطبین میں نماز کے اوقات کا تعین کیسے کرتے ہیں ۴۶

س: نماز کی قصر، جمع اور قضاء سے کیا مراد ہے (پ: ۱۷۰) ۴۶

س: نمازِ خوف سے کیا مراد ہے یہ کب ادا کی جاتی ہے اس کا طریقہ بیان کریں ۴۷

س: نماز کے سات فرائض بیان کریں (پ: ۵۵۵ سے ۵۶۳) ۴۸

س: نماز کے واجبات بیان کریں، سجدۂ سہو سے کیا مراد ہے اور یہ کب کیا جاتا ہے (پ: ۵۵۵ سے ۵۶۳) ۴۸

س: زکوۃ کی شرائط بیان کریں ۴۹

س: مناسک حج مکمل طور پر بیان کریں (پ: ۱۷۷ سے ۱۸۴) ۴۹

س: حج کے ارکان، فرائض اور واجبات بیان کریں ۵۰

(۱) ارکان (ان میں سے کوئی رہ جائے تو حج نہیں ہوتا، ان کو پورا کرنا ہوتا ہے بے شک مؤخر ادئیگی ہی کیوں نہ کرنی پڑے)۔ ۵۰

(۲) فرائض (جن مناسک کا قرآن کریم میں یا متواتر احادیث میں حکم ہے، ان میں سے کوئی رہ جائے تو وہ پورا کرنا ہوتا ہے بے شک مؤخر ادئیگی ہی کیوں نہ کرنی پڑے)۔ ۵۰

(۳) واجبات (جن مناسک کا حدیث شریف میں حکم ہے، ان میں سے کوئی رہ جائے تو عموماً تین روزے رکھنے ہوتے ہیں یا چھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہوتا ہے یا ایک بکری کی قربانی کرنی ہوتی ہے تاہم بیماروں، کمزوروں اور عورتوں کو ان میں رعایات مل جاتی ہیں)۔ ۵۰

س: حج اور عمرے میں کیا فرق ہے (پ: ۵۲۷، ۵۲۷ الف، ۵۲۷ ب) ۵۱

باب ۶: روحانیت ۵۲

س: اسلام میں روحانیت کی آخری حد اور جنت میں داخل ہونے کے لیے کم از کم فرائض بیان کریں (پ: ۲۰۳) ۵۲

س: اصحاب صفہ سے کیا مراد ہے (پ: ۲۰۴) ۵۳

س: شرعی بیعت سے کیا مراد ہے اسلام میں بیعت کن شرائط پر ہوتی ہے (پ: ۲۰۵، ۲۰۸) ۵۳

س: سماع سے کیا مراد ہے، اسلامی روحانیت میں سماع کے آداب بیان کریں ۵۳

س: حقیقی اور جعلی روحانیت میں کیا فرق ہے، اس کی پہچان کیسے ممکن ہو سکتی ہے (پ: ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۹) ۵۴

س: رہبانیت اور اسلامی روحانیت میں کیا فرق ہے ۵۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغی خدمات مختصر بیان کریں (پ: ۲۰۸الف) ۵۵
س: وحدت الوجود اور وحدت الشہود سے کیا مراد ہے (پ: ۲۱۱، ۲۱۲) ۵۵
س: صوفیائے کرام کے معمولات، خصوصی عبادت اور اذکار بیان کریں (پ: ۲۱۶، ۲۱۷) ۵۶
باب ۷: اسلام کا اخلاقی نظام ۵۸
س: کبیرہ گناہوں کی اقسام بیان کریں، قرآن کریم کے مطابق اخلاقی گناہ کون کون سے ہیں (پ: ۲۳۴ سے ۲۳۶) ۵۸
باب ۸: اسلام کا سیاسی نظام ۵۹
س: اسلامی تصور قومیت اور اسلام کی عالمگیریت سے کیا مراد ہے (پ: ۲۵۹ سے ۲۶۵) ۵۹
س: اسلام کی خارجہ اور داخلہ حکمتِ عملی بیان کریں (پ: ۲۸۶ سے ۲۹۹) ۶۰
س: خلافتِ اسلامیہ میں اقتدار کی منتقلی کا اسلامی طریقۂ کار بیان کریں (پ: ۲۷۳، ۲۷۴) ۶۱
خلیفہ کی تقرری: ۶۱
خلیفہ کی رخصتی: ۶۴
س: جمہوریت، خلافت اور بادشاہت کا تقابلی جائزہ پیش کریں (پ: ۲۷۳ سے ۲۸۵) ۶۴
س: ڈاکٹر حمید اللہ نے عالمگیر خلافت کی بحالی کے لیے کیا تجویز پیش کی ہے (پ: ۲۷۵) ۶۵
باب ۹: اسلام کا عدالتی نظام ۶۷
س: شریعت سے کیا مراد ہے اسلامی شریعت کے بنیادی اور ثانوی ماخذ بیان کریں (پ: ۳۱۷ سے ۳۲۰) ۶۷
س: مقاصدِ شرعیہ سے کیا مراد ہے ۶۸
س: قصاص دیت، حدود اللہ اور تعزیرات میں کیا فرق ہے (پ: ۲۳۹ سے ۲۵۲) ۶۸
قصاص دیت (پ: ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۶، ۲۴۷، ۳۲۷) ۶۸
حدود اللہ (۲۴۶، ۲۴۸ سے ۲۵۱، ۳۲۲) ۶۹
تعزیرات (پ: ۲۵۲) ۶۹
س: واقعات کی روشنی میں حدود اللہ تفصیل سے بیان کریں (پ: ۲۴۸ سے ۲۵۱) ۶۹
(۱) ارتداد (پ: ۴۴۰) ۶۹
(۲) قذف (پ: ۲۴۶، ۲۵۰، ۳۲۲) ۷۰
(۳) زنا (پ: ۲۴۸) ۷۰
(۴) چوری (پ: ۲۴۹) ۷۱
(۵) ڈاکہ ۷۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶) بغاوت (پ:۴۴۰) ۷۲
(۷) شراب (پ:۲۵۱) ۷۳
س: زنا کے ثبوت کے لیے احکاماتِ شہادت کی تفصیل بیان کریں، اس کا فائدہ بھی بیان کریں (پ:۲۴۸) ۷۴
عدالت میں زنا کا ثبوت ۷۴
فائدہ ۷۵
باب ۱۰: اسلام کا معاشی نظام ۷۶
س: سرکاری محاصل کے ذرائع تفصیل سے بیان کریں (پ:۳۴۷ سے ۳۵۰، ۳۶۱) ۷۶
س: سرکاری اخراجات یا مصارف زکوۃ تفصیل سے بیان کریں (پ:۳۵۱ سے ۳۶۰، ۳۶۲ سے ۳۶۷) ۷۷
س: تکافل، معاقل اور بیمہ میں فرق بیان کریں ۷۸
س: اسلامی احکاماتِ وراثت تفصیل سے بیان کریں (پ:۳۴۱ سے ۳۴۶، ۳۹۸ سے ۴۰۰) ۷۸
وصیت ۷۸
چند اہم اصول ۷۹
شریعت کے مقرر کردہ حصے ۷۹
س: وراثت کے سوالات حل کریں ۸۱
س: ایک عورت فوت ہوئی ہے اس کی جائیداد اس کے شوہر، والدین بیٹا بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔ ۸۱
س: ایک آدمی فوت ہوا ہے اس کی جائیداد اس کی بیوی، والدین بیٹا بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔ ۸۲
س: ایک عورت فوت ہوئی ہے اس کی جائیداد اس کے شوہر اور بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔ ۸۳
س: ایک عورت فوت ہوئی ہے اس کی جائیداد اس کے شوہر اور بیٹے میں کیسے تقسیم ہو گی۔ ۸۴
س: بائیس اونٹ شوہر، ماں اور بیٹی میں کیسے تقسیم ہوں گے۔ ۸۵
س: ایک آدمی فوت ہوا ہے اس کی جائیداد اس کی بیوی اور بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔ ۸۶
س: تین بیویوں، چار بیٹے، پانچ بیٹیوں اور والدین میں چوبیس کڑوڑ کی رقم کیسے تقسیم ہو گی۔ ۸۷
س: چوبیس کڑوڑ کی رقم شوہر، والدین، تین بیٹوں اور چار بیٹیوں میں کیسے تقسم ہو گی۔ ۸۹
س: والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتے بیٹے کو زیادہ حصہ ملتا ہے یا اکلوتی بیٹی کو۔ ۹۲
س: والدین اور شوہر کا حصہ معلوم کریں ۹۴
س: دو بیٹیاں، والدین اور شوہر کا حصہ معلوم کریں ۹۵
س: دو بیٹیاں، والدین اور بیوی کا حصہ معلوم کریں ۹۶
س: ممنوعہ معاشی سرگرمیاں بیان کریں (پ:۳۶۸ سے ۳۷۳، ۳۷۹) ۹۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱) سود ۹۸
(۲) شراب جوئے کا کاروبار ۹۸
(۳) معدوم چیز کی خرید وفروخت ۹۸
(۴) ایک سے زیادہ مختلف معاہدوں کو ایک معاہدے میں جمع کرنا ۹۸
(۵) رشوت ۹۹
س: جائز اور ناجائز معاشی سرگرمیوں کا تقابلی جائزہ بیان کریں ۹۹
باب ۱۱: مسلمان عورت ۱۰۰
س: اسلام میں عورت کا مقام بیان کریں (پ: ۳۸۱ سے ۳۸۶، ۳۹۳) ۱۰۰
والدہ کا مقام ۱۰۱
بیوی کا مقام ۱۰۱
بہن بیٹی کا مقام ۱۰۲
س: مسلمان عورت کی وراثت کا تقابلی جائزہ پیش کریں ۱۰۲
س: مسلمان عورت کی گواہی کا تقابلی جائزہ پیش کریں ۱۰۳
س: عورتوں کو ارکانِ اسلام میں کیا کیا رعایات دی گئی ہیں (پ: ۳۸۷ سے ۳۸۸) ۱۰۴
(۱) کلمہ: ۱۰۴
(۲) نماز اور دعائیں: ۱۰۴
(۳) روزہ: ۱۰۵
(۴) زکوۃ: ۱۰۵
(۵) حج: ۱۰۵
س: عورتوں کے لیے پیسہ کمانے کے ذرائع اور قرآن کریم میں ذکر کیے گئے پردے کے احکامات بیان کریں (پ: ۳۸۹ سے ۳۹۲) ۱۰۸
قرآن کریم میں ذکر کیے گئے حیا اور پردے کے احکامات ۱۰۸
س: شادی کے لیے اسلامی ترجیحات بیان کریں (پ: ۳۹۴) ۱۰۹
مردوں کے لیے نکاح کی ترجیحات بیان کریں ۱۰۹
عورتوں کے لیے نکاح کی ترجیحات بیان کریں ۱۱۰
س: مرد و عورت کے اجتماعی تعلقات کے بارے میں اسلامی تعلیمات بیان کریں (پ: ۳۹۶ سے ۴۰۱) ۱۱۰
مرد یعنی شوہر کی ذمہ داریاں (بیوی کے حقوق) ۱۱۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی ذمہ داریاں (شوہر کے حقوق) ۱۱۲

س: قوائد و ضوابط سے منحرف ہونے کی صورت میں میاں بیوی کے اختیارات بیان کریں (پ: ۳۸۲، ۳۹۵، ۴۰۵) ۱۱۳

بیوی کے قوائد و ضوابط سے منحرف ہونے کی صورت میں شوہر کے اختیارات ۱۱۳

قوائد و ضوابط کی خلاف ورزی کی صورت میں بیوی کے اختیارات ۱۱۴

س: تعدد ازواج پر مختصر روشنی ڈالیں (پ: ۴۰۲ سے ۴۰۴) ۱۱۵

تعدد ازواج کے فوائد ۱۱۶

تعدد ازواج کے اصول ۱۱۶

س: اسلام میں غلاموں اور کنیزوں کے حقوق بیان کریں (پ: ۷۸) ۱۱۷

س: طلاق کی اقسام بیان کریں (پ: ۳۹۵، ۴۰۵) ۱۲۲

س: عدت سے کیا مراد ہے، عدت کی مختلف اقسام بیان کریں ۱۲۴

باب ۱۲: اسلام میں غیر مسلموں کی حیثیت ۱۲۵

س: اسلامی ریاست کے غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت بیان کریں (پ: ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۲۰، ۴۴۱، ۴۴۲) .. ۱۲۵

س: غیر مسلموں کے معاشی حقوق اور ذمہ داریاں بیان کریں، جزیہ سے کیا مراد ہے، اس کی معافی کی مختلف صورتیں بیان کریں (پ: ۴۲۰، ۴۲۱) ۱۲۵

س: جزیہ اور زکوۃ میں فرق بیان کریں (پ: ۴۲۰، ۴۲۱) ۱۲۶

س: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے سماجی حقوق بیان کریں (پ: ۴۲۹ سے ۴۳۹) ۱۲۶

س: اسلامی ریاست میں مسلمانوں کی خصوصی مراعات بیان کریں (پ: ۴۲۷) ۱۲۷

باب ۱۳: علوم و فنون کی ترقی میں مسلمانوں کی خدمات ۱۳۰

اسلام اور سائنس ایک تعارف (پ: ۴۴۳ سے ۴۴۶، ۴۴۹، ۴۴۷، ۴۵۴) ۱۳۰

س: مذہبی علوم کی ترقی (پ: ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۵ سے ۴۶۰) ۱۳۰

س: مسلمانوں کی جغرافیہ، نقشہ نویسی اور فلکیات میں خدمات بیان کریں (پ: ، ۴۶۵) ۱۳۱

س: مسلمانوں کی طبیعیات اور ریاضی میں خدمات بیان کریں ۱۳۱

محمد بن موسیٰ الخوارزمی (پ: ۴۷۶) ۱۳۱

ابن فرناس (پ: ۴۷۲) ۱۳۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الفرغانی ۱۳۲
ابن الہیثم (پ: ۴۷۰) ۱۳۳
س: حیاتیات اور کیمیا میں مسلمانوں کی خدمات بیان کریں ۱۳۳
ابوالقاسم الزہراوی ۹۳۶ء سے ۱۰۱۳ء ۱۳۳
جابر بن حیان (پ: ۴۷۵) ۱۳۳
باب ۱۴: اسلام کی عمومی تاریخ ۱۳۵
س: اسلام کی عرب سے باہر اشاعت اور اس میں آنے والی مشکلات بیان کریں ۱۳۵
س: نبی پاک ﷺ عرب میں آئے تھے تو اسلام عرب سے باہر کیسے پھیلا، بیان کریں ۱۳۵
س: خلفائے راشدہ کے زمانے میں قیصر و کسری کے خلاف لڑی جانے والی چند اہم ترین جنگوں کا مختصر حال بیان کریں (پ: ۴۹۰ سے ۴۹۷) ۱۳۷
س: بنوامیہ کی فتوحات بیان کریں (پ: ۴۹۸ سے ۴۹۹) ۱۳۸
محمد بن قاسم کی فتح سندھ و ملتان، سندھ سے ملتان تک اسلام کیسے پھیلا ۱۳۸
قتیبہ بن مسلم باہلی، عظیم تر اسلامی سلطنت کی شمالی ریاستوں میں اسلام کیسے پہنچا ۱۳۹
طارق بن زیاد فاتح اندلس، اندلس میں اسلام کی اشاعت کیسے ممکن ہوئی (پ: ۵۰۸) ۱۳۹
س: عباسی خلافت کے دوران پیش آنے والے اہم واقعات بیان کریں (پ: ۵۰۰ سے) ۱۴۰
۱۔ مکہ میں خانہ جنگی اور حج کی رکاوٹ (پ: ۱۸۱الف) ۱۴۰
۲۔ غزنوی سلطنت: ملتان سے کشمیر تک اسلام کیسے پھیلا (پ: ۵۰۵) ۱۴۰
۳۔ صلیبی جنگیں اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت (پ: ۵۰۳) ۱۴۱
۴۔ مصر کے سلطان بیبرس ۱۴۳
س: اسلامی تاریخ میں فتوحات اور تبلیغ اسلام کے حوالے سے عربوں اور ترکوں کے کردار پر روشنی ڈالیں ۱۴۳
۱۔ عربوں کی حکومت (۶۲۲ء سے ۱۲۵۰ء تک) ۱۴۳
ریاست مدینہ اور خلافت راشدہ ۱۴۳
خلافت بنوامیہ ۱۴۴
خلافت بنو عباس ۱۴۴
۲۔ ترکوں کی حکومت (۱۲۵۰ء سے ۱۹۲۳ء تک) ۱۴۵
غزنوی سلطنت، برصغیر کے شمالی علاقوں میں اسلام کس طرح پہنچا ۱۴۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلجوقی سلطنت ۱۴۵
خوارزمی سلطنت ۱۴۶
خلافتِ عثمانیہ (پ: ۵۰۶) ۱۴۶
مغلیہ ہند (پ: ۵۰۵) ۱۴۷
باب ۱۵: مسلمان کی روزمرہ کی زندگی ۱۴۹
س ۱: پیدائش اور اس کی سنتیں بیان کریں ۱۴۹
اذان اور تکبیر ۱۴۹
تحنیک ۱۴۹
رضاعت ۱۴۹
عقیقہ (پ: ۵۲۲) ۱۴۹
ختنہ (پ: ۵۲۳) ۱۵۰
اسلامی نام ۱۵۰
بسم اللہ کی رسم (پ: ۵۲۴) ۱۵۰
آمین کے رسم ۱۵۱
نماز روزہ اور بچوں کی اسلامی تعلیم ۱۵۱
اسلامی لباس اور وضع قطع ۱۵۱
س: اسلام میں حلال و حرام کھانے تفصیل سے بیان کریں (پ: ۵۴۳ سے ۵۴۶) ۱۵۱
۱۔ شراب اور نشہ آور اشیاء حرام ہیں ۱۵۱
۲۔ ناجائز ذبیحہ حرم ہے ۱۵۱
۳۔ حلال و حرام جانور ۱۵۲
الف۔ گھریلو مویشی ۱۵۲
ب۔ پرندے، جنگلی اور صحرائی جانوروں کا شکار ۱۵۲
ج۔ سمندری شکار ۱۵۲
س: اسلام حلال و حرام کی حکمتیں بیان کریں ۱۵۳
(۱) عذاب کا شکار مسخ شدہ جانور ۱۵۳
(۲) مسلمان کی پہچان اور شعائرِ اسلام ۱۵۳
(۳) عقل کو نقصان پہچانے والے کھانے ۱۵۴
(۴) ناپاک کھانے ۱۵۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵) جسمانی نقصان پہچانے والے کھانے ۱۵۴
(۶) اخلاقی اور معاشرتی نقصان پہچانے والے کھانے ۱۵۴
(۷) مذہبی نقصان پہچانے والے کھانے ۱۵۵
(۸) نامعلوم حکمت ۱۵۵
(۹) جلالہ ۱۵۵
سابقہ پرچے ۱۵۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱: رسول اللہ ﷺ کی زندگی، سیرت النبی ﷺ

قرآن کریم میں نبی پاک ﷺ کی سیرت بہت عمدہ طریقے سے بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ قرآن کریم تو ہے ہی نبی پاک ﷺ کی سیرت، **كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (مسند احمد)**۔ قرآن کریم میں جو سیرۃ النبی ﷺ بیان ہوئی ہے اس میں غزوات رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ بہت تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور اسی طرح ازواج رسول ﷺ کا بھی خصوصی تذکرہ ہے۔ نبی پاک ﷺ کو پیش آنے والی کفار کے ساتھ جنگوں میں سے آٹھ اہم ترین جنگوں کا قرآن کریم میں خصوصی ذکر ہے، اور ان جنگوں میں نبی پاک ﷺ کا ساتھ دینے والے سچے صحابہ کرامؓ کی قرآن کریم میں بہت ہی اعلی شان بیان کی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جنہوں نے عین جنگ کے موقع پر نبی پاک ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیا، قرآن کریم نے ان لوگوں کی منافقین کے عنوان سے شدید ترین مزمت بیان کی ہے۔ نبی پاک ﷺ کی مکی زندگی عموماً مکی سورتوں میں جبکہ مدنی زندگی عموماً مدنی سورتوں میں بیان ہوئی ہے۔

مکی زندگی کے چند اہم سوالات

س: اسلام سے پہلے اور ابتدائے اسلام میں سرزمین عرب اور اس کے ارد گرد کے حالات بیان کریں (پ: ۵، ۶، ۷)

سرزمین عرب کے شمالی علاقہ میں تہذیب یافتہ عالمی قوتیں

سرزمین عرب کے شمال میں **عیسائی روم** اور مشرق میں **مجوسی فارس** کی عظیم سلطنتیں تھیں جنہوں نے آپس کی لڑائیوں کی وجہ سے زمین پر ایک بڑا فساد پیدا کیا ہوا تھا۔ روم اور فارس بہت ترقی یافتہ تہذیبیں سمجھی جاتی تھی اس کے مقابلہ میں عرب کی تہذیب بہت ہی نوزائیدہ تھی، جس کی وجہ سے کسی بھی عالمی یا علاقائی طاقت کو عرب کی غیر زرعی صحرائی زمین پر کشور کشائی کی کوئی دلچسپی یا ضرورت نہیں تھی۔ روم و فارس ایک دوسرے کے زیادہ سے زیادہ علاقے فتح کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ فارس یعنی ایران کے بادشاہ خسرو پرویز جسے عرب میں کسری کہا جاتا ہے، اس نے ایک بار روم کو بہت بڑی شکست دی اور اس کے مصر تک کے علاقے فتح کر لیے، جس کے بعد ایسا معلوم ہونے لگا تھا کہ اب اس پورے علاقے میں ایک ہی عالمی طاقت رہ گئی ہے، لیکن **قرآن کریم میں سورۃ الروم نازل** ہوئی جس میں یہ ناقابل یقین پیش گوئی کی گئی تھی کہ چند سال کے اندر اندر رومی دوبارہ غالب آجائیں گے۔ عرب کے مغرب میں مصر پایا جاتا ہے، جو اس زمانے میں رومی عیسائیت کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سرزمینِ عرب کے جنوب میں اصحاب الخدود اور اصحاب الفیل کا علاقہ

سرزمینِ عرب کے جنوب میں یمن و عمان کا سرسبز علاقہ تھا جو ایک طرف سے حبشہ اور دوسری طرف سے فارس تک پھیلا ہوا تھا۔ عرب کا یہ جنوبی علاقہ ساحل سمندر پر ہونے کی وجہ سے افریقہ سے ہندوستان تک کے علاقوں کے ساتھ کاروباری روابط میں تھا۔ حبشہ کے عیسائی یمن میں اپنے ہم مذہب لوگوں کی پشت پناہی کرتے تھے جبکہ فارس کے مجوسی یہود نواز تھے، انہوں نے یمن میں ایک یہودی بادشاہ کی حکومت قائم کر دی۔ اس یہودی بادشاہ کا نام **ذونواس** تھا۔ اس نے تمام لوگوں کو یہودی بننے کا حکم دیا، لیکن یمن کی عیسائی رعایا نے یہودی مذہب اختیار کرنے سے انکار کر دیا، ظالم بادشاہ نے سب لوگوں کو آگ والی خندقیں میں دھکیل کر قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا **قرآن کریم کی سورۃ الاخدود** میں ذکر ہے دوسری طرف حبشہ میں عیسائیوں کی حکومت تھی جب انہوں نے یہ ظلم دیکھا تو وہ یمن میں ایک انقلاب کے ذریعے عیسائی حکومت لے آئے۔ یمن کے عیسائی بادشاہ کا نام **ابراہ** تھا، یہ پہلا آدمی تھا جس نے مکہ پر حملہ کیا کیونکہ وہ مکہ کی مرکزی مذہبی حیثیت کو یمن میں منتقل کرنا چاہتا تھا۔ ابراہ مکہ میں ہاتھیوں کا عظیم شان لشکر لے کر گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر ابابیلوں کے ذریعہ عذاب نازل کیا اور ابراہ کا ہاتھیوں والے لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس واقعہ کا **قرآن کریم کی سورۃ الفیل** میں ذکر ہے جس سال یہ واقعہ پیش آیا اسی سال آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ طاقتور عیسائی بادشاہ کی ہلاکت کے بعد دوبارہ یمن میں ایرانی مجوسی اثرات آنے شروع ہو گئے۔ عام الوفود کے بعد یمن کے لوگ فوج در فوج اسلام قبول کرنے لگے اس طرح عرب کا جنوبی حصہ مکمل طور پر اسلام کی آغوش میں آ گیا۔

عرب میں حضرت ابراہیمؑ کے پیروکار اور ان کی اولاد

سرزمین عرب میں یہودی، عیسائی اور مشرکین رہتے تھے، تینوں کا یہ گمان تھا کہ وہ ہی اصل ابراہیمی دین پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گمان کی نفی فرمائی ہے۔ **اللہ تعالیٰ نے فرمایا** ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ عیسائی اور نہ ہی مشرک، بلکہ وہ مسلمان تھے۔

مکہ میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد قریش اور اس کے حلیف قبائل رہتے تھے، لیکن یہ مشرک تھے۔ مدینہ اور یمن میں قحطانی عرب رہتے تھے جو کہ ابرہیمؑ کی اولاد میں سے تو نہیں تھے، لیکن یہ حضرت ابراہیمؑ کو جانتے ضرور تھے۔ طائف میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے بنو ثقیف اور بنو ہوازن رہتے تھے لیکن یہ مشرک تھے اور 'لات' نام کے ایک جعلی بت کی عبادت کرتے تھے۔ نجد میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے بنو ربیعہ اور بنو مضر رہتے تھے لیکن یہ بھی مشرک تھے۔ عرب کے ان تمام قبائل کی آپس میں رشتہ داریاں بھی تھیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: اسلام سے قبل قریش یعنی مکہ کے لوگوں کے مذہبی حالات بیان کریں (پ: ۸، ۹)

قرآن کریم کی سورت قریش میں اللہ تعالیٰ نے قریش کو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے مکہ کا ایک حکمران قبیلہ تھا۔ اسی وجہ سے ان لوگوں میں بہت سی مذہبی معاشرتی صفات پائی جاتی تھیں اور ان کے ذہنوں میں مذہب کا بنیادی ڈھانچہ مکمل طور پر موجود تھا، جس کی تفصیل یہ ہے۔

ایمانیات

اللہ پر ایمان: مکہ کے لوگ اللہ کریم پر اچھے سے یقین رکھتے تھے۔ جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا تو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے، لیقولن اللہ۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ زمین و آسمان کا رب کون سے تو یہ کہتے تھے کہ اللہ۔ لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے دوسرے معبود بھی بنا لیے تھے، جن کی خانہ کعبہ میں مورتیاں بھی رکھ دی گئی تھیں۔ مکہ کے لوگوں کی ان دیوی دیوتاؤں کی تعداد ساڑھے تین سو تک بیان کی جاتی ہے جن میں تین اہم ترین مورتیوں کے نام قرآن کریم میں بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى، وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ لات، عزیٰ اور مناۃ قریش کی تین بڑی مورتیاں تھیں۔ ہر مشرک معاشرے کی طرح یہ تینوں مورتیاں عربوں کی مشرکانہ تکون بناتی تھیں۔ جیسے مثلاً ہندو کے تین بڑے خداؤں میں برہما، شیوا اور وشنو ہیں۔ مشرکین کے خیال میں برہما خالق کائنات ہے، جبکہ ان کے خیال میں برہما خود پانی سے بنا ہوا ہے۔ شیوا جنگ کا معبود ہے اور اس کا مخالف دیوتا وشنو محبت اور رحم کا خدا ہے۔ مشرکین مکہ نے بھی یہ اسی قسم کی مشرکانہ تکون بنائی ہوئی تھی۔ لات، اللہ کی مؤنث۔ عزیٰ عزیز کی مؤنث یہ جنگ کی دیوی تھی اور منات منان کی مؤنث یہ محبت اور رحم کی دیوی تھی۔ جب مشرکین مکہ کی مسلمانوں سے لڑائی ہوئی تو انہوں نے نعرہ لگایا کہ **لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم** یعنی ہماری عزیٰ جنگ کی دیوی ہے تم لوگوں کی کوئی جنگ کی دیوی نہیں ہے۔ تو مسلمانوں نے اس نعرے کا جواب دیا، **اللہ مولانا ولا مولا لکم**۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے مولا ہیں، تم لوگوں کا کوئی مولا نہیں ہے۔

رسولوں پر ایمان: مشرکین مکہ رسولوں کے بارے میں معلومات رکھتے تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ رسول کوئی مافوق الانسان مخلوق ہوتے ہیں، جن کے پاس اللہ کے تمام اختیارات اور طاقتیں ہوتی ہے۔ ان کے مطابق رسول کے سونے کے محلات ہونے چاہئے اور ایک رسول کھانے پینے اور شادی بچوں سے پاک ہونا چاہئے (**سورت الاسراء، سورت الفرقان**)۔ اللہ کریم نے قرآن کریم میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ تمام انبیائے کرام ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے نبی پاک ﷺ ہیں۔

فرشتوں پر ایمان: قریش مکہ فرشتوں کے بارے میں اچھے سے معلومات رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مختلف کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے (**سورت الشوریٰ**)۔ جو کہ اسلام میں شرک ہے۔

کتابوں پر ایمان: مکہ کے لوگوں کے پاس کوئی بھی کتاب نہیں تھی اسی لیے ان کو امیؔ کہا جاتا تھا۔ البتہ ان لوگوں کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعلیمات نسل در نسل منتقل ہوتی آئی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں خنتے کا رواج تھا،ان لوگوں کو میاں بیوی کے تعلق کے بعد ضروری غسل کا علم تھا۔لیکن ان لوگوں کی بہت سی الہامی تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں۔

آخرت پر ایمان: آخرت کے بارے میں مکہ کے لوگ بہت اچھے سے جانتے تھے۔وہ کہتے تھے کہ ہم سے اور ہمارے آباؤاجداد سے اللہ تعالیٰ نے آخرت کا وعدہ کیا ہوا ہے لیکن یہ وعدہ صرف ایک کہانی معلوم ہوتا ہے، لقد وعدنا نحن و آباؤنا من قبل ان هذ الا اساطير الاولين، کیونکہ ہڈیوں کا پھر سے زندہ ہو جانا انسانی مشاہدے کے خلاف ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ کو منکرین آخرت کہا ہے۔

تقدیر پر ایمان: اس بارے میں قریش مکہ یہ سمجھتے تھے کہ جو بھی انسان کو خوشی ملتی ہے وہ اللہ کا انعام ہوتا ہے اور جو بھی مصیبت آتی ہے وہ عذاب ہوتا ہے۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔بلکہ نیک لوگوں پر بھی مشکلات آتی رہتی ہیں۔یعنی قریش تقدیر پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

عبادات

نماز: قریش مکہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرتے تھے، لیکن ان کی نماز سیٹیاں اور تالیاں ہوتی تھی،الا مكاء و تصدية۔

اللہ کی راستہ میں خرچ کرنا: قریش میں سخاوت بہت اچھی بات سمجھی جاتی تھی۔

طواف کعبہ: قریش خانۂ کعبہ کا طواف کرتے تھے، لیکن برہنہ ہو کر۔اور وہ دعا بھی پڑھتے تھے۔**لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك**۔لیکن انہوں نے اس کے ساتھ ایک جملہ اور شامل کر لیا تھا کہ تیرے سوا کوئی شریک نہیں سوائے وہ جس کو تو خود اپنا شریک بنانا پسند کرے۔اس طریقے سے انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے شرک سے پاک دین میں شرک شامل کر لیا تھا۔نبی پاک ﷺ نے اس اضافی جملے کو حذف کر دیا۔

حج: قریش حج بھی کرتے تھے لیکن عرفات نہیں جاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حکم دیا کہ عرفات ضرور جایا کرو(**سورت البقرۃ**)۔

قربانی: قربانی کرتے تھے لیکن بتوں کے نام کی بھی(**سورت الانعام**)۔

س: نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سے کام کے آغاز تک کا مختصر حال بیان کریں(پ: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۷)

حضرت محمد ﷺ ۵۶۹ء میں مکہ کے حکمران قبیلے **قریش** کے ایک خاندان **بنو ہاشم** میں پیدا ہوئے۔آپ ﷺ کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کا آپ ﷺ کی ولادت سے چند ہفتے قبل ہی انتقال ہو گیا تھا،قرآن کریم میں ہے آپ ﷺ یتیم تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جگہ عطا فرمائی(**سورۃ الضحیٰ**)۔آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کی پرورش کی اور داد کے بعد آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے چچا عبدالمطلب نے کی۔آپ ﷺ کی پچیس برس کی عمر میں قریش کی ایک معزز امیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوہ خاتون حضرت خدیجہؓ سے شادی ہوئی اور اس سے قبل آپ ﷺ اپنے چچا کا کاروباری امور میں ساتھ دیتے تھے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے ہمسائیوں کے جانور چرانے کے لیے بھی جایا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے اپنی جوانی میں مظلوموں کی مدد کے ایک معاہدے میں بھی شرکت کی تھی، اس معاہدے کو حلف الفضول کہتے ہیں۔ جب نبی پاک ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل وحی لے کر آئے۔ اس وقت آپ ﷺ غار حرا میں رمضان کا اعتکاف کر رہے تھے۔ **پہلی وحی میں سورۃ اقرا کی یہ آیات نازل ہوئیں۔**

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔ پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس نے انسان کو معلق چیز سے پیدا کیا ہے۔ پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا **(سورۃ العلق)**۔

س: قریش کے مختلف خاندانوں کا مختصر تعارف بیان کریں (پ: ۹)

جاہلیت میں: قریش کے مختلف خاندان تھے ہر خاندان کو مکہ میں کوئی نہ کوئی اہم سیاسی فوجی یا مذہبی ذمہ داری حاصل تھی۔ اپنی ذمہ داری کے اندر ہر خاندان بااختیار تھا، کوئی خاندان کسی دوسرے خاندان کی ذمہ داریوں میں دخل اندازی نہیں کرتا تھا، بلکہ ہر خاندان اپنی ذمہ داری کے امور میں آزادانہ فیصلے کرتا تھا، یہ فیصلہ باقی سب خاندان قبول کرتے تھے بنو ہاشم کو بیت اللہ کی پاسبانی کا اعزاز حاصل تھا اس ذمہ داری کو حجابت کہتے ہیں۔ خارجہ تعلقات یعنی سفارت بنو عدی کے پاس تھی۔ ایسار یعنی فال گیری اور بتوں کے ذریعے قسمت کا حال دریافت کرنا بنو جمح کی ذمہ داری تھی۔ بتوں کی قربانیاں اور نذرانے بنو سہم کے پاس تھے دیت اور صلح کے جرمانے بنو تیم کے پاس تھے قریش کے پرچم کی علمبرداری ایک امیر اور بڑے خاندان بنو امیہ کے پاس تھی، اس ذمہ داری کو عقاب کہتے ہیں فوجی اور دفاعی ذمہ داریاں بنو مخزوم کے پاس تھیں قریش کی مجلس شوری کو دار الندوی کہتے تھے جہاں قریش کے تمام فیصلے اور تمام اہم امور سب خاندانوں کی باہمی مشاورت سے طے کیے جاتے تھے۔

شعبہ جات	ذمہ داری
سفارت کاری	بنو عدی کے حضرت عمرؓ بن الخطاب
قتل کے فیصلے	بنو تیم کے حضرت ابو بکرؓ صدیق
مالیات	بنو سہم کے حارث بن قیس
کعبہ کی چابیاں	عثمان بن طلحہ
حاجیوں کو پانی پلانا	بنو ہاشم کے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب
فوج	بنو مخزوم کے ولید بن مغیرہ
علم برداری	بنو امیہ کے حضرت ابو سفیانؓ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے بعد:

خاندان	مشہور شخصیات	امہات المؤمنین	بدری صحابہؓ	عشرہ مبشرہ	مہاجرین بدری صحابہؓ کی تعداد	خاندان کا سردار
بنوہاشم	پیارے نبی ﷺ	کوئی نہیں	حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ زید بن حارث (مولی)	حضرت علیؓ	1+2	ابولہب
بنوتیم	ابوبکرؓ صدیق	عائشہؓ صدیقہ	ابوبکرؓ صدیق طلحہؓ	ابوبکرؓ طلحہؓ	3	حضرت ابوبکرؓ
بنوعدی	عمرؓ الفاروق	حضرت حفصہؓ	عمرؓ الفاروق حفصہؓ بنت عمرؓ	عمرؓ سعیدؓ	1،4	عمرؓ بن الخطاب
بنوامیہ	حضرت عثمانؓ	ام حبیبہؓ		عثمانؓ	6،6	ابوسفیانؓ
بنومخزوم	خالدؓ بن ولید	ام سلمہؓ	ابوسلمہؓ عمارؓ بن یاسر (مولی)	کوئی نہیں	1،8	ابوجہل
بنواسد	حضرت زبیرؓ	خدیجہؓ	حضرت زبیرؓ	زبیرؓ	4	ابوالبختری
عامر بن لوی		سودہؓ بنت زمعہ	سعد بن خولہ (مولی)		1،10	سہیل بن عمرو
بنوفہر	ابوعبیدہؓ بن جراح	کوئی نہیں	ابوعبیدہؓ	ابوعبیدہؓ	8	
بنوزہرہ	عبدالرحمنؓ بن عوف	کوئی نہیں	عبداللہؓ بن مسعود (مولا)	عبدالرحمنؓ سعدؓ بن ابی وقاص	3،4	اسود بن یغوث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنو جمح		کوئی نہیں		کوئی نہیں	16	امیہ بن خلف
بنو سہم		کوئی نہیں		کوئی نہیں	13	
بنو عبد بن قصی		کوئی نہیں		کوئی نہیں	1	
بنو عبد الشمس		کوئی نہیں		کوئی نہیں	1	عتبہ بن ربیعہ

س: مکی زندگی میں مشرکین مکہ نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا (پ: ۲۲، ۲۴)

مشرکین مکہ کے مظالم اور ابولہب کی دشمنی

پیارے نبی ﷺ نے قریش کو، مشرکین مکہ کو جمع کیا، دعوت دی اور پھر فرمایا: اگر تم صرف ایک کلمہ 'لاالہ الااللہ' کہ دو گے تو تم عرب و عجم یعنی پورے جہان کے مالک بن جاؤ گے، اس پر کشش وعدے سے سب لوگ حیران رہ گئے اور مکمل خاموشی چھا گئی۔ لیکن صرف ابولہب جو کہ آپ ﷺ کے خاندان کا ہی فرد تھا بلکہ وہ آپ ﷺ کا چچا تھا اس نے آپ ﷺ کی گستاخی کی، جس کی وجہ سے باقی لوگوں نے بھی انکار کر دیا۔ ابولہب کا نام عبد العزیٰ بن عبد المطلب تھا، وہ عزیٰ دیوی کا پجاری تھا اور اسلام کے سخت ترین مخالفین میں سے تھا۔ انبیائے کرام کی دعوت پر خاموش رہنا یا انکار کرنا اور بات ہے لیکن اس نے اس موقع پر کائنات میں سب سے پہلے نبی پاک ﷺ کی گستاخی کی، گستاخ کو کبھی ہدایت نہیں ملتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو جائے، نہ اس کے مال نے اسے فائدہ دیا اور نہ اس کی کمائی نے، وہ بہت ہی جلدی ایک شعلہ مارتی ہوئی بڑی آگ میں داخل ہو گا، اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لادنے والی ہے، اس کے گلے میں بل والی رسی ہے'' (**سورۃ ابولہب**)۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے ابولہب جب قبیلہ بنو ہاشم کا سردار بن گیا تو مسلمانوں کے لیے مزید مشکلات پیدا ہونے لگیں۔ مشرکین کے مظالم بڑھتے گئے حتیٰ کہ مومنین اور نبی ﷺ کو حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرتوں پر مجبور کر دیا گیا۔

رسالت پر اعتراضات اور معجزات کے مطالبات

''وہ کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری نہ کر دیں، یا آپ کے لیے کھجور اور انگور کا باغ پیدا ہو جائے اور آپ اس کے بیچ میں نہریں بہا دیں یا آپ کا سونے کا گھر ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں، پھر بھی ہم ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ کوئی کتاب ہمارے لیے لے کر نہ آئیں ایسی کتاب جسے ہم پڑھ بھی لیں۔ فرما دیں کہ میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں'' (**سورۃ الاسراء**)۔ ''بلکہ تم میں سے ہر ایک آدمی یہی چاہتا ہے کہ اس کو خود کی ذاتی رسالت اور کتاب ملے'' (**سورۃ المدثر**)۔ ''اور کہتے ہیں کہ یہ کیسے رسولؐ ہیں کہ کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، ان پر کوئی ڈارنے والا فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا، یا ان کی طرف آسمان سے خزانہ اتارا جاتا' یا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے یہ کھایا کرتے، اور ظالم تو کہتے ہیں کہ تم جادو میں مبتلا ایک مرد کی پیروی کرتے ہو، اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے جتنے رسولؑ بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ "(**سورۃ الفرقان**)۔ بعض لوگ پیارے نبی ﷺ کے لیے بعض باتوں کو عجیب سمجھتے ہیں اور ان باتوں کی وجہ سے یہ لوگ آپ ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی چیز پیارے نبی ﷺ کی شان کے خلاف نہیں ہے، باقی تمام انبیائے کرام کے حالات بھی ایسے ہی تھے (**سورۃ الفرقان**)، نبی ﷺ کو اللہ کریم نے ان چیزوں کا حکم خود ہی دیا ہے، باقی تمام انبیائے کرام کی بھی شادیاں اور بچے تھے۔ ایک نبی کا موازنہ صرف ایک نبی سے ہی کیا جاسکتا ہے، پیارے نبی ﷺ نے جو کام کیے سابقہ تمام انبیائے کرام وہ کام کرتے رہے ہیں۔

س: واقعۂ معراج کے بارے میں قرآن کریم کے بیانات کی وضاحت کریں (پ: ۲۵، ۲۶)

یا

س: قرآن کریم میں ذکر کیے گئے معجزاتِ رسول ﷺ بیان کریں۔

قرآن کریم میں نبی پاک ﷺ کے تین معجزات کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک تو خود قرآن کریم ہے، جس میں گزرے ہوئے اور آنے والے زمانوں کے غیب کی خبریں ہیں۔ یہ ایک ہدایت کی کامل کتاب ہے، اس جیسی کتاب سوائے اللہ کے کوئی بھی نہیں لا سکتا، یہ قرآن کریم کا ایک دعوی ہے (**سورۃ البقرۃ، سورۃ الاسراء**)۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں نبی پاک ﷺ کا واقعہ شق القمر کی صورت میں ایک بہت ہی عظیم الشان معجزہ بیان ہوا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ چودھویں کی رات کفار مکہ نے نبی پاک ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ سچے رسول ہیں تو اس چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں، نبی پاک ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، لیکن کفار مکہ پھر بھی نہیں مانے اور انہوں نے اس مشاہدے کو جادو قرار دیا (**سورۃ القمر**)۔

قرآن کریم میں ذکر کیا گیا تیسرا معجزہ واقعہ معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام، یعنی خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرائیں، حقیقت میں وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے" (**سورۃ الاسراء**)۔ جنت المأوی کا دیدار: "آخری حد کی بیری کے پاس، اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے، جب اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی، انہوں نے اپنے رب کی قدرت کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں" (**سورۃ النجم**)۔ آسمانوں پر نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ ملاقات کی جس میں ہمیں پانچ نمازوں کا تحفہ ملا اور اللہ تعالیٰ سے اس ملاقات میں جو الفاظ استعمال ہوئے وہی الفاظ ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ **التحيات لله والصلاوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين**۔ معراج کے اس واقعہ نے مسلمانوں کے ایمان کو بہت زیادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بڑھا دیا، لیکن کفار نے اس واقعہ کو ناممکن قرار دیا اور حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ کیا اس کی تم تصدیق کر سکتے ہو، حضرت ابو بکرؓ نے اس واقعہ کی تصدیق کی، جس کی وجہ سے نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو صدیق کا لقب دیا۔ مکہ کے لوگوں سے انکار کے بعد نبی پاک ﷺ اپنے ماموں کے گھر تبلیغ کرنے طائف چلے گئے۔ لیکن ایک مہینے کی تبلیغی کوششوں کے بعد نبی پاک ﷺ کو طائف سے بھی واپس آنا پڑا۔

س: بیعت عقبہ سے کیا مراد ہے، اس بیعت کی اہمیت بیان کریں (پ: ۲۷)

نبی ﷺ ہر سال حج پر آنے والے دوسرے شہروں کے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے جس مقام پر حاجی لوگ شیطان کو پتھر مارتے ہیں اس مقام کو عقبہ کہتے ہیں۔ عام طور پر نبی ﷺ اس مقام پر حاجیوں کو اسلام کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ مدینہ کے لوگوں کو ایک آخری نبی کی آمد کے بارے میں یہودیوں نے بہت سی باتیں بتائی ہوئیں تھی۔ چنانچہ ان میں سے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا اور نبی ﷺ نے ان سے اسلام پر بیعت لی، اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہیں۔

عورتوں کی بیعت: نبی اکرم ﷺ عورتوں سے مصافحہ نہیں فرمایا کرتے تھے تاہم ان سے ایک زبانی وعدہ لیا جاتا تھا کہ ''اے نبی ﷺ جب آپ کے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ کوئی ایک دوسرے پر بہتان باندھ لائیں گی نہ نیک کاموں میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی تو آپ ﷺ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' (**سورۃ الممتحنہ آیت ۱۲**)۔ اس بیعت کو بیعت النساء کہتے ہیں۔

مردوں کی بیعت: مردوں کی بیعت میں ایک شق مزید شامل تھی کہ وہ نبی ﷺ کی جان و مال سے حفاظت کریں گے، یعنی جہاد کریں گے (**سورۃ الاحزاب**)۔ اس لیے اس بیعت کو بیعت الحرب بھی کہتے ہیں۔

س: ہجرت مدینہ (پ: ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ہجرت کا حکم دے دیا تو نبی پاک ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گئے۔ کفار مکہ ان کو تلاش کر رہے تھے اور ان کا پیچھا کر رہے تھے اس لیے راستہ میں یہ دونوں غار میں چند دن رکے رہے، تاکہ کوئی انہیں نہ تلاش کر پائے۔ یہ ایک مشکل وقت تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے: اگر آپ لوگ نبی اکرم ﷺ کی مدد نہیں کرو گے تو اس سے پہلے یقیناً اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں نے انہیں مکہ سے نکال دیا تھا، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور وہ دو میں سے دوسرے تھے اور وہ اپنے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہ رہے تھے کہ غم نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو آپ لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو اللہ تعالیٰ نے نیچا کر دیا اور بات تو اللہ تعالیٰ کی ہی بلند ہے اور اللہ ہر چیز پر غالب ہے اور حکمت والا ہے (**سورۃ التوبہ**)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مدنی زندگی کے چند اہم سوالات

س: مواخات مدینہ بیان کریں (پ: ۲۸)

مشکلات میں پھنسے ہوئے مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے جب مدینہ پہنچے تو ان کے لیے بنیادی ضروریات زندگی کا بندوبست کرنے کے لیے نبی پاک ﷺ نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار یعنی مدنی مسلمان کا بھائی بنا دیا۔ اس بے مثال تاریخی واقعہ کو مواخات مدینہ کہتے ہیں۔ اس مواخات میں جڑے ہوئے مہاجرین اور انصار آپس میں حقیقی رشتہ داروں سے بھی زیادہ محبت کرنے لگے تھے۔ حتیٰ کہ خیبر کے بعد اس مواخات کی ضرورت باقی نہ رہی اور تمام مہاجرین اپنے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس مواخات زیادہ ضروری حقیقی رشتہ داری کو قرار دے دیا (**سورت الاحزاب**)۔

س: میثاقِ مدینہ اور اس کے اثرات کا جائزہ (پ: ۲۹، ۳۳)

مدینہ میں مسلمانوں کے دو بڑے قحطانی قبائل، اوس اور خزرج رہتے تھے۔ اس کے علاوہ مدینہ اور اس کی ارد گرد کسی بستیوں میں اسرائیلی یہودیوں کے تین قبائل رہتے تھے، بنو قینقاع، بنو نضیر، اور بنو قریظہ، جو کسی بھی وقت مسلمانوں کے لیے خطرہ بن سکتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد نبی ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ امن وامان قائم رکھنے کے لیے ایک معاہدہ کیا تھا جسے میثاق مدینہ کہتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق یہ دنیا کا پہلا تحریری قانون ہے اس کی پچاس کے قریب شقیں ہیں جن میں سے تین اہم ترین شقیں یہ ہیں۔

۱۔ مسلمان اور یہودی آپس میں مل جل کر رہیں گے اور کوئی بھی مدینہ کے امن کو کوئی بھی خراب نہیں کرے گا۔

۲۔ اگر مدینہ پر کوئی بیرونی دشمن حملہ کرتا ہے تو مسلمان اور یہودی مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اس صورت میں مسلمان اور یہودی نفع و نقصان میں مشترک ہوں گے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق اس سماجی تحفظ کو معاقل کا نام دیا گیا تھا۔

۳۔ کسی بھی معاملے میں نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ آخری فیصلہ مانا جائے گا اگر کوئی بھی اس معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے خلاف نبی ﷺ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ آخری مانا جائے۔

میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی (پ: ۳۳)

یہودیوں اور مشرکین کے معاہدوں کا عموماً کوئی اعتبار نہیں ہوتا، یہ لوگ معاہدے کی خلاف ورزی کو اپنی بہادری خیال کرتے ہیں کہ ہمیں کسی بھی چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہے، ہم تو بہت طاقتور ہیں۔ مسلمانوں میں یہ اہلیت ہی نہیں ہے کہ وہ کسی بھی معاہدے کی خلاف ورزی پر ہمیں پکڑ سکیں۔

چنانچہ باری باری تینوں یہودی قبائل نے میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کی، جس وجہ سے انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا، یا بعض کو سزائے موت دے دی گئی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اگر وہ معاہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عیب نکالنے لگیں تو ان کفر کے رہنماؤں سے لڑو اور ان کے معاہدوں کا کوئی اعتبار نہیں، عجب نہیں کہ یہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں" (سورۃ التوبہ آیت ۱۲)۔

بنو قینقاع کی خلاف ورزی اور ان کا مدینہ سے خروج

یہ قبیلہ مسلمانوں کے قبیلہ خزرج کا ساتھی قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ نے مسلمانوں کی ایک عورت کی بازار میں بے حرمتی کی، جس کی وجہ سے مسلمانوں اور یہودیوں میں لڑائی ہو گئی اور دونوں طرف سے ایک ایک آدمی قتل ہو گیا۔ جب معاملہ پیارے نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو بنو قینقاع کے ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا جو بھی فیصلہ خزرج قبیلہ کا رہنما **عبداللہ بن ابی** کرے گا وہ ہمیں قبول ہے۔ عبداللہ بن ابی منافق تھا اس کا بنی قینقاع کے ساتھ اتحاد تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو محفوظ راستہ دیا اور حکم دیا کہ میثاق مدینہ کی خلاف ورزی پر جنگ بدر کے بعد بنی قینقاع کے تمام لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دیا جائے **سورۃ الحشر کی آیت ۱۴** میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

بنو نضیر کی عہد شکنی اور ان کا مدینہ سے خروج

بنی نضیر کے لوگ بہت ہی سازشی تھے، انہوں نے پیارے نبی ﷺ کو اپنے محلہ میں کسی کام کے بہانے بلایا اور ایک دیوار کے ساتھ بٹھا کر اوپر سے ایک بہت بڑا بھاری پتھر پھینکنے کی سازش کی، حضرتِ **جبرائیلؑ** نے فوراً پیارے نبی ﷺ کو اطلاع کر دی چنانچہ آپ ﷺ اسی وقت وہاں سے اٹھ گئے، اس طرح سے بنو نضیر کی یہ سازش پکڑی گئی۔ مدینہ کے منافقین نے ان لوگوں کو بچانے کی بہت کوشش کی لیکن انہیں بھی میثاق مدینہ کی خلاف ورزی پر غزوۂ احد کے بعد مدینہ سے باہر نکال دیا گیا ان کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ ہر آدمی اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ ایک اونٹ سامان لے جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کی کھڑکیاں اور دروازے اکھاڑ کر ساتھ لے گئے۔ ان کے اس **عبرت ناک خروج کا منظر سورۃ الحشر** میں تفصیل سے موجود ہے۔

بنو قریظہ کی بغاوت اور ان کا قتل

غزوہ احزاب کے موقع پر مشرکین مکہ اور عرب کے باقی مشرک قبائل نے مل کر مدینہ کا گھراؤ کر لیا۔ مسلمانوں نے اپنا بچاؤ کرنے کے لیے ایک خندق کھودی۔ جس کی وجہ سے مشرکین عرب ایک ماہ کے محاصرے کے باوجود مدینہ میں داخل ہونے میں ناکام رہے۔ دوسری طرف بنی قریظہ نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مدینہ کے مشترکہ دفاع کرنے کی بجائے مدینہ کی سرحدوں کی حفاظت پر کھڑے ہوئے مسلمانوں کے لیے عقب سے بہت سی مشکلات پیدا کرنی شروع کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جنگ شروع ہوتے ہی مسلمان عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے انہیں مدینہ کی ایک بڑی حویلی میں جمع کر دیا تھا لیکن بنی قریظہ نے مسلمانوں کو عین جنگ کے دوران پریشان کرنے کے لیے حویلی پر حملہ کر دیا، ایک یہودی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا، لیکن نبی اکرم ﷺ کی **پھوپھی حضرت صفیہؓ** نے اس یہودی کو مار کر اس کا گلا کاٹ دیا اور اس کا سر حویلی سے باہر پھینک دیا۔ اس طریقہ سے بنی قریظہ کا عورتوں اور بچوں پر یہ بزدلانہ حملہ ناکام ہو گیا۔ جنگ ختم ہونے پر نبی اکرم ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنی قریظہ تشریف لے گئے اور میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی پر ان سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ **اوس قبیلہ کے رہنما حضرت سعد بن معاذؓ** جو فیصلہ کریں گے وہ قبول کیا جائے گا۔ اوس قبیلے کی بنی قریظہ سے دوستی تھی لیکن اس کے باوجود سعد بن معاذؓ نے اسلامی حمیت کا مظاہر کرتے ہوئے انصاف کی بات کی اور حکم دیا کہ ان کے تمام جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتیں بچے قید کر لیے جائیں۔ اس واقعہ کا ذکر **سورۃ الاحزاب** میں موجود ہے۔ اس طریقہ سے مدینہ یہودیوں سے پاک ہو گیا۔

س: مدنی زندگی میں پیش آنے والی جنگوں کا حال بیان کریں (پ: ۳۰، ۳۲، ۳۳)

غزوۂ بدر (پ: ۳۰)

اس وقت مکہ میں مشرکین کی حکومت تھی جبکہ مدینہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ مسلمانوں نے تجارتی سلسلے میں یمن جانا ہوتا تھا تو مکہ راستے میں پڑتا تھا، جبکہ مشرکین نے جب شام میں اپنے تجارتی قافلے لے کر جانے ہوتے تھے تو مدینہ راستہ میں پڑتا تھا۔ ہم جب یمن جاتے تھے تو غیر مسلم راستے میں ہمیں روک کر تنگ کرتے تھے اور ہم پر تجارتی پابندیاں لگاتے تھے۔ لیکن جب ان کے قافلے ہمارے علاقے سے گزرتے تھے تو ہم انہیں کچھ نہیں کہتے تھے۔ یہ ایک غیر متوازن صورت حال تھی جو مشرکین کو غرور و تکبر میں مبتلا کر رہی تھی۔ چنانچہ ایک بار جب مشرکین کا قافلہ ابوسفیان شام سے مکہ لا رہا تھا تو راستہ میں ہم نے اپنے علاقہ میں اس قافلے کو روکنا چاہا، لیکن ابوسفیان نے فوراً مکہ سے ابوجہل کے ذریعے ایک ہزار کا لشکر اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے بھجوانے کا انتظام کر لیا۔ مشرکین نے اپنے تجارتی قافلے کو تو بچا لیا لیکن اب وہ ہم سے لڑے بغیر واپس نہیں جانا چاہتے تھے۔ **سورت الانفال** میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم تو صرف تجارتی قافلے کو روکنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ ہماری تعداد صرف تین سو تیرہ تھی، جس کی وجہ سے منافقین ہمارا مزاق اڑا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس وقت اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہیں دینے کا وعدہ کیا تھا اور تم تو صرف تجارتی قافلہ کو پسند کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے فیصلوں کے ساتھ حق کو ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ وہ ڈالتا تھا تمہارے اوپر اونگھ امن دلانے کے لیے اپنی طرف سے، اور اتارتا تھا تمہارے اوپر آسمان کی طرف سے پانی تاکہ **پاک کر دے** تم کو اس کے ساتھ اور دور کر دے تم سے وسوسہ شیطان کا اور تاکہ مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور ثابت کر دے تمہارے قدموں کو۔ اور جس وقت تھے تم اس کنارے پر اور وہ کافر دوسرے کنارے پر تھے اور تجارتی قافلہ تم سے نیچے کی طرف سے نکل گیا تھا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے اس بات کا جو طے شدہ ہے تاکہ ہلاک ہو جو ہلاک ہوتا ہے کھلی دلیل کے بعد اور زندہ رہے جو زندہ رہتا ہے کھلی دلیل کے بعد اور بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔ جب وہ دکھاتا تھا تمہیں ان لوگوں کو آپ کے خواب میں تھوڑے کر کے۔ اور اگر دکھاتا تمہیں وہ زیادہ تو تم کمزور ہو جاتے اور جھگڑا کرتے معاملہ میں، لیکن اللہ نے بچا لیا، بیشک وہ سینوں کے رازوں کو جاننے والا ہے۔ اور جب کہ دکھاتا تھا تم کو وہ تمہاری آنکھوں میں تھوڑے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب کہ تم نے ٹکر لی اور تمہیں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا ان کی آنکھوں میں تاکہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اس بات کا جو طے شدہ ہے، اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو خوبصورت بنایا اور کہا آج کے دن تم پر کوئی بھی غالب آنے والا نہیں، اور بیشک میں تمہارا حمائتی ہوں پھر جب آمنے سامنے ہوئے دونوں گروہ تو فوراً شیطان بھاگ گیا اور کہا میں تو بیزار ہوں تم سے بیشک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ یہ کہتے تھے کہ دھوکہ دیا ہے ان مسلمانوں کو ان کے دین نے اور جو شخص بھروسہ کریگا اللہ تعالیٰ پر تو اللہ تعالیٰ زبردست اور حکمت والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نہیں قتل کیا ان کافروں کو بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا ہے اور اے نبی ﷺ آپ نے نہیں مٹھی بھر سنگریزے مارے ان پر جب کہ آپ نے پھینکے تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے تھے۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ آزمائے ایمان والوں کو اپنی طرف سے اچھی طرح آزمانا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر آواز کو سنتا ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے **(سورت الانفال)**۔ البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بدر کے مقام میں اور تم نہایت کمزور بے سروسامان تھے۔ پس ڈرو اللہ سے تاکہ تم شکر ادا کر سکو **(سورت آل عمران)**۔ ہم نے مشرکین کے ستر افراد قتل کیے اور ستر ہی گرفتار کیے۔ وہ بری طرح یہ جنگ ہار گئے، اور اگلے سال بدلہ اتارنے کا وعدہ کر کے مکہ چلے گئے۔

غزوۂ احد (پ: ۳۲)

یہودی شاعر کعب بن اشرف کے اکسانے پر اگلے سال مشرکین ہم سے بدلہ لینے آئے۔ اس جنگ میں ہمارے ستر افراد شہید ہو گئے اور ہمیں ایک بہت بڑا غم پہنچا۔ ہمارا کوئی بھی گھر ایسا نہیں تھا جس میں کوئی شہید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں زخم پہنچے ہیں تو کیا ہوا، تمہارے دشمن کو بھی تو اسی جیسے زخم پہنچے تھے، اور یہ دن ہیں ان کو ہم پھیرتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور تاکہ بنائے تم میں سے کچھ شہید اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظالموں کے ساتھ۔ پس پہنچایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم پر غم تاکہ تم آئندہ نہ غم کھاؤ ان چیزوں پر جو تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی ہیں اور نہ اس تکلیف پر جو تمہیں پہنچی ہے **(سورت آل عمران)**۔ تاہم ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق کفار کی یہ مہم بڑی حد تک ناکام رہی۔

غزوۂ احزاب (پ: ۳۳)

احزاب کا معنی ہیں بہت سے لشکر، بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کے اکسانے پر مکہ کے لوگوں نے تمام عربوں کے قبیلوں کو ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار کر لیا اور چاروں طرف سے ہم پر حملہ کر دیا، ہمیں اپنے بچاؤ کے لیے خندق کھودنا پڑی۔ جس وجہ سے مشرکین عرب ہم تک نہ پہنچ سکے۔ وہ لوگ مہینے بھر کے مدینہ کے محاصرے کے بعد نامراد واپس چلے گئے۔ اس جنگ میں یہودیوں نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمارے ساتھ عین جنگ کے وقت بغاوت کر دی، جس کی وجہ سے جنگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ختم ہونے پر انہیں اس بغاوت کی سزا ملی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی جب تمہارے مقابلے میں لشکر آئے تو چھوڑی ہم نے ان پر ہوا اور لشکر جس کو تم نے نہیں دیکھا اور ہے اللہ تعالیٰ اس کارروائی کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا۔ جس وقت آئے تمہارے پاس تمہاری بالائی طرف سے اور تمہاری نچلی طرف سے اور جس وقت آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور دل ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ گئے اور تم خیال کرتے تھے۔ اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کے غصے کے ساتھ نہ حاصل کر سکے کوئی خیر اور کفایت کی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی لڑائی سے اور ہے اللہ تعالیٰ قوت والا زبردست۔ اور اتارا ان لوگوں کو جنہوں نے ان کی مدد کی اہل کتاب میں سے ان کے قلعوں سے اور ڈالا ان کے دلوں میں ایک فریق کو تم قتل کرتے ہو اور قیدی بناتے ہو ایک گروہ کو۔ اور وارث بنایا تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا بھی جس کو تم نے پامال نہیں کیا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا (**سورت الاحزاب**)۔

س: صلح حدیبیہ اور اس کے اثرات کا جائزہ (پ: ۲۶، ۲۷، ۳۶، ۳۸)

عرب کے لوگ سارا سال لڑتے رہتے تھے لیکن خانہِ کعبہ کی زیارت سے کبھی کسی کو نہیں منع کرتے تھے اور اسی لیے عرب میں حج اور عمرے کے موسم میں لڑائیاں بالکل منع تھیں۔ خانہِ کعبہ کی زیارت کے لیے کبھی کسی کو پیشگی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ سن چھ ہجری میں خانہِ کعبہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ مسلمانوں کی مکہ کے لوگوں سے جاری لڑائیوں کی وجہ سے مدینہ کے ارد گرد رہنے والے بہت سے منافق اعرابی قبائل نے نبی اکرم ﷺ کے اس فیصلے کو خودکشی قرار دیا اور ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا (**سورت الفتح**)، البتہ آپ ﷺ کے **۱۴۰۰** مخلص صحابہ کرامؓ ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ مسلمانوں نے مروجہ طریقے کے مطابق احرام باندھ لیے اور قربانی کے جانور ساتھ رکھ لیے۔

لیکن اس کے باوجود مشرکین مکہ نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر روک لیا اور زیارت کعبہ سے منع کر دیا۔ دنوں طرف کی سفارت کاری کے جاری تھی چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے **حضرتِ عثمانؓ** کو مکہ بھیجا کہ وہ انہیں قائل کریں کہ ہمارا مقصد جنگ نہیں بلکہ زیارت ہے مشرکین مکہ نے حضرت عثمانؓ کو زیارت کی اجازت دے دی لیکن حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی زیارت کروں گا، اس بات پر مشرکین مکہ غصے میں آ گئے اور انہوں نے حضرتِ عثمانؓ کو گرفتار کر لیا۔ جب حضرت عثمانؓ حدیبیہ واپس نہیں آئے تو مسلمانوں کو یہ خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ **حضرت عثمانؓ شہید** کر دیے گئے ہیں اس بات پر نبی اکرم ﷺ نے فوراً سب مسلمانوں کو یہ فیصلہ سنایا کہ جب تک حضرتِ عثمانؓ کے خون کا بدلہ نہیں لیا جاتا ہم یہاں سے نہیں جائیں گے نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس تاریخی فیصلہ کی تائید میں تمام صحابہ کرامؓ سے بیعت لی کہ وہ سب حضرتِ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ اس تاریخی بیعت کو **بیعتِ رضوان** کہتے ہیں کیونکہ **اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح** میں ان بیعت لینے والے صحابہِ کرامؓ سے ہمیشہ کی رضامندی کا اعلان کیا ہے لیکن جلد ہی معلوم ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر غلط ہے، اور حضرت عثمانؓ واپس حدیبیہ پہنچ گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب مشرکین مکہ نے اس تاریخی بیعت کا حال سنا تو انہوں نے فوراً مفاہمت کے لیے اپنے قاصد **سہیل بن عمرو** کو بھیجا۔ سہیل کو دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے صلح کی پیش کش کی، یہ صلح، صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ ان شرائط پر ہوئی۔

صلح کی شرائط

۱۔اس سال مسلمانوں کو عمرہ کی اجازت نہیں ہو گی، مسلمان اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں گے۔
۲۔دس سال تک مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان صلح رہے گی اور کسی قسم کی جنگی سرگرمی ممنوع ہو گی۔
۳۔مکہ سے کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ آئے تو مدینہ کے لوگ اسے واپس کر دیں گے۔
۴۔مدینہ سے کوئی آدمی بھاگ کر مکہ چلا جائے تو مکہ والے اسے واپس نہیں کریں گے۔

بظاہر اس معاہدے کی شرائط متوازن معلوم نہیں ہوتی ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے صرف امن کی خاطر اس معاہدے کو قبول کر لیا، حتیٰ کہ سہیل بن عمرو کے مسلمان بیٹے **حضرت ابو جندل**ؓ عین موقعہ پر کسی طرح مکہ سے بھاگ کر حدیبیہ پہنچ گئے اور مسلمانوں سے پناہ طلب کرنے لگے۔ سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر مسلمانوں نے میرے بیٹے کو پناہ دی تو یہ معاہدے ٹوٹ جائے گا۔ چنانچہ مسلمان امن کی خاطر ابو جندلؓ کو ساتھ نہ لے جا سکے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنے اپنے قربانی کے جانور یہاں ذبح کریں اور احرام اتار دیں۔

صلح حدیبیہ کے اثرات: عام الوفود، فتح مکہ اور غزوۂ حنین (پ: ۳۶، ۳۷، ۳۸)

۱۔اس واقعہ پر سورۃ الفتح نازل ہوئی جس میں اس معاہدے کو واضح ترین فتح قرار دیا گیا اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح میں حکم نازل فرمایا کہ اس صلح کے فوراً بعد مسلمان **خیبر فتح** کریں گے، اور خیبر میں صرف ان لوگوں کو جانے کی اجازت ہو گی جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی (**سورۃ الفتح**)۔

۲۔ صلح حدیبیہ کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ نے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے اور بہت سے وفود نبی اکرم ﷺ کے پاس اسلام سیکھنے کے لیے آئے اس لیے اس سال کو **عام الوفود** کہا جاتا ہے۔ اس طرح اسلام کو بہت زیادہ پھیلانے کا موقعہ مل گیا۔

۳۔ **فتح مکہ**: ہمیں مشکل میں دیکھ کر کفار مکہ نے دو سال کے اندر اندر اس معاہدے کو پامال کر دیا اور صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے بعض لوگ قتل کر دیے، جس کی وجہ سے نبی پاک ﷺ نے دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کو اچانک آلیا اور مسلمانوں نے بغیر ایک قطرہ خون بہائے پورا **مکہ فتح** کر لیا۔ فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے بڑے بڑے سردار اور عوام سب فوج در فوج اسلام قبول کرنے لگے۔ یوں **اللہ تعالیٰ کا سورۃ الفتح** میں کیا گیا وعدہ بھی پورا ہو گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۔ **غزوۂ حنین:** فتح مکہ کے بعد مسلمان مکہ کے قریبی بستی طائف گئے اور وہاں **بنو ہوازن اور بنو ثقیف** کے خلاف ایک جنگ ہوئی جس کو **جنگ حنین** کہتے ہیں، حنین کے لوگ ایک خطرناک لڑائی کے بعد ہار گئے اور اسلام قبول کرنے کے لیے چند شرائط پیش کیں کہ وہ سرد پہاڑی علاقے میں رہتے ہیں اس لیے انہیں بغیر وضو کے نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے، انہیں شراب اور زنا کی اجازت دی جائے، انہیں نماز روزہ اور جہاد سے چھٹی دی جائے اور طائف میں ان کے بت لات کا معبد منہدم نہ کیا جائے۔ لیکن طائف کے لوگوں کی قبول اسلام کے لیے شرائط ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ نے رد کر دیں چنانچہ طائف کے لوگوں نے غیر مشروط طور پر اسلام قبول کر لیا۔

س: پیارے نبی اکرم ﷺ کے بادشاہوں اور حکام کی طرف بھیجے گئے خطوط بیان کریں (پ: ۳۶)

صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کفار مکہ کی طرف سے بے فکر ہو گئے تھے چنانچہ پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ اسلام کے لیے ایک وسیع تر منصوبہ تشکیل دیا، یہ منصوبہ بعد میں مسلمانوں کا عالمی سیاست میں پہلا قدم ثابت ہوا۔ اس منصوبے کے مطابق آپ ﷺ نے روم، مصر، ایران، حبشہ، یمن، عمان اور دوسری ریاستوں کے حکمرانوں کو تبلیغی خطوط تحریر کیے، اور انہیں قبول اسلام کی دعوت دی۔ شاہِ حبشہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا، شاہِ مصر مقوقس نے نبی پاک ﷺ کے بہترین تحائف بھیجے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ روم کے ایک پادری نے اسلام قبول کر لیا لیکن اس کے عیسائی پیروکاروں نے اسے قتل کر دیا، اسی طرح معان یعنی فلسطین کے عامل فروہ بن عمرو جذامی نے بھی اسلام قبول کر لیا لیکن اسے بھی شہنشاہ کے حکم پر قتل کر دیا گیا شام کے علاقے موتہ میں نبی ﷺ کا خط لے جانے والے سفیر کو قتل کر دیا گیا، جس کی وجہ سے بعد میں جنگ موتہ ہوئی، اور پھر اسی کے تسلسل میں بعد میں نبی ﷺ نے لشکر اسامہ کو شام روانہ ہونے کا حکم دیا جو حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں شام گیا اور بعد میں یہی واقعہ رومی فتوحات کی وجوہات میں سے ایک وجہ بن گیا ایران کے بادشاہ کسری کو جو خط بھیجا وہ اس نے پھاڑ دیا اور نبی ﷺ کو اپنے پاس پیش ہونے کا حکم دیا، کسری کی یہ گستاخی اسے بلکہ اس کی پوری سلطنت کو لے ڈوبی، کسری دنیا و آخرت میں نامراد ہوا، اور اس کے تمام علاقے مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ یمن اور عمان کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے علاوہ باقی چند اہم تفاصیل یہ ہیں۔

(۱) بادشاہِ فارس کسریٰ یعنی خسرو پرویز

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کی جانب۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں۔ وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرستادہ ہوں تاکہ جو شخص زندہ ہے اسے انجامِ بد سے ڈرایا جائے۔ اور کافرین پر حق بات ثابت ہو جائے۔ پس تم اسلام لاؤ، سالم رہو گے۔ اور اگر اس سے انکار کیا تو تم پر مجوس کا بھی بارِ گناہ ہو گا۔

اس خط کو لے جانے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو منتخب فرمایا۔ جب یہ خط کسریٰ کو پڑھ کر سنایا گیا تو اس نے چاک کر دیا۔ اور نہایت متکبرانہ انداز میں بولا میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے۔ اور پھر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ یہ شخص جو حجاز میں ہے اس کے یہاں اپنے دو توانا اور مضبوط آدمی بھیج دو کہ وہ اسے میرے پاس حاضر کریں۔ باذان نے اس کی تعمیل کرتے ہوئے دو آدمی منتخب کیے اور انھیں ایک خط دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ کیا جس میں آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھ کسریٰ کے پاس حاضر ہو جائیں۔ جب وہ مدینہ پہنچے اور نبی ﷺ کے روبرو حاضر ہوئے تو ایک نے کہا شہنشاہ کسریٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو کسریٰ کے روبرو حاضر کرے، آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ساتھ ہی دونوں نے دھمکی آمیز باتیں بھی کہیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ کل ملاقات کریں۔

ادھر عین اسی وقت خود خسرو پرویز کے گھرانے کے اندر اس کے خلاف ایک زبردست بغاوت کا شعلہ بھڑک رہا تھا جس کے نتیجے میں قیصر کی فوج کے ہاتھوں فارسی فوجوں کی پے در پے شکست کے بعد اب خسرو کا بیٹا شیرویہ اپنے باپ کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ یہ منگل کی رات ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ھ کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کا علم وحی کے ذریعہ ہوا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور دونوں فارسی نمائندے حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں اس واقعے کی خبر دی۔ ان دونوں نے کہا تو کیا آپ ﷺ کی یہ بات ہم بادشاہ کو لکھ بھیجیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اسے میری اس بات کی خبر کر دو۔ اور اس سے یہ بھی کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک کسریٰ پہنچ چکا ہے۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے اس جگہ جا کر رُکے گی جس سے آگے اونٹ اور گھوڑے کے قدم جا ہی نہیں سکتے۔ تم دونوں اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جو کچھ تمہارے زیر اقتدار ہے وہ سب میں تمہیں دے دوں گا اور تمہیں تمہاری قوم ابناء کا بادشاہ بنا دوں گا۔ اس کے بعد وہ دونوں مدینہ سے روانہ ہوئے راستے میں انہیں معلوم ہوا کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے۔ اس واقعہ کی وجہ سے باذان اور اس کے فارسی رفقاء جو یمن میں موجود تھے مسلمان ہو گئے۔

(۲) قیصر شاہ روم ہرقل شاہ روم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف۔ اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ اسلام لاؤ اللہ تمہیں تمہارا اجر دوبار دے گا۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر رعایا کا بھی گناہ ہو گا۔ اے اہلِ کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کو نہ پوجیں۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ اور اللہ کے بجائے ہمارا بعض بعض کو رب نہ بنائے، پس اگر لوگ رخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

اس گرامی نامہ کو پہنچانے کے لیے دِحیَہ بن خلیفہ کلبی کا انتخاب ہوا، جن کی شکل حضرت جبرائیلؑ سے ملتی جلتی تھی۔ اس کے بعد جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ہرقل نے انھیں اپنے دربار میں بلایا۔ اس وقت اس کے گرداگرد روم کے بڑے بڑے لوگ تھے۔ پھر اس نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلا کر پوچھا کہ یہ جو اپنے آپ کو نبی سمجھتے ہیں ان سے آپ کا کونسا آدمی سب سے زیادہ قریبی نسبی تعلق رکھتا ہے۔ ابوسفیان جو اس وقت وہاں تجارت کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ میں ان کا سب سے زیادہ قریب النسب ہوں۔ ہرقل نے کہا ابوسفیان کو میرے قریب کر دیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس کے بعد پہلا سوال جو ہرقل نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا وہ یہ تھا کہ آپ لوگوں میں اس نبی ﷺ کا نسب کیسا ہے۔ میں نے کہا وہ اونچے نسب والے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں میں سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعوی کیا ہے، میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے، میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا اچھا تو بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں نے، میں نے کہا بلکہ کمزوروں نے۔ ہرقل نے پوچھا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں، میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے، میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا انہوں نے جو نبوت کا دعوی کیا ہے کیا اس سے پہلے تم لوگ ان پر جھوٹ کا الزام لگاتے تھے، میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا کیا وہ بدعہدی بھی کرتے ہیں، میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا کیا تم لوگوں نے ان سے کبھی جنگ کی ہے، میں نے کہا جی ہاں۔ ہرقل نے پوچھا تو تمہاری اور ان کی جنگ کیسی رہی، میں نے کہا کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم۔ ہرقل نے پوچھا کہ یہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں، میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پرہیز، پاک دامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہیں۔

اس کے بعد ہرقل نے ابوسفیان سے کہا کہ میں نے تم سے اس شخص یعنی نبی ﷺ کا نسب پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ اونچے نسب کے ہیں۔ اور دستور یہی ہے کہ ہمیشہ پیغمبر اپنی قوم کے اونچے نسب میں ہی بھیجے جاتے ہیں۔ اور میں نے دریافت کیا کہ کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے نبوت کا دعوی کیا، تم نے بتلایا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی اور نے کہی ہوتی تو میں یہ کہتا کہ یہ شخص ایک ایسی بات کی نقالی کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے۔ اور میں نے دریافت کیا کہ کیا اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے، تم نے بتلایا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ اپنے باپ کی بادشاہت واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں نے یہ دریافت کیا کہ کیا ان کے اعلان نبوت سے پہلے تم لوگ اس پر کبھی کسی معاملے میں جھوٹ کا الزام لگاتے تھے، تو تم نے بتایا کہ نہیں۔ اور میں اچھی طرح جانتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ بولے۔ میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ بڑے لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور، تو تم نے بتایا کہ کمزوروں نے اس کی پیروی کی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ کمزور لوگ ہی سچے پیغمبروں کے پیروکار ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے، تو تم نے بتلایا کہ نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی مٹھاس جب دلوں میں گھس جاتی ہے تو پھر نہیں نکلتی۔ اور میں نے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے کبھی بدعہدی کی ہے، تو تم نے بتلایا کہ نہیں، یقیناً سچے پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہیں، وہ بدعہدی نہیں کرتے۔ میں نے یہ بھی پوچھا کہ وہ کن باتوں کا حکم دیتے ہیں، تو تم نے بتایا کہ وہ تمہیں اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتے ہیں، بت پرستی سے منع کرتے ہیں، نماز، سچائی اور پرہیزگاری و پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔ تو جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ شخص بہت جلد میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہو جائے گا۔ میں جانتا تھا کہ یہ نبی آنے والے ہیں، لیکن میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ تم عربوں میں سے ہوں گے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس کے پاس پہنچ سکوں گا تو ان سے ملاقات کی زحمت اٹھاتا۔ اور اگر اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھوتا۔

اس کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگا کر پڑھا۔ جب خط پڑھ کر فارغ ہوا تو وہاں اختلافات کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں اور بڑا شور مچا۔ ہرقل نے ہمارے بارے میں حکم دیا اور ہم باہر کر دیے گئے۔ جب ہم لوگ باہر لائے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس نبی ﷺ کا معاملہ بڑا زور پکڑ گیا۔ اس سے تو رومیوں کا بادشاہ ڈرتا ہے۔ اس کے بعد مجھے برابر یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میرے اندر اسلام کو جاگزیں کر دیا۔ ہرقل نے حضرت دِحْیہ کلبیؓ کو نبی اکرم ﷺ کے لیے بہت سے تحائف اور خطوط دیے۔

مشہور محدثین اسحاق ختلی، ابن عساکر اور ابن جوزی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت دحیہ کلبیؓ فرماتے ہیں کہ پھر قیصر ہرقل مجھے ایک عالی شان محل میں لے گیا، جہاں پر تین سو تیرہ تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ قیصر نے مجھے بتایا کہ یہ سب تصاویر رسولوں کی ہیں۔ پھر قیصر نے مجھ سے پوچھا کہ ان میں سے آپ کے رسول کی تصویر کون سی ہے، میں غور سے دیکھنے کے بعد ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ یہ ہے۔ قیصر نے کہا کہ بے شک ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی پیش گوئیوں کے مطابق یہی آخری نبی ﷺ کی تصویر ہے۔ اس تصویر میں آپ ﷺ کے پیچھے دونوں طرف میں دائیں اور بائیں ایک ایک چھوٹی تصویر بھی تھی۔ قیصر نے ان تصاویر کے بارے میں سوال کیا تو حضرت دِحْیہ کلبیؓ فوراً پہچان گئے اور بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تصاویر ہیں۔ قیصر نے کہا کہ پیش گوئی کے مطابق یہی وہ دو شخصیات ہیں جن کے ہاتھوں اس دین کی سربلندی اپنے کمال کو پہنچے گی۔ حضرت دحیہ کلبی کہتے ہیں جب میں اس سفارت کاری کے ذمہ داریاں مکمل کرنے کے بعد نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں یہ واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہرقل نے سچ کہا ہے یقیناً میرے بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھوں ہی اللہ تعالیٰ اس دین کی سربلندی کریں گے اور اس دین کو فتوحات عطا فرمائیں گے، صَدَقَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقِيمُ اللهُ هَذَا الدِّينَ بَعْدِي وَيَفْتَحُ۔

س: جنگ تبوک کی اہمیت بیان کریں (پ: ۳۹)

روم کی سرحدیں مدینہ سے کافی فاصلے پر تھیں۔ لمبے فاصلے اور شدید گرمی کی وجہ سے منافقین اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر قریب ہی جانا ہوتا اور سفر درمیانہ تو یہ ضرور آپ ﷺ کے ساتھ جاتے لیکن لمبے سفر کی وجہ سے یہ لوگ آپ ﷺ ساتھ نہیں گئے اور اب یہ اللہ کے نام کی قسمیں اٹھائیں گے اگر ہم طاقت رکھتے تو ضرور آپ ﷺ کے ساتھ جاتے یہ لوگ آپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے بیشک یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں (**سورت توبہ**)۔ البتہ تیس ہزار مخلص صحابۂ کرام اس جنگ میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام تیس ہزار صحابۂ کرام کو ہمیشہ کے لیے تمام گناہوں سے پاک کر کے ان کی توبہ کا وعدہ کیا ہے، اسی وجہ سے اس سورت کو **سورتِ توبہ** کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک ﷺ، مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے نبی پاک ﷺ کا اس مشکل وقت میں ساتھ دیا ان سب کی توبہ قبول کرلی، اگرچہ یہ ممکن تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ہٹ جاتے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سب کی توبہ قبول کرلی، بیشک وہ ان کے ساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے (**سورت توبہ**)۔ اس کے برعکس جو اس جنگ میں نہیں گئے وہ ہمیشہ کے لیے نجس قرار پائے گئے اور ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا (**سورت توبہ**)۔ ان کی کبھی بھی توبہ قبول نہیں ہوگی، بے شک آپ ﷺ ان کے لیے ستر بار بھی توبہ کی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو معاف نہیں کرے گا (**سورت توبہ**)۔ یہ لوگ اب کبھی بھی نبی پاک ﷺ سے کسی بھی جنگ میں نہیں جا سکتے کیونکہ یہ لوگ پہلے تبوک میں نہیں گئے تھے (**سورت توبہ**)۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ دس سال پر محیط ان تمام جنگوں میں کفار کے صرف ڈھائی سو لوگ مارے گئے جبکہ شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد اس سے بھی کم تھی۔ اس جہاد کے نتیجہ میں پورے جزیرۃ العرب سمیت دس لاکھ مربع کلو میٹر سے زیادہ کا علاقہ مسلمانوں ہو گیا۔

س: خطبہ حجۃ الوداع کا خلاصہ بیان کریں (پ: ۴۰)

دس ہجری میں نبی پاک ﷺ نے اپنے پہلا اور آخری حج کیا جو حجۃ الوداع بھی کہلاتا ہے۔ اس حج میں پورے عرب علاقے سے تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانوں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ حج فرمایا۔ آپ ﷺ ان سب صحابہ کرامؓ کے سامنے تمام اسلامی تعلیمات کا خلاصہ بیان فرمایا۔ جو کہ یہ ہیں: ”صرف ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ تمام مسلمان برابر ہیں کسی کو نسلی یا قومی بنیاد پر کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ تم پر ایک دوسرے کی جان مال عزت آبرو حرام ہے، جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں اور تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ عورتوں اور تمام ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے۔ عورتوں اور تمام حق داروں کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کی گئی وراثت میں حصہ دینا ضروری ہے۔ دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکنا۔ قرآن کریم اور میری سنت کی پیروی کرنا"۔ "آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور طریقۂ حیات پسند کر لیا ہے" **(سورۃ المائدہ)**۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۲: تدوین قرآن و حدیث

س: قرآن کریم کی تدین کن کن مراحل میں ہوئی، بیان کریں

یا

س: ہمارے پاس موجود قرآن کریم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ پر نازل کیا، اس میں کوئی تبدیلی یا کمی پیشی نہیں ہوئی نہ ہی ایسا کبھی ہو سکتا ہے، بیان کریں

یا

س: قرآن کریم دنیا کی واحد محفوظ الہامی کتاب ہے، بیان کریں

یا

س: حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن کریم کی تدوین میں کیا کیا خدمات انجام دیں

تدوین قرآن

بیرونی ہدایت کی ضرورت اور قرآن کریم کا خاصہ (پ: ۴۵)

انسان بیرونی رہنمائی کا محتاج ہے اور وہ کائنات اور اس میں پائے جانے والے بہت سے مشاہدات سے بہت کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ لیکن کائنات میں پائے جانے والے یہ تمام مشاہدات معاشی، معاشرتی اور اخلاقی طور پر بہت ہی متفرق اور متضاد استدلال پیدا کر سکتے ہیں۔ کائنات اور اس میں پائے جانے والے بہت سے مشاہدات سے کچھ سیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی یہی ایک حد ہے، کیونکہ مختلف اور متضاد رویوں میں سے بعض کو پکڑنا اور بعض کو چھوڑنا لازمی ہوتا ہے اور کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہوتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان آفاق و انفس کے ان متضاد مشاہدات میں سے کن چیزوں کو حاصل کرے اور کن چیزوں کو چھوڑے، اس سوال کا جواب انسان عقل نہیں دے سکتی کیونکہ انسانی عقل ذاتی خواہشات کی جکڑ بندیوں سے کبھی بھی آزاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ فطرت پرست لوگوں کو بھی بعض اوقات فطرت ناانصافی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ چنانچہ آسمانی ہدایت کے بغیر، تنہا فطرت پرستی رہنمائی کے لیے معتبر نہیں ہے۔ دو متضاد راستوں میں سے ایک سچے راستے کے انتخاب کی رہنمائی کے لیے خالقِ کائنات نے مختلف آسمانی کتب نازل کی ہیں۔ لیکن آسمانی کتب کے ساتھ ہمیشہ سے ایک مسئلہ یہ رہا ہے کہ سابقہ اقوام نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی خواہشات کے مطابق اپنی کتابوں کو تبدیل کر دیا۔ اس تبدیلی نے ان آسمانی کتب میں تضاد پیدا کر دیا کہ کتابِ مقدس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تردید کرتا ہے اس لیے انسانی رہنمائی کے لیے سابقہ آسمانی کتب بھی اب معتبر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہی ہیں۔ایک آخری آسمانی کتاب قرآن کریم ہے جو کہ ابھی تک کسی قسم کی تبدیلی تضاد اور خود تردیدی سے محفوظ ہے۔دنیا کی کوئی بھی مذہبی کتاب اتنے ٹھیک طریقے سے محفوظ نہیں ہوئی جیسا بندوبست قرآن کریم کا ہوا ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تدوین قرآن دورِ نبوی ﷺ میں (پ: ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۵)

قرآن کریم کے کاتبین وحی: قرآن کریم آواز کی صورت میں نازل ہوا، لیکن اس کو ساتھ ساتھ پیارے نبی ﷺ لکھوالیا کرتے تھے، کیونکہ جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس میں اللہ تعالیٰ نے قلم کا حکم دے دیا تھا، الذی علم بالقلم۔اس طرح شروع سے ہی قرآن کریم کی حفاظت انسانی حافظہ کے ساتھ ساتھ تحریر سے بھی کی جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے **سورۃ القیامہ** میں ارشاد فرمایا کہ ''بے شک قرآن کریم کو جمع کرنا ہماری ذمہ داری ہے''۔ چنانچہ روایت کے مطابق نزولِ وحی کے چوتھے روز ہی کتابت شروع کردی گئی تھی اور سب سے پہلے کتابت وحی کا شرف **حضرت خالد بن سعید اموی**ؓ کو حاصل ہوا۔اس کے علاوہ مشہور کاتبین وحی میں **حضرت ابو بکر**ؓ، **حضرت عمر**ؓ، **حضرت عثمان**ؓ، **حضرت علی**ؓ، **حضرت زید بن ثابت انصاری**ؓ، **حضرت ابی بن کعب**ؓ، **حضرت حنظلہ بن ربیع تمیمی**ؓ اور **حضرت ابان بن سعید اموی**ؓ شامل ہیں ان میں **حضرت حنظلہ**ؓ کو پیارے نبی ﷺ کا خصوصی حکم تھا خواہ کوئی اور فرد موجود ہو یا نہ ہو وہ ہر وقت موجود رہیں تاکہ کتابت وحی میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ قرآن کریم تئیس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا رہا ہے جب بھی قرآن کریم کی کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اسے فوری طور پر لکھوالیا کرتے تھے، جو عموماً **عارضی طور پر جانوروں کی کھال، ہڈیوں اور پتھروں پر لکھا جاتا تھا، لیکن جیسے ہی ایک سورۃ مکمل ہوتی تو کاتبین وحی رسول اللہ ﷺ کی ذاتی نگرانی میں اس ترتیب درست کر لیتے اور صفائی کے ساتھ اس کی نقول تیار کر لیتے تھے (ترمذی، ابن حنبل، ابن کثیر)**۔ جو صحابہ کرام قرآن کریم لکھتے تھے انہیں کاتبین وحی کہا جاتا ہے۔کاتبین وحی کا **تعداد تیس سے چالیس** کے درمیان تک رہی ہے۔

عہد رسالت ﷺ میں حفاظِ کرام (پ: ۵۴)

پیارے نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت کی تھی کہ قرآن کریم کو زبانی یاد کرنے کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر بھی اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کر رکھا تھا، اور ان حفاظ کرام کی تعداد ہزاروں میں تھی، جن میں **حضرت معاذ بن جبل**ؓ، **حضرت ابوایوب انصاری**ؓ، **حضرت ابی بن کعب**ؓ، **حضرت ابودرداء**ؓ، **حضرت سالم مولی ابی حذیفہ**ؓ، **حضرت عثمان**ؓ **بن عفان** شامل ہیں۔

عہد رسالت ﷺ میں قرآن کریم کے اساتذہ کرام

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ چار صحابہ کرامؓ سے قرآن کریم سیکھو، ان میں دو مہاجرین ہیں حضرت عبد اللہؓ بن مسعود اور حضرت سالمؓ مولی حذیفہ اور باقی دو انصاری ہیں حضرت ابیؓ بن کعب اور حضرت معاذؓ بن جبل (**صحیح بخاری**)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عہد رسالت ﷺ میں قرآن کریم کے ذاتی نسخے

پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں چار خزرجی صحابہ کرامؓ نے مکمل قرآن کریم تحریری شکل میں اپنے پاس محفوظ کر رکھا تھا جیسے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں چار لوگوں نے قرآن جمع کیا تھا وہ چاروں ہی انصاری تھے، حضرت ابیؓ بن کعب، حضرت معاذؓ بن جبل، زید بن ثابت اور حضرت ابو زید یہ سب خزرج قبیلہ سے تھے، اس لیے خزرج قبیلے کو اپنی اس کاوش پر بہت فخر تھا، یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو کسی اور کے پاس نہیں تھا (**صحیح بخاری**)۔

پیارے نبی ﷺ کا جبرائیلؑ سے قرآن کریم کا سننا اور سنانا (پ: ۵۴، ۵۵)

ہر سال رمضان المبارک میں پیارے نبی ﷺ جبرائیلؑ سے قرآن کریم سنتے اور سنایا کرتے تھے، جس سال پیارے نبی ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اس سال حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ سے **دو مرتبہ مکمل قرآن کریم** کا یہ دور کیا، اور اس دوران کاتبین وحی، خاص طور پر **حضرت زید بن ثابتؓ** پورے قرآن کے دور میں آپ ﷺ کے ساتھ موجود رہے۔

تدوین قرآن عہد صدیقیؓ میں (پ: ۵۴، ۵۵، ۵۶)

پیارے نبی ﷺ کے فوراً بعد بعض بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں، ۱۲ھ میں مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعوی کر دیا جس کے خلاف حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک عظیم لڑائی لڑی، جسے جنگ یمامہ کہتے ہیں، کیونکہ یہ یمامہ کے مقام پر لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں مسیلمہ کذاب تو قتل ہو گیا لیکن بہت سے صحابہ کرام جن میں سات سو حفاظ کرام شامل تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔ چنانچہ ہمارے بڑوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ قرآن کریم کو سرکاری طور پر مصحف کی شکل میں لانا بہت ضروری ہو چکا ہے (**صحیح بخاری**)۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس کام کے لیے مشہور کاتب وحی حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری کو حکم دیا۔ اور مسجد نبوی میں اعلان کر دیا گیا کہ قرآن کریم کے سرکاری نسخے کی تیاری میں سہولت کے لیے تمام صحابہ کرام اپنے اپنے نسخے پیش کر دیں۔ اس طریقہ سے ایک سال میں قرآن کریم کا مکمل اور سرکاری نسخہ ترتیب دے دیا گیا، جس کو مصحف کا نام دیا گیا۔ یہ مصحف حضرت ابو بکرؓ کے پاس رہا اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا۔

عہد فاروقی میں تعلیم القرآن (پ: ۵۶)

حضرت عمرؓ نے قرآن کریم کے الفاظ کے معنی اور مفہوم کو محفوظ رکھنے کا بھی انتظام کیا۔ ایک شخص قرآن کی آیات کے مفہوم کو بدل کر بیان کرتا تھا، حضرت عمرؓ نے اس کو کوڑے لگائے، یعنی حضرت عمرؓ کے زمانے میں قرآن کریم کے الفاظ کے معنی اور مفہوم کو محفوظ رکھنے کے لیے قانون سازی کی گئی۔ حضرت عمرؓ نے قرآن کریم کی وسیع پیمانے پر تعلیم کے لیے مسجد نبوی میں باقاعدہ تراویح کا اہتمام کیا۔ حضرت عمرؓ نے قرآن کریم کی تعلیم کو نہایت ترقی دی تھی تمام ممالک مفتوحہ میں ابتدائی مدارس و مکاتیب قائم کیے تھے جن میں قرآن مجید کو پڑھنا اور لکھنا سکھایا جاتا تھا۔ ان مدارس میں اخلاقیات اور عربی محاوروں کی تعلیم بھی ہوتی تھی۔ بڑے بڑے علماء صحابہ کرامؓ اسلامی ریاست کے تمام مفتوحہ اضلاع میں ہر جگہ قرآن کریم اور اسلامی احکامات کی تعلیم کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیے مامور کیے گئے تھے۔ان مدارس میں جو معلم و قاری مقرر کر کے ان کی تنخواہیں پندرہ پندرہ درہم یعنی تقریباً چار تولہ چاندی ماہوار تھی۔اسلامی تعلیم ہر شہری کے لیے لازمی تھی حتیٰ کہ خانہ بدوش بدوؤں کے لیے بھی قرآن مجید کی تعلیم لازمی تھی۔ چنانچہ ایک شخص کو جس کا نام ابوسفیان تھا چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں پھر پھر کر ہر شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآن شریف کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اس کو سزا دے۔ صحابہ کرامؓ میں سے تین بزرگ، حضرت معاذؓ ابن جبل، حضرت عبادہؓ ابن صامت، حضرت ابودرداءؓ انصاری، جنہیں نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہی قرآن مجید پورا یاد تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان سب کو بلا کر کہا کہ شام کے مسلمانوں کو ضرورت ہے آپ لوگ جا کر قرآن کی تعلیم دیجئے۔ چنانچہ یہ سب لوگ پہلے حمص گئے وہاں جب اچھی طرح بندوبست ہو گیا۔ حضرت عبادہؓ نے وہیں قیام کیا اور حضرت ابودرداءؓ انصاری دمشق اور حضرت معاذؓ ابن جبل فلسطین کو روانہ ہوئے۔ حضرت ابودرداءؓ انصاری حضرت عثمانؓ کی اخیری خلافت تک دمشق میں مقیم ہے حضرت ابودرداءؓ کی تعلیم کا طریقہ جیسا کہ علامہ ذہنی نے طبقات القراء میں لکھا ہے یہ تھا کہ صبح کو نماز پڑھ کر جامع مسجد میں بیٹھ جاتے تھے، ارد گرد قرآن پڑھنے والوں کا ہجوم ہوتا تھا حضرت ابودرداءؓ انصاری دس دس آدمیوں کی الگ الگ جماعت کر دیتے تھے اور ہر جماعت پر ایک قاری کو مقرر کرتے تھے کہ ان کو قرآن پڑھاتے تھے پھر خود ہٹ جاتے تھے اور پڑھنے والوں کی نگرانی کرتے رہتے تھے جب کوئی طالب علم پورا قرآن یاد کر لیتا تھا تو حضرت ابودرداءؓ خود اس کو اپنی شاگردی میں لیتے تھے۔ایک دفعہ حضرت ابودرداءؓ انصاری نے اپنے مدرسے کے طالب علموں کی تعداد معلوم کرائی تو پتا چلا کہ سولہ سو طالب علم ان کے حلقۂ تعلیم میں موجود تھے حضرت ابودرداءؓ انصاری اگرچہ بدری نہیں تھے لیکن حضرت عمرؓ نے ان کی اعلیٰ صلاحیت اور قابلیت کی وجہ سے ان کا وظیفہ بدری صحابہ کرام کے برابر مقرر کیا ہوا تھا۔ حکیم الامت ابوالدرداءؓ مشہور انصاری خزرجی صحابی ہیں، تارک الدنیا اصحاب صفہ میں سے تھے۔ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے "حکیم هذه الأمة" یعنی اِس اُمت کے حکیم کا لقب عطا ہوا۔ یہ بعد میں دمشق کے قاضی بھی بنے۔

تدوین قرآن عہد عثمانیؓ میں (پ: ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹)

مکہ میں عربی زبان کا قریشی لہجہ مروج تھا۔ قرآن کریم بھی اسی زبان میں نازل ہوا تھا۔ لیکن جب مسلمان مدینہ چلے گئے تو وہاں ایک اسلامی ریاست تشکیل پائی جس میں عرب کے ہر علاقے سے لوگ آ کر اسلام قبول کرنے لگے۔ان بہت سے علاقوں میں بہت سے مختلف لہجوں میں عربی زبان بولی جاتی تھی۔ کیونکہ لہجے کی پیروی ممکن نہیں ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان تمام لہجوں میں قرآن کریم پڑھنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں تمام عرب قبائل اپنے اپنے لہجوں میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔اسی لیے قرآن کریم کے سات مشہور لہجے ہیں۔ جن میں سے صرف چار کو تواتر حاصل ہوا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اسلامی حکومت بہت زیادہ بڑے علاقے تک پھیل چکی تھی حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے اسلامی حکومت کے دور دراز غیر عرب علاقوں میں ایسے ایسے نسخے دیکھے جو قرات کے الگ الگ طریقوں اور لہجوں میں ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے دیکھا کہ غیر عرب یعنی عجمی لوگوں کے لیے یہ چیز ایک جھگڑے کا باعث بن رہی تھی۔ چنانچہ وہ فوری طور پر حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیں، قبل اس کے کہ وہ کتاب اللہ میں ایسے ایسے اختلافات کرنے لگیں جیسے یہود نصاریٰ نے کیے۔ الفاظ کی ادائیگی کے ان تمام مستند طریقوں کو ایک ہی رسم الخط میں سمونے کے لیے حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن عاصؓ، حضرت عبدالرحمان بن حارث بن ہشامؓ پر مشتمل ایک مجلس بنائی، جنہوں نے مصحفِ صدیقی کے مطابق سات ایک جیسے مصدقہ نسخے تیار کیے اور ان کو تمام بڑے اسلامی شہروں میں پہنچا دیا گیا ان میں سے بعض نسخے آج بھی موجود ہیں، مثلاً ایک نسخہ استنبول ترکی کے ٹاپ کاپی میوزیم میں جبکہ ایک نامکمل نسخہ تاشقند میں موجود ہے حضرت عثمانؓ کے اس عظیم شان کارنامے کی وجہ سے انہیں **جامع القرآن** کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم بعض افراد اور قبائل کی تعریف بیان کرتا ہے اور بعض افراد اور قبائل کی مذمت کرتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں بدوؤں کے منافقانہ رویے کی بہت سے مقامات پر مذمت کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے والے یہ لوگ حکومت پر قبضہ کر کے قرآن کریم سے ان آیات کو حذف کر کے اپنا من پسند نسخہ اسلامی ریاست میں نشر کرنا چاہتے ہوں، لیکن حضرت عثمانؓ نے پہلے ہی قرآن کریم کا اصل تمام اسلامی صوبوں میں نسخہ نشر کر دیا۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گئے اور ان کو مختلف ناجائز بہانوں سے شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قرآن کریم میں کوئی بھی کمی پیشی نہیں ہو سکتی۔

قرآن کریم پر نقطے اور اعراب

حضرت امیر معاویہؓ نے ابوالاسود الدؤلی سے قرآن کریم پر اعراب لگوائے، تاکہ قرآن کریم کو پڑھنے میں غلطی نہ ہو۔ ابولاسود الدؤلی طائف کے ایک استاد جو بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے تھے یہ حضرت علیؓ کے شاگرد تھے۔ بعد میں عبدالملک بن مروان نے اپنے زمانے میں قرآن کریم پر نقطے لگوائے، تاکہ غیر عرب لوگوں کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے س اور ش جیسے الفاظ کا فرق معلوم ہو سکے، عبدالملک نے اس کام کا حجاج بن یوسف کو حکم دیا اور حجاج نے یہ کام نصر بن عاصم اور حی بن یعمر سے کروایا۔

س: قرآن کریم کی تعلیمات بیان کریں (پ: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶)

یا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: قرآن کریم کے بنیادی موضوعات بیان کریں (پ: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶)

قرآن کریم میں عقائد یعنی توحید، رسالت آخرت فرشتے اور تقدیر پر ایمان ذکر ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں تجارتی معاملات، عبادات، اخلاقیات، سابقہ قوموں کے واقعات اور ان سے عبرت حاصل کرنے کا طریقہ، گھریلو معاملات، اچھے برے لوگوں کی صفات اور ان کے انجام، عدالتی معاملات اور جہاد کے احکامات بیان ہوئے ہیں۔

قرآن کریم میں نبی پاک ﷺ کی سیرت بہت عمدہ طریقے سے بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ قرآن کریم تو ہے ہی نبی پاک ﷺ کی سیرت، كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (مسند احمد)۔ قرآن کریم میں جو سیرۃ النبی ﷺ بیان ہوئی ہے اس میں غزوات رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ بہت تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور اسی طرح ازواج رسول ﷺ کا بھی خصوصی تذکرہ ہے۔ نبی پاک ﷺ کو پیش آنے والی کفار کے ساتھ جنگوں میں سے آٹھ اہم ترین جنگوں کا قرآن کریم میں خصوصی ذکر ہے، اور ان جنگوں میں نبی پاک ﷺ کا ساتھ دینے والے سچے صحابہ کرامؓ کی قرآن کریم میں بہت ہی اعلی شان بیان کی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جنہوں نے عین جنگ کے موقع پر نبی پاک ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیا، قرآن کریم نے ان لوگوں کی منافقین کے عنوان سے شدید ترین مزمت بیان کی ہے۔

س: حدیث شریف بھی قرآن کریم کی طرح ہی بہت ہی اہم وحی ہوتی ہے اس کی تدوین کے لیے محدثین کرام نے اسی طرح احتیاط سے کام لیا جیسے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کی تدوین میں احتیاط سے کام لیا، بیان کریں (پ: ۶۷ سے ۹۸)

یا

س: حدیث شریف بھی قرآن کریم کی طرح ایک محفوظ وحی ہے، بیان کریں (پ: ۶۷ سے ۹۸)

یا

س: تدوین حدیث کے مختلف مراحل بیان کریں (پ: ۶۷ سے ۹۸)

تدوین حدیث

نبی پاک ﷺ کے فرامین، ان ﷺ کے اعمال اور نبی پاک ﷺ کے سامنے کیے گئے صحابہ کرامؓ کے اعمال حدیث کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے اس لیے قرآن کریم کو حدیث شریف کے بغیر سمجھنا یا اس پر عمل کرنا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والوں بات مانو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کی"(**سورۃ النساء**)، "جو رسول تمہیں دے وہ لے لو جس سے منع کریں رک جاؤ"(**سورۃ الصف**)، "یہ رسول ﷺ کبھی بھی اپنی خواہشات سے نہیں بولتے یہ ہمیشہ وحی ہوتی ہے جس کے مطابق یہ کلام کرتے ہیں"(**سورۃ النجم**)، یعنی حدیث بھی وحی ہی ہوتی ہے۔ "یقیناً تمہارے لیے پیارے نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے"(**سورۃ الاحزاب**)۔

حدیث کی ضرورت: قرآن کریم کی ان آیات کے بعد کوئی بھی مسلمان حدیث سے اعراض کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا قرآن کریم بہت مختصر ہے اس کی وضاحت حدیث شریف سے ہی ممکن ہے، مثلاً قرآن کریم میں اللہ کا حکم ہے کہ نماز قائم کرو، لیکن قرآن کریم میں نماز کا طریقہ موجود نہیں ہے اس کے لیے ہمارے پاس احادیث موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے نماز ادا کرو جیسے تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو قرآن کریم کی طرح احادیث میں بھی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے شادیاں بھی کیں، آپ ﷺ نے مجرموں کو سزائیں بھی دیں، آپ ﷺ اپنی رعایا کے باہمی تنازعات کے فیصلے بھی کیے، زندگی کے ہر شعبے کے سیاسی، عدالتی، اخلاقی، معاشرتی، گھریلو، مالی اور عائلی زندگی کے تمام ضروری احکامات حدیث شریف میں موجود ہیں اسی لیے مسلمانوں نے جس طریقے سے قرآن کریم کی حفاظت کی ہے اسی طریقہ سے حدیث شریف کی حفاظت کا بھی بہت اہتمام کیا ہے۔

سرکاری دستاویزات (پ: ۷۲ سے ۸۲)

پیارے نبی ﷺ نے عام الفود میں دنیا کے تمام بڑے بادشاہوں، رومی ہرقل، حبشہ کے نجاشی، مصری مقوقس اور ایرانی کسری کو خطوط تحریر کیے، وہ تمام خطوط ابھی بھی محفوظ حالت میں احادیث میں موجود ہیں۔ اسی طریقے سے میثاق مدینہ کی اہم ترین دستاویز قرآن کریم کی بجائے احادیث میں محفوظ کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی مردم شماری کا حکم دیا جو بخاری کے مطابق ۱۵۰۰ نفوس پر مشتمل شہر تھا اس کے علاوہ مختلف عرب قبائل کے ساتھ دوستی، تحفظ کی ضمانت، پناہ اور صلح کے معاہدے احادیث میں موجود ہیں۔

اصحاب صفہ

مسجد نبوی میں صفہ کے نام سے ایک چبوترا تھا، جس میں ستر کے قریب صحابۂ کرام دن رات دین کی تعلیم سیکھتے تھے، ان لوگوں کا کوئی گھر بار نہیں تھا اس لیے یہ لوگ ہر وقت مسجد میں ہی رہتے تھے اس لیے ان لوگوں کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے، یہ لوگ احادیث تحریر بھی کیا کرتے تھے۔ جنگ بدر کے بعد نبی کرم ﷺ نے قرآن و حدیث کی تعلیم کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لکھنے پڑھنے کی تعلیم کا بھی انتظام فرمایا۔

مواخات مدینہ

نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ قائم کر دیا تھا جس کو مواخات مدینہ کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں ایک انصاری کا بھائی بنا ہوا تھا ہم دونوں نبی اکرم ﷺ کی احادیث حاصل کرنے کے لیے باری باری کھجور کے باغ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں کام کرتے تھے، جب میں باغ میں جاتا تو میرا بھائی اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے پاس رہتا اور وہ مجھے حدیث بتا دیتا، اسی طرح جب اس کی باری ہوتی تو میں اسے حدیث بتا دیتا، تاکہ ہمارے سے کوئی اہم حدیث رہ نہ جائے۔

سرکاری طور پر تدوین حدیث میں تاخیر

یہ سچ ہے کہ قرآن کریم کی تدوین حدیث شریف کی تدین سے پہلے ہوئی، شروع میں نبی اکرم ﷺ نے کاتبین وحی کو صرف قرآن کریم لکھنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ **لاتکتبوا عنی غیر القرآن**، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کے لیے الگ صحابہ کرام کو مقرر فرمایا تاکہ قرآن اور حدیث آپس میں مل نہ جائے، جن صحابہ کرام کو خاص طور پر حدیث لکھنے کے لیے مقرر کیا گیا ان میں چند مشہور کاتبین وحی یہ ہیں۔

حدیث شریف کے کاتبین وحی اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں حدیث کے ذاتی نسخے (پ: ۸۳ سے ۹۲، ۳۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ ایک نوجوان مہاجر صحابی تھے جنہیں پیارے نبی ﷺ نے خاص طور پر احادیث تحریر کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان کا یہ معمول تھا کہ یہ پیارے نبی ﷺ کی ہر ایک بات لکھ لیا کرتے تھے ایک دن ان کی بعض بڑے صحابہ کرامؓ نے سرزنش کی اور کہا کہ پیارے نبی ﷺ بھی ایک انسان ہیں کبھی وہ خوش ہوتے ہیں اور کبھی وہ ناراض ہوتے ہیں اس لیے نبی ﷺ کی ہر بات ضبط تحریر میں لانا ضروری نہیں ہے لیکن جب پیارے نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ تم میری ہر بات لکھا کرو، اللہ کی قسم میری زبان سے سوائے سچ کے کوئی بات نہیں نکلتی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے احادیث ایک بڑی کتاب میں جمع کیں ان کی کتاب کا مشہور نام **صحیفہ صادقہ** ہے۔ **حضرت انسؓ** کی والدہ نے انہیں بچپن میں ہی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دے دیا اور انہیں اسلامی تعلیمات کے لیے وقف کر دیا۔ یہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور احادیث لکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک انصاریؓ صحابی نے پیارے نبی ﷺ سے کمزور حافظہ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ احادیث لکھ لیا کرو **حضرت ابوہریرہؓ** یمن کے مشہور صحابی ہیں جو ہر وقت احادیث تحریر کرنے میں مصروف رہتے تھے وہ اس کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کرتے تھے ان کے ایک یمنی شاگرد ہمام نے ان کے مجموعہ کو **صحیفہ ہمام بن منبہ** کے نام سے شائع کیا صحیح مسلم کی روایت کے مطابق **جبیر بن عبداللہ**ؓ نے نبی اکرم ﷺ کے حج کے سفر کا مکمل حال لکھا اور پیارے نبی ﷺ کے حج کا تاریخی خطبہ بھی درج کیا، ان کے اس مجموعے کو **صحیفہ جبیر** کہتے ہیں **حضرت ابو بکر صدیقؓ** کے پاس پانچ سو احادیث پر مشتمل صحیفہ موجود تھا جو انہوں نے احتیاطاً سرکاری طور شائع نہیں کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق کے مطابق کم از کم پچاس صحابہ کرامؓ سے احادیث کا لکھنا ثابت ہے۔

حضرت عمرؓ کا سرکاری طور پر احادیث جمع کرنے کا ارادہ (پ: ۹۲)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے حدیث کی تدین کا مشورہ طلب کیا، سب نے یہی رائے دی کہ احادیث کی بھی قرآن کریم کی طرح سرکاری طور پر تدوین کر دینی چاہئے، لیکن حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطمینان حاصل نہ ہوا، وہ مسلسل ایک ماہ تک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعا اور استخارہ کرتے رہے، آخر کار انہوں نے فی الحال تدوین حدیث کا کام سرکاری طور پر نہ کرنے کا فیصلہ کیا، اور کہا کہ پہلی قوموں نے اللہ تعالیٰ کی کتب کو چھوڑ کر صرف اپنے انبیائے کرام کی سنتوں کو کافی سمجھ لیا، اب میں یہ نہیں چاہتا کہ مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مابین کوئی ایسی ملا دینے والی صورت حال پیدا ہو، **لا ألبس كتاب الله بشيء أبدا**۔ حضرت عمرؓ کے اس بیان اس حدیث سے موازنہ کیا جاسکتا ہے **لاتكتبوا عنى غير القرآن**۔

حضرت عمرؓ کا خدشہ بالکل درست تھا اگر ہمیں احادیث بھی اسی طرح خلفائے راشدین کی طرف سے سرکاری طور پر دو جلدوں کے درمیان مدون صورت میں مل جاتی جیسے قرآن کریم ملا ہے تو قرآن وسنت کے درمیان ایسی کوئی صورت حال کا پیدا ہو جانے کا بہت قوی امکان تھا، تب عین ممکن تھا کہ بہت سے لوگ صرف احادیث کو ہی کافی سمجھ لیتے اور قرآن کریم کو چھوڑ دیتے، کیونکہ احادیث انسانی دلچسپی کے بہت سے معاملات اور مذہبی تعلیمات کے بہت سے عملی امور میں بعض اوقات قرآن کریم سے زیادہ وضاحت پیش کرتیں ہیں۔ حضرت عمرؓ کے اس تاریخی فیصلے کے بعد ایک عرصے تک احادیث کو سرکاری طور پر مدون نہیں کیا گیا۔ صحابہ کرام کی دوسری اور تیسری نسل میں جتنی بھی احادیث مدون ہوئی ہیں وہ سب حضرت عمر بن عبد العزیز کے سرکاری حکم نامے کی وجہ سے ہوئی، اس طریقے سے احادیث کے مجموعوں نے مسلمانوں کی ابتدائی تین نسلوں کی تاریخ کو بھی محفوظ کر لیا ہے۔

اماموں اور محدثین کا زمانہ (پ: ۹۶ سے ۹۸، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴)

نبی اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ تبلیغ اور جہاد کے لیے دنیا کے بیس پچیس بڑے بڑے شہروں میں چلے گئے۔ اس طرح علم پچیس شہروں میں پھیل گیا۔ صحابہ کرامؓ کے بعد ان کے شاگرد آئے جنہیں تابعین کہا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ تابعی تھے، جنہوں نے کوفہ کے علم کو محفوظ کیا۔ پھر زہری اور امام مالک نے مدینہ کے علم کو محفوظ کیا۔ اس کے بعد امام شافعی پہلے امام تھے جنہوں نے احادیث حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے سفر کیے اور دنیا کے سات شہروں کا علم جمع کیا۔ اس کے بعد امام احمد بن حنبل تھے جنہوں نے بیس سے زیادہ شہروں کے علم کو اپنی کتاب مسند احمد میں جمع کیا۔ اس طرح مسند احمد میں تقریباً تمام صحابہ کرامؓ کی احادیث جمع کر دی گئی ہیں، جن کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین امام احمد کے شاگرد ہیں جنہوں نے یعنی امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ ان سب نے اس دور میں حقیقی طور پر طور پر حدیث کی تدوین کی۔ مثال کے طور پر مدینہ کے امام مالک امام نافع کے شاگرد ہیں اور امام نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرم ﷺ کے شاگرد ہیں۔ اس کو امام مالک اپنی کتاب مؤطا امام مالک میں اپنی سند ایسے بیان کرتے ہیں: عن نافع عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ۔ اس طرح دو یا تین نسلوں کے بعد حدیث کی تدوین مکمل ہوئی، اور حقیقت میں تدوین حدیث کا صحیح وقت بھی یہی تھا۔ تمام محدثین اپنے اساتذہ کے ناموں سلسلے کو نبی اکرم ﷺ تک ضرور ذکر کرتے ہیں، ان ناموں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ اسلام میں بغیر سند کے کوئی بھی روایت قبول نہیں کی جاتی، نا ہی کوئی ایسی روایت مستند مانی جاتی ہے جس کی سند نبی ﷺ تک نہ جاتی ہو۔ صحیح اسناد کے ساتھ روایت ہونے والی احادیث کی کل تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔

صحاح ستہ:

صحیح بخاری: (امام بخاری) محمد بن اسماعیل البخاری جنہوں نے حدیث کی مستند ترین کتاب صحیح بخاری مرتب کی، اس کتاب کو مرتب کرنے میں اُنہیں سولہ سال کا عرصہ لگا۔ روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام بخاری کسی بھی حدیث کو محفوظ کرنے سے پہلے غسل کر کے نوافل پڑھتے اور پھر حدیث کو محفوظ فرماتے۔ امام بخاری کا انتقال ۲۵۶ھ/۷۰-۸۶۹ء کو سمرقند میں ہوا۔

صحیح مسلم: مسلم بن حجاج النیشاپوری: جن کا انتقال ۲۶۱ھ/۵-۸۷۴ کو نیشاپور میں ہوا۔ انہوں نے حدیث کی دوسری مستند ترین کتاب صحیح مسلم مرتب کی۔

جامع ترمذی: (امام ترمذی) ابو عیسٰی محمد بن ترمذی: جنہوں نے مشہور ترمذی شریف مرتب کی۔ آپ امام بخاری کے شاگرد تھے۔ آپ کا انتقال ۲۷۹ھ/۳-۸۹۲ء میں ہوا۔

سنن ابی داؤد (امام ابو داؤد): اُبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر الأزدی السجستانی: ایک عرب نژاد فارسی جن کا انتقال ۲۷۵ھ/۹-۸۸۸ء میں ہوا۔

سنن نسائی (امام نسائی): احمد بن شعیب النسائی جو خراسان سے تھے اور ۳۰۳ھ/۱۶-۹۱۵ء میں انتقال کر گئے۔ اُنہوں نے حدیث کی معروف کتاب سنن نسائی ترتیب دی۔

سنن ابنِ ماجہ (امام ابنِ ماجہ): محمد بن یزید ابن ماجہ: ان کا انتقال ۲۷۳ھ/۸۷-۸۸۶ء میں ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۳: اسلامی نظریۂ زندگی

س: قوموں کے عروج وزوال کی اسلامی نظریۂ زندگی کی روشنی میں وضاحت کریں (پ: ۹۹ سے ۱۰۵)

ایک وقت میں ایک تہذیب کو عروج ملتا ہے تو عین اسی وقت دوسری تہذیب تمام تر مادی وسائل کے باوجود زوال کا شکار کیوں ہوتی رہتی ہے۔ جب ایک قوم کو عروج ملتا ہے تو وہ ظلم پر کیوں اتر آتی ہے۔ ایک قوم اچانک اتنی عظیم کیسے بن جاتی ہے، دوسری قوم اچانک اس قدر زوال کا شکار کیسے ہو جاتی ہے۔ یہ کیا محض اتفاق ہے کہ عرب اچانک پوری مہذب دنیا کے حکمران بن جاتے ہیں اور عربوں کی ایک نوزائیدہ تہذیب اچانک اس قدر ترقی یافتہ تہذیب بن جاتی ہے۔ وہ کیا عوامل ہیں کہ بعض لوگ کامیابی کے آسمان کو چھونے لگتے ہیں اور بعض لوگ اس قدر ناکام ہوتے ہیں کہ ان کے لیے اپنا قومی اور تہذیبی وجود برقرار رکھنا ہی ناممکن ہو جاتا ہے۔

اگر ان سوالات کا جواب ابن خلدون سے لیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاندان اپنی حکومت جوش خروش سے شروع کرتا ہے لیکن اس خاندان کی نسل کی چوتھی پیڑھی کے ختم ہونے پر اس خاندان کے لوگ تھک جاتے ہیں اور ان میں قوت حیات ختم ہو جاتی ہے۔ اس طریقہ سے ایک خاندان کے بعد دوسرا خاندان حکومت میں آجاتا ہے۔ یعنی ابن خلدون کے مطابق یہ ایک خودکار تبدیلی کا نظام ہوتا ہے جو ایک وقت کے بعد پیش آنا لازمی ہو جاتا ہے ابن خلدون کے مطابق اس میں مسلمان اور غیر مسلم کا بھی کوئی فرق نہیں۔ لیکن ڈاکٹر حمید اللہ کیونکہ دو قومی نظریہ کے حامی ہیں اس لیے وہ لکھتے ہیں کہ خوش قسمتی سے اسلام زوال کے اس خودکار نسلی نظریے سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ اسلام میں ہر نسل و قوم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیلی کا یہ عمل بالکل خودکار بھی نہیں ہوتا بلکہ اس کے پیچھے کچھ فوجی، اخلاقی اور مذہبی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ کسی قوم کی اچھی حالت اسی وقت بری ہوتی جب وہ قوم اپنے اعمال برے کرنے لگتی ہے ایک قوم جان ومال سے جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے تو اس قوم کی حکومت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایسی قوم کی حکومت آجاتی ہے جو اللہ کی محبوب ہوتی ہے، مومنین کے ساتھ نرم ہوتی ہے اور کافروں کے خلاف سخت ہوتی ہے، اللہ کے راستے میں جہاد کرتی ہے (**المائدہ: ۵۴**)۔ اس کے علاوہ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی سب مخلوق کا خالق ہے وہ جس کو چاہے بدل کر اس کی جگہ دوسری قوم کو لے آئے جیسا کہ پہلی قوم بھی کسی اور قوم کی جگہ پر آئی تھی (**الانعام: ۱۳۳**)۔ مزید یہ کہ ایک قوم کی سرکشی اور فساد بھی اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا سکتے ہیں (**سورۃ بنی اسرائیل: ۴- ۷**) اسی طرح غداریاں، بغاوتیں اور دشمن کے خلاف مناسب بروقت فوجی قوت کی عدم دستیابی سے بھی ایک قوم ناپید ہو سکتی ہے اس لیے کسی تہذیب کی زندگی اور موت کا انحصار محض مادی عوامل کے ساتھ ساتھ اس کے بنیادی نظریہ حیات پر بھی ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نقطۂ نظر سے اگر مسلمانوں کو کبھی شکست ہو بھی جائے تو یہ مسلمانوں کے لیے عیب کی بات نہیں، کیونکہ اللہ کریم فتح و شکست کو لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی حکومتوں کا ختم ہو جانا اور ان کے علاقوں کا چھن جانا بھی ان کے لیے عیب نہیں ہے۔ کیونکہ فتح و شکست کی باریاں آتی جاتی رہتی ہیں۔

س: اسلامی نظریۂ زندگی کی دوہری فطرت سے کیا مراد ہے، مثالوں سے وضاحت کریں (پ: ۱۰۶ سے ۱۱۲)

اسلامی نظریۂ زندگی میں صرف اخلاقی اور روحانی عوامل نہیں ہوتے بلکہ اس میں بہت سے بظاہر بالکل دنیاوی اور مادی امور کو بھی مذہب کا حصہ بنایا گیا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دعا سکھائی ہے اور دنیا و آخرت دونوں کا ذکر موجود ہے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے اسلام میں دنیا پرستی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اسی طرح اسلام میں روحانی شدت پسندی کی بھی کوئی اجازت نہیں ہے یعنی روحانیت کی جو حدود اسلام نے طے کی ہیں ان سے آگے بڑھنے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو (**سورۃ الحجرات**)۔ دین و دنیا کے ملاپ کی اسلام کی یہ منفرد خوبی باقی تمام مذاہب کو بہت عجیب بلکہ بعض دفعہ متضاد معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام جسم اور روح دونوں کی ضروریات کا معتدل اور متوازن طریقے سے خیال رکھنے والا مذہب ہے۔

یہ حقیقت اسلام کی تمام عبادات اور فرائض میں دیکھی جا سکتی ہے۔ مثلاً روزہ رکھنے سے ایک طرف روحانی قوتیں حاصل ہوتی ہیں اور دوسری طرف جسم صحت بھی بہتر ہوتی ہے۔ حج مسلمانوں کا ایک عظیم ترین روحانی اجتماع ہوتا ہے لیکن یہ اجتماع بہت سے مالی اور مادی فوائد بھی عطاء کرتا ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ حج عمرے کے کاروبار سے اربوں کماتے ہیں، اور اسلام میں اس قسم کے کاروبار کی کوئی ممانعت بھی نہیں ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا بھی معاملہ ہے، مالی امور خالصتاً دنیاوی امور سمجھے جاتے ہیں لیکن اسلام میں زکوٰۃ کو باقاعدہ ایک رکن کی حیثیت حاصل ہے، زکوٰۃ ادا کرنے والا اسے ایک مقدس مذہبی فریضہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ ان تمام ارکان اسلام کے مادی اور روحانی دونوں پہلو موجود ہیں، لیکن قبولیت کا انحصار مادی فوائد کی نیت کی بجائے روحانی نیت پر ہے، کیونکہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر کوئی آدمی یہ اعمال دیکھاوے کے لیے کرے گا تو یہ اللہ کے ہاں شرک مانا جائے گا، کیونکہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا دیکھاوا شرک ہے۔ اسی حقیقت کو امام غزالی نے مختلف احادیث کی روشنی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر کوئی دیکھاوے کے لیے روزہ رکھتا ہے تو وہ شرک کرتا ہے، اس کے برعکس اگر کوئی میاں بیوی کا تعلق اس نیت سے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے تو اس کا یہ عمل بھی ایک بڑی نیکی مانا جاتا ہے۔

اسی طرح اسلام کا نظام عدل بھی یہی تصور پایا جاتا ہے۔ انسانی عدالتوں کے پاس کسی آدمی کی نیت معلوم کرنے کا کوئی طریقہ موجود نہیں ہے، اس لیے اسلامی عدالتوں کے تمام فیصلے ظاہری اور مادی شواہد کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی آدمی میرے ساتھ جھوٹ بول کر مجھ سے اپنے حق میں فیصلہ کروالیتا ہے تو وہ جان لے کہ میں نے اس کو جہنم کا ایک حصہ دیا ہے۔ یعنی اسلام میں خالص عدالتی معاملات بھی روحانیت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ نبی ﷺ نے امیر آدمی کو بوسیدہ لباس میں دیکھا تو منع فرمایا اور کہا کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمتیں دی ہیں ان کے آثار بھی تمہارے جسم پر نظر آنے چاہیں۔ اسی لیے پیارے نبی ﷺ صدقہ خیرات کی بھی حدود مقرر فرمائی ہیں کہ کوئی آدمی اتنا صدقہ خیرات نہ کرے کہ بعد میں پھر خود غریب ہو جائے، یا اس آدمی کی وفات کے بعد اس کے یتیم بچے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائیں۔

نوٹ: اس باب کے باقی سوالات ملتے جلتے موضوعات کی وجہ سے دوسرے ابواب کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۴: عقیدہ اور ایمان

اسلام میں چھ بنیادی عقائد ہیں: اللہ ایک ہے، رسالت، فرشتے، کتابیں، آخرت اور تقدیر

س: بنیادی اسلامی ایمانیات بیان کریں

اسلام میں چھ بنیادی ایمان ہیں: (۱) اللہ کو ایک ماننا۔ (۲) رسولوں پر ایمان۔ (۳) فرشتوں پر ایمان۔ (۴) آخرت پر ایمان۔ (۵) کتابوں پر ایمان۔ (۶) اچھی بری تقدیر پر ایمان (پ: ۱۲۱)۔

س: اللہ پر ایمان سے کیا مراد ہے، شرک کی ابتدا کیسے ہوئی (پ: ۱۱۳ سے ۱۱۴)

انسان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے اور اس کائنات کے خالق کو جانے اور اس کی مرضی تلاش کرے۔

شرک کی ابتدا دو طریقوں سے ہوئی۔

(۱) مظاہر پرستی (پ: ۱۱۳)

قدیم زمانے میں انسان نے جس چیز کو اپنے لیے فائدہ مند یا نقصان دہ سمجھا اس کی عبادت شروع کر دی۔ مجوسیوں نے آگ کو انسانی زندگی میں بہت اہم جانا تو انہوں نے آگ کی عبادت شروع کر دی، یونانیوں نے ستاروں کی عبادت کرنی شروع کر دی، ہندوؤں نے گائے کو بہت فائدہ مند سمجھا، انہوں نے گائے کی عبادت شروع کر دی۔

(۲) اولیاء اور انبیائے کرام کی عبادت (پ: ۱۱۴)

انسان اور خالق کے درمیان رابطے براہِ راست اور انفرادی ہیں، ان میں کسی وسیلے یا وچولے کی ضرورت نہیں ہے، حتی کہ ولیوں یا رسولوں کے بھی وسیلے کی بھی عبادت میں ضروت نہیں۔ بعض لوگ رسولوں کی اور نیک بزرگوں کی اس لیے عبادت کرتے ہیں تاکہ وہ ان کو اللہ تک پہنچا دیں (**سورت الزمر**)، مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى، اسلام کے مطابق ایسا کرنا شرک ہے۔ انسان اپنے اعمال افعال اور عبادت کے لیے براہِ راست خود اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔

بعض مذہبی لوگوں نے مذہب میں انتہا پسندی اختیار کی اور اپنے رسولوں اور اولیائے کرام کو اللہ کا شریک بنالیا۔ عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے کر بہت خطرناک شرک کیا۔ یہودیوں نے اپنے بزرگوں کو اللہ کا شریک سمجھ لیا۔ بعض یہودی اور عیسائی اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اے نبی ﷺ ان سے پوچھو کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو تم پر اللہ کی طرف سے اتنے بڑے بڑے عذاب کیوں آتے رہے ہیں۔

س: شرک کی اقسام بیان کریں

عموماً شرک کی تین اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک

الف۔ کسی کو اللہ کا بیٹا یا رشتہ دار سمجھنا، اللہ کے ساتھ شرک کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے نبی ﷺ آپ کہہ دیں وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے، اور کوئی بھی اس کے برابر نہیں''(**سورۃ الاخلاص**)۔ ''آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بندے بن کر حاضر ہوں گے''(**سورۃ مریم**)۔

ب۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کا حصہ سمجھنا، اللہ کے ساتھ شرک کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ قرار دے دیا بے شک انسان بہت واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا کفر کرتا ہے''(**سورۃ الزخرف**)۔

ج۔ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بنا ہوا ہے، اللہ کے ساتھ شرک کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے''(**سورۃ الزمر**) اور ''وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے''(**سورۃ الاخلاص**)۔ ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور ہر چیز اللہ کی محتاج ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نور سے بنا ہوا ہے تو نور کا اللہ تعالیٰ سے پہلے ہونا ضروری ہو جائے گا حالانکہ ''اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے''(**سورۃ الحدید آیت ۳**)۔

سورۃ الانعام سے معلوم ہوتا ہے کہ نور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے (**سورۃ الانعام آیت ۱**)۔ نور سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا اسی لیے انسان زندہ رہنے کے لیے مکمل طور پر مٹی پر انحصار کرتا ہے۔ انسان کے ہر فائدہ اور ہر ضرورت کی چیز مٹی سے ہی حاصل ہوتی ہے، انسان کا لباس، خوراک اور کھانے کی ہر چیز مٹی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ فرشتے مٹی سے نہیں پیدا ہوئے اس لیے وہ زمینی کھانا کھانے کے اور مٹی سے جڑے ہوئے تمام وسائل کے محتاج نہیں ہیں جیسے انسان مٹی کا محتاج ہے ویسے فرشتے مٹی کے محتاج نہیں ہیں۔ '' اللہ تعالیٰ نے نور کو پیدا کیا ہے''(**سورۃ الانعام آیت ۱**)۔ سورۃ الانعام کی اس آیت مبارکہ سے سوا تقریباً باقی ہر جگہ قرآن کریم میں نور کا لفظ ہدایت کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کے علاوہ قرآن کریم میں 'نور اللہ' کا لفظ 'اسلام' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۃ الصف میں ہے کہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو ختم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنا نور یعنی اسلام مکمل کر کے ہی رہے گا بے شک کافروں کو یہ بات جتنی بھی ناگوار لگے(**سورۃ الصف**)۔ سورۃ النور کی آیت نور میں ہے کہ 'اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے'(**سورۃ النور، آیت نور**)، یعنی آسمانوں اور زمین کی تمام ہدایت اللہ کی طرف سے ہی ہے۔ لیکن یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ نور سے 'بنا ہوا' ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے 'بنا ہوا' کا لفظ استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔ 'بنا ہوا' کا لفظ صرف مخلوق کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، اور وہ مخلوق عموماً اسی چیز پر انحصار کرتی ہے جس سے وہ بنی ہوتی ہے۔

مشرکین کے جعلی معبود مختلف چیزوں سے بنے ہوئے ہوتے ہیں، جیسے ہندوؤں کا دعوی ہے کہ برہما نے کائنات پیدا کی ہے اور وہ خود 'پانی سے بنا' ہے، جس پر ایک بہت بڑا اعتراض یہ کھڑا ہو جاتا ہے کہ پھر پانی کو کس نے بنایا ہے کیونکہ پانی تو برہما کی پیدائش سے پہلے ہی موجود تھا۔ اسی طرح عرب کے مشرکین کے جعلی معبود ہوا کرتے تھے، امیر قبیلوں کے بت سونے کے، بعض

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قبیلوں کے بت چاندی کے بعض بت پتھر کے اور بعض بت لوہے کے بنے ہوتے تھے تو مشرکین کے رہنماؤں نے اپنے ان بتوں کی اس حیثیت پر فخر کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ اپنے رب کے بارے میں بتائیں وہ کس سے چیز سے بنا ہوا ہے وہ سونے کا ہے، چاندی کا ہے یا لوہے کا، یا لکڑی کا ہے، کس چیز کا بنا ہوا ہے؟، تو اسی وقت سورۃ اخلاص نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ ہر چیز سے بے نیاز ہے'' **(سورۃ الاخلاص)**۔ **أن عامر بْن الطفيل وأربد بْن ربيعة أتيا النَّبِيّ ﷺ فقال عامر إلام تدعونا يَا محُمَّد؟ قَالَ إِلَى اللهَّ، قَالَ: صفه لَنَا، أمن ذهب هو؟ أم من فضة؟ أم من حديد؟ أم من خشب؟ فنزلت هذه السورة۔**

۲۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور افعال میں شرک

شرک کی یہ قسم بعض اوقات کفر و الحاد بھی کہلاتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

الف: اللہ کا نام کسی اور دینا: جیسے بنی اسرائیل نے بچھڑے کا بت بنایا اور کہا کہ یہی اللہ ہے، موسیٰ کا رب (نعوذ باللہ)۔ **سورۃ طٰہٰ آیت ۸۸ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:** ''پس اس نے ان کے لیے ایک بچھڑے کا ڈھانچہ برآمد کر دیا جس سے بھاں بھاں کی آواز نکلتی تھی۔ پس انہوں نے کہا یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے، لیکن موسیٰ بھول گئے''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے بارے میں بتایا کہ وہ عیسیٰ ؑ کو اللہ کہتے ہیں: ''بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ دراصل مسیح ابن مریم ہی ہے'' **(المائدہ: ۱۷)**۔

ب۔ یہ سمجھنا کہ جو کام اللہ تعالیٰ کے ہیں وہ کوئی اور بھی کر سکتا ہے، مثلاً کامیابی دینا، اولاد دینا، فتح عطا کرنا، غیبی مدد عطا کرنا، کائنات پیدا کرنا، سورج چاند پر اختیار رکھنا۔

۳۔ عبادات میں شرک

الف۔ اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کرنا شرک ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: '' جن سے تم اللہ کے سوا دعا مانگتے ہو، یہ بھی تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں، ان سے دعا کر کے دیکھو کیا یہ تمہاری دعا کا جواب دیتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو'' **(سورۃ الاعراف آیت ۱۹۴)**۔ ''جن سے تم اللہ کو چھوڑ کر دعا مانگتے ہو، وہ تو تمہاری مدد نہیں کر سکتے، نہ ہی وہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں'' **(سورۃ الاعراف)**۔ ''جب تم لوگ سمندری طوفان میں گھر جاتے ہو تو وہ سب غائب ہو جاتے ہیں جن سے تم اللہ کے بجائے دعا کرتے ہو، جب اللہ تمہیں بچا لیتا ہے تو فوراً تم اللہ کو بھول جاتے ہو، یقیناً انسان اللہ کا بہت ہی ناشکرا ہے'' **(سورۃ الاسراء: ۶۷)**۔ ''اللہ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگو'' **(سورۃ الجن)**۔ ''اے نبی ﷺ آپ ﷺ فرمائیں کہ میں صرف اپنے رب سے دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا'' **(سورۃ الجن)**۔

ب۔ اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہ کرنا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

س: وحی کی صورتیں بیان کریں (پ: ۷ ۱۳ سے ۱۴۴)

یا

س: انسان اللہ کریم سے کیسے کلام کر سکتا ہے (پ: ۷ ۱۳ سے ۱۴۴)

اللہ کریم نے قرآن میں ارشاد فرمایا: ''کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر **اشارہ** سے یا **پردہ کے پیچھے سے** یا اللہ تعالیٰ ایک **فرشتہ** اپنے حکم سے بھیجے جو اس کو اللہ کا پیغام اللہ کی مرضی کے مطابق دے'' **(سورۃ الشوری ۵۱)**۔ اس آیت مبارکہ میں انبیائے کرام پر نزول وحی کی صورتوں کا بیان ہے، جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اشارے سے کلام: اس کی تین قسمیں ہیں۔ **القاء، الہام، خواب۔**

القاء سے مراد اندرونی طور پر دل میں کوئی بات اچانک آجانا، کسی مسئلہ کا حل اچانک سے دل میں آجانا۔

الہام سے مراد کسی غیبی خبر کا اچانک علم ہو جانا۔ الہام بیرونی طریقے سے ہوتا ہے۔

خواب عموماً سوتے ہوئے اشارے یا علامات کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۲۔ اوٹ کے پیچھے سے، پردے کے پیچھے سے: جیسے موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ایک درخت کی اوٹ سے۔

۳۔ فرشتے کے ذریعے: یہ سب سے مضبوط طریقہ ہے، اس طریقے سے نبی ﷺ پر مکمل قرآن کریم حضرت جبرائیلؑ لے کر آئے۔ اسی طرح بہت سی احادیث بھی حضرت جبرائیلؑ لے کر آئے ہیں، جیسے حدیث جبرائیل۔

س: وحی کی کیفیات بیان کریں (پ: ۷ ۱۳ سے ۱۴۴)

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ جب پیارے نبی ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو یہ کیفیات ظاہر ہوتی تھیں۔

۱۔ صلصلۃ الجرس: اس کا مطلب ہے گھنٹی کی آواز آنا، جب پیارے نبی ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہ کرامؓ کو فرشتوں کے پروں کی آواز گھنٹی کی طرح سنائی دیتی تھی ایک روایت میں ہے: ''جب آپ ﷺ پر وحی آتی تو ہم آپ ﷺ کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سنتے'' **(ابن حنبل)**۔

۲۔ جسم مبارک کا بھاری ہو جانا: اے نبی ﷺ ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں **(سورۃ المزمل آیت ۵)**۔ ''ایک دفعہ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، وحی کا نزول ہونے لگا تو وحی کے وزن سے اونٹنی بلبلانے لگی، اور بوجھ سے اس کی ٹانگیں مڑنے اور کڑکڑانے لگیں، اور وہ وزن برداشت نہ کرنے کی وجہ سے اچانک زمین پر آگری'' **(ابن حنبل)**۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ: ''ایک بار آپ ﷺ ٹانگ مبارک میری ران پر تھی کہ اچانک وحی کا نزول ہونے لگا، میری ٹانگ پر ناقابل برداشت وزن پڑنے لگا، ایسا معلوم ہونے لگا کہ میری ٹانگ یوں ہی کچلی جائے گی، اگر آپ ﷺ کے احترام کا معاملہ نہ ہوتا تو میں اس تکلیف کی شدت سے بچنے کے لیے اپنی ران ہٹا کر آزاد کر لیتا'' **(صحیح البخاری)**۔

۳۔ سردیوں میں پسینہ آنا: ''جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے گرنے لگتے''۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۴۔ جسم مبارک کا بے حس ہونا: ''ایک دفعہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گوشت کا ایک ٹکرا کھانے کے لیے اپنے منہ مبارک کے طرف بڑھانے لگے تھے تو ہاتھ رک گیا، جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو اس وقت بھی گوشت کا یہ لقمہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہی تھا'' **(ابن حنبل)**۔ جب آپ ﷺ کی یہ کیفیات ختم ہوتیں تو آپ ﷺ فوراً کاتب وحی کو بلا کر وحی لکھوالیا کرتے تھے۔

س: تقدیر سے کیا مراد ہے، عقیدۂ تقدیر کا انسانی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے (پ: ۱۲۱ سے ۱۲۹، ۱۵۵ سے ۱۵۸)

آج کل انسان کو تقدیر کے صرف عملی پہلو کی ضرورت ہے، قرآن کریم نے بھی زیادہ تر تقدیر کا عملی پہلو ہی بیان کیا ہے۔ انسان کی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز آتے ہیں، کبھی خوشیاں آتی ہیں اور کبھی غم آتے ہیں۔ کبھی انسان کو فائدہ ہوتا اور کبھی انسان کو نقصان ہوتا ہے مجوسی یہ سمجھتے تھے کہ خوشی اور غم ایک ہی خدا کی طرف سے نہیں آسکتے چنانچہ ایران کے مجوسیوں نے خوشی دینے والے اور غم دینے والے الگ الگ خدا بنائے ہوئے تھے۔ اسی طرح مشرکین مکہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہوا تھا انہیں کوئی خوشی ملتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے جب کوئی غم آتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ یہ تمہاری نحوست کی وجہ سے ہے۔ لیکن اسلام کا اس بارے میں یہ مؤقف ہے کی ہر قسم کی خوشی و غم صرف اور صرف اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ انسان کو خوشیاں دے کر آزماتا ہے اور اسی طرح نعمتیں واپس لے کر بھی آزماتا ہے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس عقیدے کو عقیدۂ تقدیر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پالے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہی ہو، اور اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ تمہاری وجہ سے ہے۔ **اے نبی ﷺ آپ ان سے کہ دیں کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے آتی ہے،** ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے'' (سورۃ النساء ۷۸)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہارے اوپر یا اس زمین پر کوئی بھی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کے پیدا ہونے سے پہلے سے ہی یہ سب باتیں ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور یہ کام اللہ کے لیے آسان ہے'' (سورۃ الحدید: ۲۲)۔

عقیدۂ تقدیر کا آخرت کے ساتھ تعلق: دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو آزمائش ہوتی ہے اس کا نتیجہ آخرت میں ظاہر ہو گا۔ اس عقیدہ کو عقیدۂ آخرت کہتے ہیں۔ جو لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں ان کو اس امت کے مجوسی کہا گیا ہے۔

انسانی زندگی پر عقیدۂ تقدیر کے اثرات اور تقدیر پر ایمان کا دنیا میں فائدہ

(۱) ماضی کے پچھتاوے اور غموں سے نجات: یہ عقیدہ انسان کو ماضی کے غموں سے نجات دیتا ہے، کیونکہ انسان کو علم ہوتا ہے کہ جو بھی ہوا ہے وہ ہی ہونا تھا اس کے سوا کچھ اور ہونا ممکن نہیں تھا، جو اللہ نے لکھا تھا وہی ہونا تھا کوئی آدمی اگر یہ کہتا ہے کہ 'اگر میں ایسے کر لیتا تو میں اس مصیبت سے بچ جاتا' تو اس قسم کی باتوں کو خلاف تقدیر کہا گیا ہے، اور ان سے منع کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

'پچھتاوے کا اگر' بولنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسے منافقین مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ''اگر تم لوگ ہماری بات مان لیتے تو احد میں نہ مرتے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ آپ ﷺ ان منافقوں سے کہیں کہ ''اپنے آپ سے موت کو ٹال کر دکھاؤ، اگر تم سچے ہو''۔

(۲) مستقبل کے خوف سے نجات: عقیدۂ تقدیر پر ایمان نہ لانے والا انسان اکثر کسی کام کو اس وجہ سے نہیں کر رہا ہوتا کہ کہیں کوئی نقصان نہ ہو جائے، کوئی آدمی وہم کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ کام پر نہیں جاتا کہ کہیں میرا کوئی حادثہ نہ ہو جائے، یا مجھے باہر جانے سے موت نہ آ جائے۔ یہ عقیدہ انسان کو جرات مند بناتا ہے کہ جو لکھا ہے وہی ہو گا اگر کوئی نقصان نہیں لکھا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا اور اگر لکھا ہے تو گھر بیٹھے بھی ہو سکتا ہے۔ ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پالے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہی ہو'' (سورۃ النساء ۷۸)۔ اس کے علاوہ اس قسم کے وہم انسان دعاؤں کے ذریعے بھی ختم کر سکتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''دعاء تقدیر کے لکھے کو بھی ٹال دیتی ہے''۔ چنانچہ انسان اپنے تمام توہمات کو دعاؤں کے ذریعے ختم کر سکتا ہے۔

(۳) دعا، اعمال اور علاج عقیدۂ تقدیر کے خلاف نہیں ہیں

دعاء تقدیر کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ تقدیر کے مطابق ہی ہوتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ ''میں شیطان اور اس کے پیروکاروں سے جہنم کو بھر دوں گا''۔ اب اگر شیطان کا کوئی ایک پیروکار ہر وقت جنت کی دعائیں کرتا رہتا ہے تو ایسا تو نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ شیطانوں کے پیروکاروں کو جنت میں ڈال دے بلکہ یہ ہو جائے گا کہ یہ دعا کرنے والا شیطان کی پیروکاری سے نکل جائے گا اور پھر یہ نیک بن جائے گا اور جنت میں چلا جائے گا۔ اسی طریقے سے اعمال بھی تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں اور عمر میں اضافہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رشتہ داری کا خیال کرے''۔ اسی طرح بیماریوں میں علاج کرنا بھی تقدیر کے مطابق ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پیارے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم علاج کرائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''علاج ضرور کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کا علاج خود پیدا کیا ہے''۔

مثال کے طور پر ایک مجرم کو سزائے موت ہو جاتی ہے تو وہ اس فیصلہ کے خلاف عدالت میں درخواست دیتا ہے، عدالت اس کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس طریقہ سے قانون بے کار ہو گیا ہے بلکہ یہ درخواست دینا بھی قانون کے مطابق ہی ہے اور سزا میں تخفیف بھی قانون کے مطابق ہی کی گئی ہے اسی طرح دعائیں بھی خود تقدیر کے مطابق ہی ہوتی ہیں۔ تقدیر اللہ کا فیصلہ ہے، جس کے مطابق دعائیں کرنے سے انسان کی نجات ہوتی ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

باب ۵: عبادات

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج (پ: ۱۶۱)۔

س: نماز سے کیا مراد ہے، نماز کی اقسام بیان کریں (پ: ۱۶۲ سے ۱۶۶)

اللہ تعالیٰ کی تعریف، تسبیح اور شکر کے مختلف طریقوں کے لیے اجتماعی اصطلاح عبادت ہے۔ عبادت عبد سے ہے، جس کے معنی غلام کے ہیں۔ یعنی عبادت سے مراد ہر وہ کام جو ایک غلام اپنی آقا کو خوش کرنے کے لیے اس کے حکم پر کرتا ہے۔ کائنات کی تمام مخلوقات اپنے اپنے انداز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہیں۔

نماز دین کا ستون ہے، قرآن کریم میں ایک سو سے زیادہ مرتبہ اس کی تاکید بیان کی گئی ہے۔ معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو ایک دن میں پانچ نمازیں دیں تھی۔ مسلمان ہر روز پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، یعنی فجر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ ہر جمعہ کو نماز ظہر ایک خصوصی اجتماع میں ادا کی جاتی ہے، اس نماز کو نماز جمعہ کہتے ہیں اور اس نماز سے قبل امام صاحب ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کے دو خوشی کے تہوار ہیں، ایک رمضان کے بعد عید الفطر، اور دوسرا حج بیت اللہ کے موقعہ پر عید الضحی۔ ان مواقع پر خصوصی نماز ادا کی جاتی ہے اور امام صاحب نماز کے بعد خطبہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو تدفین سے قبل اس کی مغفرت کے لیے نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے، عام نمازوں کے برعکس نماز جنازہ میں کوئی سجدہ نہیں ہوتا۔

س: نماز کی شرائط اور ان شرائط کی حدود بیان کریں (پ: ۱۶۶ ابی، ۵۴۹ سے ۵۵۳، ۵۶۴ سے ۵۶۹)

اسلام میں نماز کے لیے کچھ شرائط ہوتی ہیں جن کو نماز سے پہلے کرنا فرض، واجب یا سنت ہوتا ہے۔ بعض شرائط فرض ہوتی ہیں ان کا ثبوت قرآن اور متواتر احادیث سے ملتا ہے جیسے نماز کے لیے وضو، غسل یا تیمم فرض ہے یعنی نماز کے لیے طہارت کی شرط فرض ہے۔ بعض شرائط واجب ہوتی ہیں ان کا ثبوت خبر احاد یعنی احادیث سے ملتا ہے جیسے طواف کعبہ کے لیے وضو، غسل یا تیمم واجب ہے، یعنی طواف کعبہ کے لیے طہارت کی شرط واجب ہے۔ بعض شرائط مستحب ہوتی ہیں جیسے قرآن کریم کی تلاوت سے قبل وضو کرنا مستحب یعنی بہتر ہے۔ یہ آداب تلاوت میں سے ہے لیکن فرض یا واجب نہیں ہے۔

نماز کی یہ شرائط ہیں۔

(۱) طہارت (فرض)

اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کیا کرو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لیا کرو اور اگر جنابت کی حالت ہو تو نہا کر لو (**سورۃ المائدہ**)۔ نمازی کا بدن اور کپڑے صاف ہوں، نماز کی جگہ صاف ہو؛ اگر کسی صورت وضو برقرار رکھنا ممکن نہ ہو تو دو صورتیں ہو سکتیں ہیں یا تو نماز معاف ہو جاتی ہے جیسے ماہواری اور زچگی میں نماز معاف ہو جاتی ہے۔ یا دوسری صورت میں وضو برقرار رکھنے کی شرط معاف ہو جاتی ہے مثلاً اگر کسی آدمی کو مذی کی بیماری ہو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی مسلسل قطرے ٹپکنے کی شکائت ہو یا اگر کسی عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو یعنی مسلسل خون آنے کی شکائت ہو تو وہ اسی حالت میں نماز اور طواف کریں گے، تاہم ایسی حالت میں ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(۲) ہوش وحواس اور نیت (فرض)

کہ انسان کی ذہنی حالت ایسی ہو کہ اس کو مکمل طور پر معلوم ہو کہ وہ کیا باتیں کر رہا ہے اور اس کو معلوم ہو کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے اور کس کے لیے نماز پڑھ رہا ہے یعنی نمازی اپنی نیت مکمل طور پر اللہ کے لیے قائم رکھے؛ اگر انسان بے ہوش ہو تو نماز معاف ہو جاتی ہے۔

(۳) ستر کا چھپانا (واجب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے اولادِ آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو (**سورۃ الاعراف**)۔ احادیث کے مطابق بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے ، مرد کے لیے ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اور عورت کے لیے ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے سوا تمام بدن ستر ہے؛ اگر کسی کے لیے غربت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ستر چھپانا ممکن نہ ہو تو وہ اسی حالت میں تنہائی میں نماز ادا کر سکتا ہے۔

(۴) حتی الامکان قبلہ کی طرف رخ کرنا (فرض)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی ﷺ آپ ﷺ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں ہم اسی قبلہ کی طرف ضرور آپ ﷺ کو پھیر دیں گے جسے آپ ﷺ پسند کرتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ مسجد حرام کی طرف اپنا رخ پھیر لیں (**سورۃ البقرہ**)۔ منہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہو؛ اگر سفر یا جنگ یا کسی بھی اور وجہ سے قبلہ کا تعین مشکل ہو رہا ہو تو اندازے سے قبلہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

(۵) وقت (واجب)

نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے۔ اگر سورج کے ذریعے وقت کا تعین ممکن نہ ہو رہا ہو تو گھڑی کے ذریعے وقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شرائط کی حدود

مجبوری کی وجہ سے واجب شرائط معاف ہو سکتی ہیں لیکن فرض شرائط کے ناممکن ہونے کی صورت میں نماز معاف ہو جاتی ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے اگر ان شرائط میں سے کسی ایک پر یا سب پر عمل کرنا کسی صورت ممکن ہی نہ ہو تو پھر کیا کرنا چاہئے۔ اس بارے میں دو طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں نماز معاف ہو جاتی ہے، جیسے مثلاً ماہواری میں وضو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہوتا ہے اس لیے اس حالت میں نماز مکمل طور پر معاف ہو جاتی ہے، کیونکہ نماز کے لیے طہارت فرض ہے۔ جبکہ دوسرے طریقے کے مطابق کسی شرط کے ناممکن ہونے کی صورت میں شرط معاف ہو جاتی ہے اور بغیر شرط کے ہی نماز ادا کر لی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے، جیسے قطبین میں سورج کے ذریعے نماز اور روزے کے اوقات کا تعین ممکن نہیں ہوتا اس لیے ان علاقوں میں وقت کی شرط کے بغیر ہی نماز اور روزے وغیرہ ادا کیے جاتے ہیں، کیونکہ نماز اور روزے کے لیے وقت کے تعین کی شرط واجب ہے، فرض نہیں۔ اگر عبادت اور شرط دونوں کے ایک ساتھ ملنا ناممکن ہو تو یہ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) واجب شرط کا معاف ہو جانا لیکن فرض عبادت کا برقرار رہنا: بعض اوقات عبادت فرض ہوتی ہیں لیکن اس کی ایک مخصوص شرط فرض نہیں ہوتی بلکہ وہ واجب ہوتی ہے، تو شرط کے ناممکن ہونے کی صورت میں یہ شرط معاف ہو جاتی ہے۔ جیسے حج کے لیے طوافِ کعبہ فرض ہوتا ہے کیونکہ اس کا حکم قرآن کریم میں ہے، لیکن طوافِ کعبہ کے لیے طہارت کی شرط فرض نہیں ہوتی بلکہ یہ واجب ہوتی ہے کیونکہ اس طہارت کا حکم قرآن کریم میں نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے، تو اگر ماہواری یا زچگی کے ختم ہونے کے انتظار کرنے کا وقت نہ ہو تو حج کا ایک بہت ہی اہم فرض یعنی طوافِ کعبہ حنبلی، شافعی مکتبۂ فکر اور سعودی علمائے کرام کے فتوی کے مطابق اسی حالت میں بغیر طہارت کے ہی کر لیا جاتا ہے، مجبوری کی وجہ سے طہارت کی یہ واجب شرط مکمل طور پر معاف ہو جاتی ہے۔ فرض اور واجب میں سے ایک کو چھوڑنا ضروری ہو تو واجب کو چھوڑ دیتے ہیں فرض کو نہیں چھوڑتے۔

اسی طرح بعض اوقات وقت کی شرط کے بغیر ہی نماز اور روزے ادا کر لیے جاتے ہیں، جیسے قطبین میں نماز روزے کے اوقات کا سورج کے ذریعے تعین ممکن نہیں ہوتا اس لیے ان علاقوں میں وقت کی شرط کے بغیر ہی نماز اور روزے وغیرہ ادا کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ نماز اور روزہ فرض ہے لیکن ان کے لیے وقت کی شرط فرض نہیں بلکہ واجب ہے یعنی اس کا تعین احادیث کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

اسی طرح استحاضہ اور مذی کی بیماری کی صورت میں بھی نماز، روزہ اور طواف کعبہ کرنا تمام علمائے کرام کے نزدیک بالکل جائز ہے۔

(۲) فرض شرط کا تبدیل ہو جانا اور فرض عبادت کا برقرار رہنا: جیسے بیماری میں یا سفر میں کسی نے وضو یا غسل نہ کرنا ہو تو اس کے بجائے تیمم کر کے نماز اور طواف کعبہ کر سکتا ہے۔ تیمم کا حکم بھی قرآن کریم میں ہی موجود ہے۔

نماز کی شرط قبلہ رخ ہونا فرض ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ اگر کبھی انسان چاند پر رہنا شروع کر دیں چاند پر بالکل زمین کے مدمقابل ایک مقام پر ایک مصنوعی کعبہ تعمیر کیا جائے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے (پ: ۵۸۲ ذ)۔

(۳) فرض شرط کا برقرار رہنا لیکن فرض عبادتِ وقتی کا معاف ہو جانا: مثلاً ماہواری میں وضو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہوتا ہے اس لیے اس حالت میں نماز مکمل طور پر معاف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نماز وقت کے سات جڑی ہوئی عبادت ہے، کتاباً موقوتاً، اگر شرعی عذر کی وجہ سے وقت گزر جائے تو اس وقت کے بعد معاف ہو جاتی ہے، تب نئے وقت کی نئی فرض نماز آجاتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴) فرض شرط کا برقرار رہنا لیکن فرض عبادت کی مؤخر ادائیگی: جیسے ماہواری یا زچگی کے ختم ہونے کے انتظار کی وجہ سے روزوں کا اور حج کے طوافِ کعبہ کا بعد میں کرنا۔

س: طہارت سے کیا مراد ہے، اس کی ضرورت کب پیش آتی ہے، وضو کے فرائض، غسل کے فرائض اور سنتیں بیان کریں اور تیمّم کی ضرورت اور اس کا طریقہ بیان کریں (پ: ۱۶۶ بی، ۵۴۹ سے ۵۵۳، ۵۶۴ سے ۵۶۹)

طہارت

نماز اور طواف کعبہ سے پہلے جسم کے مخصوص حصے پانی سے صاف کرنا، یا کچھ حصوں پر مٹی سے مسح کرنا، طہارت کہلاتا ہے۔ طہارت سے انسان کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور طہارت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ بہت محبت کرتے ہیں۔ بعض اوقات طہارت فرض ہوتی ہے اس کا ثبوت قرآن اور متواتر احادیث سے ملتا ہے جیسے نماز کے لیے وضو، غسل یا تیمم فرض ہے یعنی نماز کے لیے طہارت کی شرط فرض ہے۔ بعض اوقات طہارت واجب ہوتی ہے اس کا ثبوت خبر احاد یعنی احادیث سے ملتا ہے جیسے طواف کعبہ کے لیے وضو، غسل یا تیمم واجب ہے، یعنی طواف کعبہ کے لیے طہارت کی شرط واجب ہے۔ بعض اوقات طہارت مستحب ہوتی ہے جیسے قرآن کریم کی تلاوت سے قبل وضو کرنا مستحب یعنی بہتر ہے۔ یہ آداب تلاوت میں سے ہے لیکن فرض یا واجب نہیں ہے۔

نماز کے لیے طہارت کی شرط فرض ہے کیونکہ یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

''اے اہل ایمان! جب تم **نماز** کے لیے کھڑے ہو تو اپنے **منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک** دھو لیا کرو' اور **سر کا مسح** کر لیا کرو ' اور **ٹخنوں تک پاؤں دھو** لیا کرو اور اگر تم **حالت جنابت میں** ہو (یعنی ایسی حالت جب انسان کا پانی نکل چکا ہو) تو **نہالو**، اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم **بیمار** ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص **رفع حاجت** کر کے آئے یا تم نے اپنی **بیویوں سے تعلق** کیا ہو اور پھر تمہیں **پانی نہ ملے** تو پھر **صاف مٹی سے کام لو** اور اس سے **اپنے چہرے اور ہاتھوں پر چھولو**، اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا' بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں صاف کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو'' **(المائدہ: ۶)**۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، ۔۔۔ جب تم **جنابت** کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک کہ **غسل نہ کر لو**، سوائے یہ کہ اگر تم **مسافر** ہو، ۔۔۔ اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم **بیمار** ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص **رفع حاجت** کر کے آئے یا تم نے اپنی **بیویوں سے تعلق** کیا ہو اور پھر تمہیں **پانی نہ ملے** تو پھر **پاک مٹی سے کام لو** اور اس سے **اپنے چہرے اور ہاتھوں پر چھولو**، بیشک اللہ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے'' **(النساء: ۴۳)**۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وضو کی ضرورت

(۱) ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا مستحب ہے، بعض علمائے کرام کے مطابق ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا ضروری ہے جیسا کہ اوپر ذکر کی گئی آیت مبارکہ کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے (۲) قرآن کریم کے مطابق رفع حاجت کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے وضو کرنا فرض ہوتا ہے۔ (۳) حدیث شریف کے مطابق طوافِ کعبہ سے پہلے وضو کرنا واجب ہوتا ہے۔(۴) حدیث شریف کے مطابق استحاضہ یا مذی کی بیماری میں ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (۵)قرآن کریم کی مصحف سے تلاوت سے پہلے وضو مستحب ہوتا ہے۔

غسل کی ضرورت

(۱) قرآن کریم کے مطابق حالتِ **جنابت** یعنی انسانی جسم سے جنسی پانی کے خارج ہو جانے یا جسم میں اس پانی کے داخل ہونے کی صورت میں یعنی میاں بیوی کے تعلق کی صورت میں یا گیلے خواب یا کسی بھی اور صورت میں انسانی جسم سے اس پانی کے نکل جانے کی حالت کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے غسل کرنا **فرض** ہوتا ہے (۲)حدیث شریف کے مطابق جنابت، ماہواری یا زچگی سے فراغت کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے یا طوافِ کعبہ سے پہلے غسل **واجب** ہوتا ہے۔ماہوری میں تمام مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں سوائے طواف کعبہ کے (**صحیح البخاری**)۔

وضو کے چار فرائض ہیں

(۱)چہرے کا دھونا، منہ اور ناک اس میں شامل ہیں ۔(۲)دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا۔(۳)چوتھائی سر کا مسح کرنا۔(۵) پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

غسل کے فرائض اور سنتیں

غسل میں اصولی طور پر تو ایک ہی فرض ہے یعنی پورے جسم میں جہاں تک تکلیف ومشقت کے بغیر پانی پہنچ سکے وہاں تک پانی پہنچانا، لیکن فقہاء کرام نے اسے آسان طریقے سے بیان کرنے کے لیے غسل کے تین فرائض ذکر کیے ہیں: (۱) کلی کرنا(۲) ناک میں پانی ڈالنا(۳) تمام بدن پر پانی بہانا۔

غسل کی سنتیں: (۱) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا(۲)استنجا کرنا اور جس جگہ بدن پر نجاست لگی ہو اسے دھونا(۳) غسل کی نیت کرنا(۴) غسل سے پہلے وضو کر لینا (۵) تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔

تیمّم کی ضرورت اور اس کا طریقہ

تیمم اس وقت کیا جاتا ہے جب انسان نے غسل یا وضو کرنا ہو، لیکن وہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے غسل یا وضو نہ کر سکتا ہو تو وہ تیمم کر لے۔ شرعی عذر تین چیزوں سے مل سکتا ہے: اگر پانی نہ ملے، یا وہ بیمار ہو، یا وہ سفر میں ہو تو وہ غسل یا وضو کی بجائے تیمم کر لے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طریقہ: تیمم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے مٹی پر لگائیں پھر اس سے ہاتھ ہٹالیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں، اس سے سارے چہرے کا مسح کریں پھر اسی طرح دوسری دفعہ بھی ہاتھ مٹی پر یا مٹی کی کسی قسم پر لگا کر دونوں ہاتھوں کا مسح کریں **وضو یا غسل، دونوں کے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے۔**

س: خط استوا اور منطقہ حارہ میں واقع ممالک میں نماز کے اوقات بیان کریں، قطبین میں نماز کے اوقات کا تعین کیسے کرتے ہیں (پ: ۱۷۰)

خط استوا اور منطقہ حارہ میں واقع ممالک میں نماز کے اوقات

فجر کا وقت: صبح صادق سے سورج کی کرن چمکنے تک ہے۔ صبح صادق سے مراد ایک روشنی ہے جو مشرق کی طرف سے اسکے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے۔ فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے ادا کرنی چاہئے۔ ظہر کی نماز کا وقت سایہ ایک گنا ہونے تک اور عصر کی نماز کا وقت سایہ دوگنا ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ سایہ دوگنا ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سورج غروب ہونے پر عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سورج ڈوبنے کے بعد جنوبا اور شمالا جو سفیدی ہوتی ہے اسکے ختم ہوتے ہی مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور عشاء کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے۔

قطبین میں نماز کے اوقات کا تعین کیسے کرتے ہیں

پنتالیس درجہ سے اوپر واقع ممالک میں یعنی قطبین کے قریب واقع ممالک میں بعض اوقات کئی کئی ماہ سورج غروب ہی نہیں ہوتا، اس لیے ان ممالک میں سورج کی بجائے گھڑی کی مدد سے اقات نماز کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح روزہ افطار کرنے کے لیے بھی ان ملک میں سورج کے غروب ہونے کا انتظار نہیں کیا جاتا، کیونکہ ان علاقوں میں بعض اوقات ایسا کرنا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہوتا۔

س: نماز کی قصر، جمع اور قضاء سے کیا مراد ہے (پ: ۱۷۰)

قصر: قصر سے مراد ہے کہ سفر میں نماز کم کر کے ادا کرنا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو جب تم سفر میں ہو تو نماز کو کم کر لیا کرو''۔ اس میں فجر اور مغرب کی تو اتنی ہی رہتی ہیں، جبکہ ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار کے بجائے دو دو رکعت ادا کی جاتی ہیں۔

جمع: جمع کا مطلب ہے ایک ہی وقت میں زیادہ نمازیں ملا کر ادا کرنا۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق پیارے نبی ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ظہر و عصر، اور مغرب و عشاء کو ایک ہی وقت میں ادا فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف اور بارش کے ظہر اور عصر اور اسی طرح مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کے ایسا کرنے کا مقصد کیا تھا تو انہوں نے فرمایا "تاکہ آپ ﷺ اپنی اُمت سے مشکل کو دور کر دیں"(**مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب جواز جمع بین الصلوٰتین فی الحضر**)۔ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا کہ نبی ﷺ نے پانچ نمازیں دو اوقات میں یا بعض دفعہ تین اوقات میں بھی ادا کی ہیں ڈاکٹر حمید اللہ نے پیارے نبی ﷺ کی طرف سے امت کو دی گئی اس آسانی کو قطبین کے ممالک میں نماز ادا کرنے میں سہولت کے طور پر بھی ذکر کیا ہے۔
اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جمع صوری : وہ جمع ہوتی ہے کہ جس میں ایک نماز اپنے اخری وقت میں پڑھی جائے اور دوسری نماز اپنے اول وقت میں پڑھی جاے۔ مثلا ظہر عصر جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اپنے آخری وقت میں پڑھا جائے، پھر جب چند لمحے بعد عصر کا وقت ہو جائے تو پھر عصر کی نماز پڑھی جائے۔اسی طرح مغرب اور عشاء کا مسئلہ ہے۔جمع صوری اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ صورت میں تو یہ جمع نظر آتی ہے، لیکن حقیقت میں ہر نماز اپنے وقت میں ادا ہوئی ہے۔ مثلاً ظہر اور عصر کو تین بجے کے قریب ایک ساتھ پڑھ لینا۔

(۲) جمع مقدم: مقدم کا مطلب ہے وقت سے پہلے پڑھ لینا۔یعنی اس میں آخری نماز کو پہلے نماز کے وقت میں مقدم کر کے پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً عصر کی نماز کو ظہر کی نماز کے ساتھ تقریباً ایک بجے پڑھ لینا پڑھنا۔

(۳) جمع مؤخر: مؤخر کا مطلب ہے تاخیر سے یعنی دیر سے ادا کرنا۔ یہ وہ جمع ہے کہ جس میں ایک نماز کو دیر سے دوسری نماز کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں، مثلا ظہر کی نماز کو دیر سے عصر کی نماز کے ساتھ پڑھی جائے یعنی تقریباً چار بجے ظہر اور عصر کو ایک ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔

قضا: غفلت، کوتاہی یا کسی مجبوری کی وجہ سے رہ جانے والی نمازوں کو بعد میں ادا کرنا قضا کہلاتا ہے۔ ہر انسان اپنی سہولت کے مطابق کر سکتا ہے۔ قضا نمازوں میں صرف فرض پڑھنے ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض علمائے کرام یہ فرماتے ہیں کسی مجبوری بیماری، سستی یا جاہلیت کی وجہ سے چھوڑی ہی بہت زیادہ نمازوں کی قضا مشکل ہو تو ان کی معافی مانگ لی جائے اور سچی توبہ کے بعد پھر آئندہ سے خیال رکھا جائے یعنی چھوڑی ہوئی نمازوں کی معافی مانگ کر کے نئے سرے سے باقاعدہ نمازیں شروع کی جاسکتی ہیں۔

س: نمازِ خوف سے کیا مراد ہے یہ کب ادا کی جاتی ہے اس کا طریقہ بیان کریں

جنگی حالت میں نماز چار کی بجائے ایک رکعت ادا کی جاتی ہے۔امام صاب دو رکعت ادا کرتے ہیں جبکہ مقتدی ایک ایک رکعت ادا کرتے ہیں۔ جس وقت امام صاحب سجدے میں جاتے ہیں تو آدھے لوگ سلام پھیر کر جنگ میں شریک ہو جاتے ہیں اور باقی لوگ جنہوں نے جنگی پہرے داری کی وجہ سے ابھی تک نماز نہیں پڑھی ہوتی وہ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ نماز چلتے چلتے یا سواری پر بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر تمہیں خوف ہو تو تم چلتے چلتے یا سواری پر بھی نماز ادا کر سکتے ہو لیکن جب تم سے یہ خوف ختم ہو جائے تو تم اسی طرح نماز ادا کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز ادا کرنی سیکھائی ہے (**سورۃ البقـــرہ**)۔ اور جب آپ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں ہوں تو آپ ﷺ ان کو نماز پڑھائیں، مسلمانوں کا ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرے اور وہ اپنے ہتھیار لے لیں، جب یہ سجدہ کر لیں تو یہ لوگ آپ ﷺ سے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی تک تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کریں اور وہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ رکھیں۔ کافر یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں سے اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ اور وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو یا بارش کی وجہ سے یا تم بیمار ہو تو تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ سکتے ہو لیکن اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ رکھو، بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے رسوا اور ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے (**سورت النساء**)۔

س: نماز کے سات فرائض بیان کریں (پ: ۵۵۵ سے ۵۶۳)

نماز کے سات فرائض ہیں، اِن فرضوں میں سے ایک بھی رہ جائے تو وہ پورا کرنا پڑتا ہے۔ (۱) تکبیرِ تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکبَرُ کہنا۔ (۲) قیام یعنی سیدھا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا، شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز نہ پڑھے، نفل نماز میں قیام فرض نہیں۔ (۳) قرات یعنی کم از کم ایک آیت پڑھنا، فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنت و تر و نوافل کی ہر رکعت میں ضروری ہے۔ (۴) رکوع کرنا۔ (۵) سجدہ کرنا۔ (۶) دوسری التحیات میں آخر میں بیٹھنا۔ (۷) دونوں طرف سلام پھیرنا۔

س: نماز کے واجبات بیان کریں، سجدۂ سہو سے کیا مراد ہے اور یہ کب کیا جاتا ہے (پ: ۵۵۵ سے ۵۶۳)

نماز میں چودہ امور واجبات میں سے ہیں، جن میں سے کوئی بھی رہ جائے تو سجدۂ سہو کرنا ہوتا ہے۔ چودہ واجبات یہ ہیں (۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا (۲) فجر مغرب اور عیشاء کی جماعت میں فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ بلند آواز میں پڑھنا۔ (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھنا۔ (۴) سورہ فاتحہ کو کسی اور سورت سے پہلے پڑھنا۔ (۵) قرات، رکوع، سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔ (۶) رکوع سے اٹھ کر اطمینان سے اچھی طرح سیدھا کھڑا ہونا۔ (۷) دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے اچھی طرح سیدھا بیٹھ جانا۔ (۸) رکوع، سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔ (۹) قعدۂ اُولیٰ یعنی تین، چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کے برابر بیٹھنا۔ (۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔ (۱۱) امام کا نمازِ فجر، مغرب، عشاء، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں بلند آواز سے قرات کرنا اور ظہر و عصر کی نماز میں آہستہ پڑھنا۔ (۱۲) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کے ساتھ نماز ختم کرنا۔ (۱۳) نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۴) عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیریں کہنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز میں چودہ امور واجبات میں سے ہیں، ان میں سے کوئی بھی چھوٹ جائے تو نماز ختم ہونے سے پہلے یا فوراً بعد دو سجدے کیے جاتے ہیں جن کو سجدۂ سہو کہا جاتا ہے نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی، سجدۂ سہو خود سنت ہے، اگر کوئی آدمی سجدۂ سہو کرنا بھی بھول جائے تو وہ معاف ہو جاتا ہے، نماز درست مانی جائے گی۔

س: زکوٰۃ کی شرائط بیان کریں

زکوٰۃ کی تین شرائط ہیں: نصاب کا پورا ہونا، حولان حول یعنی اس نصاب کی حالت میں پورے سال کا گزر جانا، مال میں نمو کی صلاحیت پائی جاتی ہو، یعنی ایسا مال ہو جس میں بڑھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو، یعنی خرچ کی چیز ہو استعمال کی چیز پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ اگر یہ تین چیزیں ہوں تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

جس وقت ایک آدمی صاحب نصاب ہوتا ہے اس دن سے لے کر جب تک سال مکمل ہوتا ہے تب تک دیکھا جاتا ہے۔ جس دن سال مکمل ہوتا ہے اس دن اس آدمی کے پاس جتنا مال ہوتا ہے اس موجودہ مال پر زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ اگر اس سال کے دوران یہ آدمی مقروض ہو جاتا ہے اور صاحب نصاب نہیں رہتا تو پھر جب کبھی یہ آدمی دوبارہ صاحب نصاب ہو گا تو اس دن سے سال دوبارہ شروع کیا جائے گا۔

س: مناسک حج مکمل طور پر بیان کریں (پ: ۱۷۷ سے ۱۸۴)

حج کے لغوی معنی ہیں اللہ کی طرف سفر کرنا۔

مناسک حج

(۱) **آٹھ ذی الحجہ** کو **احرام** باندھ کر منیٰ میں جاتے ہیں۔ احرام **واجب** ہے۔

(۲) **نو ذی الحجہ** کو **عرفات** میں جاتے ہیں جہاں ظہر کے وقت ظہر اور عصر جمع مقدم کرتے ہیں اور اس کے بعد حج کا خطبہ ہوتا ہے، شام تک دعائیں کرتے ہیں، عرفات میں جانا ضروری ہے یہ حج کا **رکن اعظم** ہوتا ہے عرفات میں جائے بغیر حج نہیں ہوتا۔

(۳) اس کے بعد **مغرب** ہوتے ہیں مشعر الحرام یعنی مزدلفہ چلے جاتے ہیں اور وہاں جاتے ہی مغرب و عشاء جمع کرتے ہیں، اور پھر یہاں رات آرام کرتے ہیں اور صبح فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک دعائیں کرتے ہیں۔ مشعر الحرام میں رات کا کچھ حصہ گزارنا **فرض** ہے۔

(۴) **دس ذی الحجہ** کو **منیٰ** میں جا کر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں، اسی دن **قربانی** کرتے ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ لیے قربان کرنے کے لیے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس بیٹے کی بجائے ایک منڈھے کی قربانی قبول فرمائی، قربانی کے بعد **حجامت** کرتے ہیں، احرام اتار کر غسل کرتے ہیں اور عام لباس میں خانہ کعبہ کا **طواف** کرتے ہیں اور صفا مروہ کی **سعی** کرتے ہیں، جیسے حضرت ہاجرہؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے لیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانی تلاش کرنے کے لیے صفا مروہ کے سات چکر لگائے تھے۔ خانہ کعبہ کا **طواف** اور صفا مروہ کے سات چکر لگانا **فرض** ہے، حتی کہ بعض علمائے کے نزدیک خانہ کعبہ کا **طواف** حج کا **رکن** ہے۔ کیونکہ خانہ کعبہ کے **طواف** کا قرآن کریم میں حکم ہے۔ البتہ خانہ کعبہ کے طواف کے لیے طہارت کا ہونا **واجب** ہے۔ ارکان حج اور فراضِ حج کی بروقت ادائیگی واجب ہے ان کی مؤخر ادائیگی صرف شرعی عذر کی وجہ سے ہی کی جاسکتی ہے۔

(۵) **گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ منی** میں شیطانوں کو پھر کنکریاں مارتے ہیں۔ منی میں کم از کم دو دن رہنا **واجب** ہیں۔

س: حج کے ارکان، فرائض اور واجبات بیان کریں

(۱) ارکان (ان میں سے کوئی رہ جائے تو حج نہیں ہوتا، ان کو پورا کرنا ہوتا ہے بے شک مؤخر ادائیگی ہی کیوں نہ کرنی پڑے)۔

جن مناسک کا قرآن کریم میں واضح حکم ہے ان میں حج کی نیت، وقوفِ عرفہ، اور خانہ کعبہ کا طواف شامل ہیں۔ وقوف عرفہ کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ ذی الحجہ کی نو کو عرفات میں مغرب تک رکنا واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہو پایا تو اس رات کسی بھی وقت صبح فجر سے پہلے پہلے عرفات جا کر واپس آجائیں تو حج کا رکن عرفہ ادا ہو جاتا ہے یہ وقوفِ عرفہ کی مؤخر ادائیگی ہے۔ حج کے لیے حج کے موسم کا ہونا ضروری ہے۔

(۲) فرائض (جن مناسک کا قرآن کریم میں یا متواتر احادیث میں حکم ہے، ان میں سے کوئی رہ جائے تو وہ پورا کرنا ہوتا ہے بے شک مؤخر ادائیگی ہی کیوں نہ کرنی پڑے)۔

ان میں صفا مروہ کی سعی اور مزدلفہ میں رات کا کچھ حصہ رکنا شامل ہیں ۔

(۳) واجبات (جن مناسک کا حدیث شریف میں حکم ہے، ان میں سے کوئی رہ جائے تو عموماً تین روزے رکھنے ہوتے ہیں یا چھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہوتا ہے یا ایک بکری کی قربانی کرنی ہوتی ہے تاہم بیماروں، کمزوروں اور عورتوں کو ان میں رعایات مل جاتی ہیں)۔

ذی الحجہ کی نو کو عرفات میں مغرب تک رکنا واجب ہے۔ طواف کعبہ کے لیے طہارت واجب ہے۔ بعض فقہائے کے مطابق طواف کعبہ تیرہ کی مغرب تک کر لینا واجب ہے، لیکن زیادہ تر فقہائے کرام اس کی ادائیگی کا کوئی بھی وقت مقرر نہیں کرتے، یوم عرفہ کے بعد کسی بھی وقت طواف کعبہ کر سکتے ہیں، حتی کہ محرم کے مہینے میں بھی کر سکتے ہیں، کیونکہ محرم بھی حج کے حرمت والے مہینوں میں شامل ہے الحج اشھر معلومات۔ بعض علما کے مطابق مزدلفہ سے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ہی منی جانا واجب ہے، جبکہ باقی علمائے کرام کے مطابق مزدلفہ میں رات کی کچھ حصہ گزار لینا ہی کافی ہے۔ جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔ حج کے ساتھ عمرہ ملانے والوں کے لیے قربانی کرنا یا روزے رکھنا واجب ہے۔ بال کاٹنا، حجامت کرنا واجب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ گیارہ بارہ کی رات منیٰ میں گزارنا عموماً واجب ہوتا ہے۔ طواف وداع کرنا یعنی مکہ سے رخصتی کے وقت آخری عمل طواف ہو یہ واجب ہے۔

س: حج اور عمرے میں کیا فرق ہے (پ: ۵۲۷، ۵۲۷الف، ۵۲۷ب)

حج عمرے میں فرق

حج	عمرہ
وقت: حج صرف اسلامی سال کے آخری مہینے کے دوسرے ہفتے میں ہوتا ہے۔ یعنی ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ سے تیرہ تاریخ تک۔	وقت: عمرہ تمام سال دن رات کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے۔
احرام: حج کی میقات وقت میں ہوتی ہے، اس لیے آٹھ تاریخ کو کسی بھی جگہ سے احرام باندھا جاسکتا ہے۔	احرام: عمرے کی میقات جگہ میں ہوتی ہے اس لیے حدود حرم کے باہر سے کسی بھی وقت احرام باندھا جاسکتا ہے۔ (میقات: احرام باندھنے کا موقع)
مناسکِ حج میں احرام، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں رمی، قربانی حجامت، احرام اتارنا، طوافِ کعبہ اور سعی ہوتے ہیں۔	مناسکِ عمرہ میں صرف میقات سے احرام باندھنا، طوافِ کعبہ، صفا مروہ کی سعی اور حجامت ہوتے ہیں۔
حج کے دو ارکان ہیں: عرفات میں جانا، طواف کعبہ کرنا۔	عمرہ کا ایک رکن ہے: طوافِ کعبہ۔
حج کا طواف اور صفا مروہ کی سعی احرام کے بغیر ہوتی ہیں۔	عمرہ میں طوافِ کعبہ اور صفا مروہ کی سعی حالتِ احرام میں ہوتی ہیں۔
صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔	عمرہ فرض نہیں۔
حج کے ساتھ عمرہ ملانے کی وجہ سے حج میں قربانی کی جاتی ہے۔	عمرے میں عموماً قربانی نہیں کی جاتی۔

نوٹ: اس باب کے باقی سوالات ملتے جلتے موضوعات کی وجہ سے دوسرے ابواب کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب۶: روحانیت

تبلیغ اسلام کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ عربوں یعنی خلافت راشدہ اور بنو امیہ کے دور میں رہا ہے اور دوسرا طریقہ ترکوں مغلوں کے زمانے میں رہا ہے۔ عرب ظلم کے خاتمہ کے لیے جہاد کرتے تھے اور وہ اپنے مفتوحہ علاقوں سے ظالمانہ لگان ختم کرتے تھے اور مفت اور فوری انصاف کو یقینی بناتے تھے جس کے نتیجہ میں بہت تیزی سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔ جبکہ ترکوں کے زمانے میں اسلامی معیشت اور اسلامی عدالت سے زیادہ اولیاء کرام اور صوفیائے کرام کی محنتوں سے اور ان کے اعلیٰ معاشرتی اخلاق کے ذریعے سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔

س: اسلام میں روحانیت کی آخری حد اور جنت میں داخل ہونے کے لیے کم از کم فرائض بیان کریں (پ: ۲۰۳)

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ''ایک دفعہ تین آدمی نبی ﷺ کے گھر آپ ﷺ کی عبادات کے بارے میں پوچھنے آئے، جب انہیں آپ ﷺ کی عبادات کا علم ہوا تو انہیں اپنی عبادت بہت کم لگنے لگی اور وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے سب گناہ معاف ہیں پھر بھی وہ اس قدر عبادت کرتے ہیں، ان میں سے ایک آدمی نے قسم کھائی کہ میں آج کے بعد ساری رات عبادت کروں گا آرام نہیں کروں گا، دوسرے آدمی نے قسم کھائی کہ میں آج کے بعد ہمیشہ روزے رکھوں گا کسی دن بھی چھٹی نہیں کروں گا، تیسرے آدمی نے قسم کھائی کہ میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا، کبھی شادی نہیں کروں گا۔ جب نبی ﷺ کو ان باتوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں چھوڑتا بھی ہوں، رات کو آرام بھی کرتا ہوں اٹھتا بھی ہوں، میں شادی کرتا ہوں میری بیویاں بھی ہیں، جس نے میری سنت سے منہ موڑا، وہ مجھ میں سے نہیں'' (**صحیح بخاری کتاب نکاح**)۔ ایک اور حدیث کے مطابق جس نے بہت زیادہ روزے رکھنے ہیں وہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھ لے، جیسے حضرت داؤد علیہ السلام رکھتے تھے۔ یہ روحانیت کی زیادہ سے زیادہ حد ہے۔ کیونکہ قرآن کریم ہمیں نبی پاک ﷺ سے زیادہ آگے بڑھنے سے منع کرتا ہے (**سورۃ الحجرات**)۔

دوسری طرف کم سے کم جنت میں داخل ہونے کے لیے درکار روحانیت کے بارے میں ایک دیہاتی کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ''ایک دیہاتی پیارے نبی ﷺ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے کم سے کم کتنی عبادت درکار ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: ایک اللہ پر ایمان، پانچ وقت کی صرف فرض نماز، صرف رمضان کے روزے، ایک مرتبہ حج اور سلالانہ بچت پر زکوٰۃ۔ دیہاتی نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا اور کہا کہ میں اس میں کوئی کمی پیشی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جس نے جنتی دیکھنا ہے اسے دیکھ لے'' (**بخاری مسلم**)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

س: اصحاب صفہ سے کیا مراد ہے (پ: ۲۰۴)

مسجد نبوی میں پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں نمازیوں سے ہٹ کر ایک جگہ تھی جس کو صفہ کہتے تھے یہاں کم و پیش ستر کے قریب ایسے غریب مہاجرین صحابہ کرام جن کے پاس کوئی اور رہائش نہیں تھی وہ رہتے تھے، یہ لوگ دن رات پیارے نبی ﷺ سے اسلامی تعلیم حاصل کرتے رہتے تھے ان لوگوں کے پاس عموماً کوئی دنیاوی کام نہیں تھا اس لیے یہ لوگ ہر وقت قرآن اور حدیث کا علم حاصل کرتے رہتے تھے۔ انہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

س: شرعی بیعت سے کیا مراد ہے اسلام میں بیعت کن شرائط پر ہوتی ہے (پ: ۲۰۵، ۲۰۸)

اللہ تعالی نے سورۃ الممتحنہ آیت ۱۲ میں بیعت کا ذکر فرمایا ہے جس کے مطابق نبی ﷺ ان شرائط پر بیعت لیا کرتے تھے: (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنانا (۲) چوری نہیں کرنی (۳) زنا نہیں کرنا (۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کرنا (۵) دوسروں پر بہتان تراشی نہیں کرنی (۶) نبی ﷺ کی ہر معروف بات ماننی ہے۔ (۷) اس کے علاوہ سورۃ الاحزاب آیت ۲۳ میں ایک شرط اور بھی ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے، یہ شرط صرف مردوں کے لیے ہوتی ہے۔

س: سماع سے کیا مراد ہے، اسلامی روحانیت میں سماع کے آداب بیان کریں

یہ حقیقت ہے کہ ایک خوبصورت مذہبی ماحول کا نظارہ انسانی نفسیات پر ایک زبردست روحانی اثر پیدا کراتا ہے، لیکن اکثر انسانی دل مناظر کی بجائے آواز سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ قرآن کریم کی تلاوت سن کر بے ساختہ سجدے میں گر گئے تھے اور اس کے علاوہ بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ لوگوں نے صرف قرآن کریم کی تلاوت سن کر اسلام قبول کر لیا۔ اس حوالے سے سب سے اہم طریقہ یہ ہے کہ خوبصورت قراء کرام کی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کو بار بار سنا جاتا ہے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کو سننا بھی بہت ضروری ہے اور یہ خود نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں "جو شخص غور سے اللہ کی کتاب کی ایک آیت سنتا ہے یہ اس کے لیے نور بن جاتا ہے" (**سنن دارمی**)۔ اسی طرح محدثین کرام کے ہاں حدیث کا سماع کیا جاتا ہے اور بعض اوقات انسان بحث و مباحثہ سے ایک بات نہیں سمجھ پاتا جو ایک خوبصورت طریقہ سے پیش کی گئی نعت میں سمجھ جاتا ہے بڑے بڑے دلائل کا انکار کر دینے والا انسان بعض اوقات ایک خوبصورت نعت کی سماعت سے مسلمان ہو جاتا ہے اسی طرح اسلامی تاریخ میں جہاد پر ابھارنے کے لیے بھی جنگ کے وقت جنگی اور قومی گیت سنائے جاتے تھے، تاکہ جہاد میں سستی ختم ہو جائے۔

اسلامی روحانیت میں سماع کے آداب میں بہت اہم باتیں شامل ہیں۔ کلام میں کوئی غیر شرعی بات نہ کی گئی ہو، الفاظ کو رقص و سرور کے ساتھ یا اس انداز میں نہ پیش کیا جائے، اس بات کا خصوصی خیال رکھا جائے کہ کلام میں کوئی شرکیہ بات شامل نہ ہو صرف اسی وقت سماع کیا جائے جب نماز کا وقت نہ ہو، اگر سماع کے دوران نماز کا وقت آ جائے تو فوری طور پر سماع کو روک کر فرض نماز ادا کی جائے۔ اسلامی روحانیت میں فرائض پر کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جاتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: حقیقی اور جعلی روحانیت میں کیا فرق ہے، اس کی پہچان کیسے ممکن ہو سکتی ہے (پ: ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۹)

تصوف کا خفیہ اشیاء کے بارے میں جاننے، شعبدہ بازی اور پراسرار نفسیاتی ذرائع استعمال کر کے دوسروں کو مرغوب کرنے کا نام نہیں ہے۔ نہ ہی ترک دنیا، نفس کشی اور تنہائی میں گوشہ نشینی کا تصوف سے کوئی تعلق ہے۔ نہ ہی تصوف کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں غیر قرآنی عقائد رکھنے کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ حقیقی تصوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص کا نام ہے اور حقیقی تصوف ریاکاری سے بچنے کا نام ہے۔

حقیقی روحانیت (حقیقی پیر)	جعلی روحانیت (جعلی پیر، جعلی بابے)
اللہ پر ایمان اور بڑے گناہوں سے پرہیز	جعلی پیر نشہ آور چیزیں اور بے حیائی کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں
نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی پابندی	نماز روزے کی پابندی نہیں کرتے
بال کاٹنا، طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھنا	طہارت اور صفائی کا کوئی خیال نہیں رکھتے
کرامات کے دعوے نہیں کرتے، ان کا اصل ہتھیار دعا ہوتا ہے	شعبدہ بازی کے ذریعے بہت سی جعلی کرامات کے دعوے کرتے رہتے ہیں، جادو ٹونے تعویز گھنڈے کا سہارا لیتے ہیں
غیر شرعی بیعت نہیں لیتے	بیعت میں غیر شرعی الفاظ بھی شامل کر لیتے ہیں
کسی قسم کی طاقتوں کے دعوی دار نہیں ہوتے	نرینہ اولاد، کامیابی اور پسند کی شادی کی شرطیہ ضمانت کے دعوی کرتے ہیں
سنت کے مطابق ہدایات دیتے ہیں، بدشگونی نہیں لیتے	یہ اندھی تقلید کا مطالبہ کرتے ہیں اور جاہلانہ رسم و رواج کی بات کرتے ہیں، بدشگونی کرتے ہیں

س: رہبانیت اور اسلامی روحانیت میں کیا فرق ہے

پہلے زمانے میں رہبانیت عیسائیوں کی روحانیت ہوا کرتی تھی، جس میں وہ لوگ اللہ کو یاد کرنے کے لیے تنہائی اختیار کرتے تھے اور دنیا چھوڑ کر جنگلوں میں چلے جاتے تھے اور اپنے والدین بیوی بچوں کے حقوق کا کوئی خیال نہیں کرتے تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں جریج راہب کے واقعہ میں لکھا ہوا ہے۔ جبکہ اسلامی روحانیت میں اس طریقہ سے دنیا چھوڑ دینا منع ہے۔ اسلام میں والدین، بیوی بچوں اور باقی تمام قریبی رشتوں کا خیال رکھنا بھی عبادت مانا جاتا ہے حتی کہ تمام ارکان اسلام میں بھی تنہائی کے بجائے اجتماعیت کا لازمی عنصر پایا جاتا ہے۔ جیسے مثلاً نماز باجماعت دن میں پانچ بار فرض کی گئی ہے۔ نماز جمعہ میں سب لوگوں کا ایک ساتھ دن جمع ہونا اور ایک ساتھ نماز ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے روزے سب مسلمان مل کر رکھتے اور افطار کرتے ہیں، رمضان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد عید ہوتی ہے اور عید کو تمام مردوں عورتوں کو مل کر عید گاہ میں آنا ہوتا ہے۔ روحانیت کے حصول کے لیے یہ تمام امور اسلام میں ضروری ہیں۔ اسی طرح حج کے موقعہ پر پوری دنیا کے مسلمان ایک ساتھ ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں۔

س: برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغی خدمات مختصر بیان کریں (پ: ۲۰۸الف)

محمد بن قاسم نے ۷۱۲ء یعنی صحابہ کرام کے زمانے میں ہی سندھ سے ملتان تک اسلام متعارف کروادیا تھا۔ تاہم شمالی علاقوں میں باقاعدہ اسلام کی اشاعت ۹۹۷ء کے بعد سلطان محمود غزنوی کے آنے کے بعد ہوئی۔ سلسلۂ نقشبندیہ حضرت ابو بکرؓ صدیق سے جاملتا ہے اور سلسلۂ اویسیہ اور سہروردیہ حضرت علیؓ تک جاتا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے بعد یہ تمام سلسلے برصغیر میں آئے اور اسی عظیم سلطان نے پشاور لاہور دہلی سے گجرات تک اسلام متعارف کروایا اور اپنے ساتھ علمائے کرام اور صوفیائے کرام کو لائے۔ محمود غزنوی باقی ترک بادشاہوں کی طرح علمائے کرام اور صوفیائے کرام کی بہت عزت کرتے تھے اور انہیں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ محمود غزنوی کے زمانے میں ہی حضرت علی ہجویری لاہور تشریف لائے اور انہی کے ذریعے لاہور میں اسلام آیا محمود غزنوی نے اپنے تمام مفتوحہ علاقوں میں اسلام پھیلایا اس کے بعد تصوف کے بہت سے سلسلوں نے برصغیر کے مختلف حصوں میں اسلام پھیلایا۔ کشمیر مکمل طور پر ہندو پنڈتوں کا علاقہ تھا، یہاں کے پنڈت اور راجاؤں کی پورے برصغیر میں عزت کی جاتی تھی، جیسے مثلاً راجادہر بھی کشمیری تھا۔ ہندوؤں کا یہ مذہبی اور سیاسی مرکز اللہ کی مہربانی سے سلسلہ سہروردیہ کی محنت سے یہ علاقہ اسلام کا گہوارہ بن گیا۔

س: وحدت الوجود اور وحدت الشہود سے کیا مراد ہے (پ: ۲۱۱، ۲۱۲)

وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی مختلف مذاہب میں مختلف تعریفیں کی گئی ہیں لیکن ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود، دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف الفاظ کا فرق ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق ان دونوں اصطلاحات سے مراد اللہ اور اس کے بندے کے درمیان یہ تعلق ہے جو اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس نے مجھے لڑائی کی دعوت دی اور ایک بندہ فرائض کے بعد زیادہ نوافل کے ذریعہ سے ہی مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتی کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر میرا بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کر دیتا ہوں، اگر مجھ سے پناہ مانگے تو جو میں اس مومن سے ہٹانا چاہتا ہوں ہٹا دیتا ہوں" (**صحیح البخاری**)۔ یعنی پھر وہ کوئی غلط بات نہیں سنتا، پھر وہ کوئی ناجائز چیز نہیں دیکھتا، پھر وہ کوئی ناجائز کام نہیں کرتا، پھر وہ کسی ناجائز کام پر نہیں جاتا، ایسی صورت حال میں، جب انسان اپنے اندر گناہوں کے خلاف قوت مدافعت قائم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جو بھی دعا چاہتے ہیں ضرور قبول کرتے ہیں۔ یعنی ان اولیائے کرام کا اصل ہتھیار دعا ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایک بندہ اپنے رب کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رضا کے لیے اس قدر اعلیٰ کام کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو اپنی طرف سے بیان کرتے ہیں، جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اے نبی ﷺ آپ نے غزوۂ بدر میں کافروں کو پتھر نہیں مارا بلکہ وہ اللہ نے مارا جب آپ ﷺ نے ان کو مارا **(سورۃ الانفال)**۔ یہ انسانی عمل کی قبولیت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ اسلام میں ان اصطلاحات کا ایسا کوئی بھی مفہوم قابل قبول نہیں جس میں انسان اور اللہ کے درمیان فرق کو ختم کرنا مراد ہو کیونکہ ایسا مفہوم اسلام میں شرک سمجھا جاتا ہے عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی ترقی کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں رہا۔ اسلام میں یہ دعوی شرک سمجھا جاتا ہے، اسلامی تعلیمات میں بندے کی رب کے ساتھ یکجائی کا تصور شرک سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب معراج پر گئے تو اس انتہا درجہ کی روحانی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''پھر قریب ہوئے اور مزید آگے بڑھے، تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم (سورۃ النجم آیت ۸،۹)۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ اس اعلیٰ ترین روحانی کیفیت میں بھی خالق و مخلوق کی الگ الگ حیثیت رہی ہے اور ان کے درمیان فاصلہ برقرار رکھا گیا ہے۔ اس اسلام کسی بھی ایسے تصور کو قبول نہیں کرتا جس میں خالق و مخلوق کی الگ الگ حیثیت برقرار نہ رکھا جائے۔ یعنی حلول اور اوتار کے تمام تصورات اسلام میں شرک سمجھے جاتے ہیں۔

س: صوفیائے کرام کے معمولات، خصوصی عبادت اور اذکار بیان کریں (پ: ۲۱۶، ۲۱۷)

(۱) **کم کھانا:** روزے رکھنا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، مومن ایک آنت کھاتا ہے، کافر سات آنت۔ قرآن کریم میں کافروں کے بارے میں آیا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح کھاتے رہتے ہیں۔ دنیا بھر میں زیادہ تر بیماریاں زیادہ کھانے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ صوفیائے کرام زیادہ تر **روزے** سے ہوتے ہیں۔

(۲) **کم سونا:** یعنی **تہجد** کا خیال رکھنا، تہجد سے انسانی صلاحیتیں کئی درجہ بڑھ جاتی ہیں، انسان اچھے سے تمام زندگی کے کام انجام دے پاتا ہے، اگر کوئی حکمران ہے تو اس کے لیے تہجد اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے، کیونکہ اس سے انسان کی قوت فیصلہ کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔

(۳) فضول مجالس سے پرہیز کرنا اور کم ملنا: یہ سچ ہے کہ اسلام میں رہبانیت سختی سے منع ہے۔ تمام اسلامی عبادات اجتماعیت پر قائم ہوتی ہیں۔ اسلام میں اجتماعیت اور شادی کو لازمی اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات غیر ضروری اجتماعیت بعض گناہوں کو بھی لے آتی ہے اس لیے غیبت، چغلی اور فضول دنیاوی مجالس میں کم شامل ہونا بھی ضروری ہے، اور ہمیشہ ذکر و اذکار میں مصروف رہنا بہت اچھی بات ہے۔ اس طرح انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور خوشی غمی کو بھی سادگی سے گزرانا مثلاً نکاح میں بس چار لوگ جائیں اور شادی کر کے آجائیں۔ اس طریقہ سے آسانی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے لیے آسانی پسند کرتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۴) فضول باتوں کی بجائے **کم بولنا** : ذکر میں مصروف رہنا، دوسروں کے مسائل توجہ سے سننا، ان باتیں سن لینا لیکن خود زیادہ گفتگو نہ کرتے رہنا۔ نبی اکرم ﷺ نے فضول گفتگو سے اور زیادہ کثرت سے سوالات کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایاکم قیل و قال و کثرت سوال۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اللہ کے نیک بندے جاہل لوگوں سے گفتگو نہیں کرتے بلکہ سلام کر کے جلدی سے چلے جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بہت سے لوگ زبان کی وجہ سے اندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

(۵) فضول خرچی سے پرہیز کرنا: کنجوسی کی اسلام میں سختی سے ممانعت ہے لیکن فضول کاموں میں خرچ کرنا بھی بہت بری بات ہے، کیونکہ قرآن کریم کے مطابق فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں **(سورۃ الاسراء)**۔ صرف ضروری کاموں کے لیے خرچ کرنا اور باقی سب دوسروں کو دے دینا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ جو ضرورت سے بچ جائے وہ جمع نہ کریں بلکہ اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیں۔

(۶) بغیر کسی وسیلوں کے براہِ راست اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی وسیلے سے دعا مانگنا: ذکر اور دعا کے بارے میں تین طریقے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے نام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (۳) تیسرے طریقے کے مطابق بالکل بغیر کی وسیلے کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس سے دعائیں مانگنا۔

صوفیائے کرام کے مطابق ان طریقوں سے ایک انسان میں زیادہ سے زیادہ گناہوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے یعنی تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ صوفیائے کرام اپنے ان معمولات کی تائید میں احادیث سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ صوفیائے کرام فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل بھی کثرت سے ادا کرتے ہیں مہینے میں تین روزے رکھتے ہیں، یا ہفتے میں دو روزے رکھتے ہیں اور ہر نماز کے بعد طے شدہ ذکر کرتے ہیں۔ ان مخصوص اذکار میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح، استغفار، درود و سلام، آیت کریمہ، صبح شام کے مسنون اذکار شامل ہیں۔ صوفیائے کرام تہجد کی بھی پابندی کرتے ہیں۔ صوفیائے کرام اپنی ضرورت سے زیادہ سب مال غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ایک آدمی کو جنت میں جانے کے لیے اگرچہ صرف فرائض ہی کافی ہوتے ہیں لیکن صوفیائے کرام اپنی تبلیغی ضروریات کی وجہ سے اپنی خوشی سے چند اعمال زیادہ کرتے ہیں، اور یہ زیادہ اعمال بھی قرآن و سنت سے ثابت شدہ ہی ہوتے ہیں۔

نوٹ: اس باب کے باقی سوالات ملتے جلتے موضوعات کی وجہ سے دوسرے ابواب کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۷: اسلام کا اخلاقی نظام

س: کبیرہ گناہوں کی اقسام بیان کریں، قرآن کریم کے مطابق اخلاقی گناہ کون کون سے ہیں (پ: ۲۳۴ سے ۲۳۶)

کبیرہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) عدالتی گناہ: اس میں تعزیرات، قصاص دیت اور حدود اللہ شامل ہوتے ہیں (۲) غیر عدالتی گناہ، ان کو اخلاقی گناہ بھی کہتے ہیں۔ اخلاقی گناہ یعنی غیر عدالتی گناہ اگرچہ بہت بڑے اور خطرناک ہو سکتے ہیں لیکن اسلامی حکومت ان کو عام طور پر عدالتی طریقوں سے نہیں روکتی، کیونکہ قرآن کریم میں ان گناہوں کی عدالتی سزائیں مقرر نہیں کیں قرآن کریم میں ذکر کیے گئے بعض غیر عدالتی گناہ یہ ہیں: (۱) حسد (۲) احسان جتانا (۳) فضول خرچی کرنا، فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں (۴) عقل سے کام نہ لینا (۵) کنجوسی کرنا (۶) بدگمانی کرنا (۷) برے القاب سے پکارنا (۸) بزدلی (۹) بغض (۱۰) غیر اللہ پر بھروسا اور امیدیں (۱۱) بیہودہ باتیں (۱۲) تکبر (۱۳) جھوٹ (۱۴) چغلی (۱۵) غیبت (۱۶) دھوکہ (۱۷) خواہش پرستی (۱۸) ریاکاری (۱۹) بدگمانی (۲۰) طعنہ دینے (۲۱) مزاق اڑانا (۲۲) مکاری کرنا (۲۳) جاسوسی کرنا (۲۴) وعدہ خلافی کرنا اور (۲۵) ہمسائیوں اور ساتھ بیٹھے لوگوں کے حقوق کا خیال نہ رکھنا۔

نوٹ: اس باب کے باقی سوالات ملتے جلتے موضوعات کی وجہ سے دوسرے ابواب کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب۸: اسلام کا سیاسی نظام

سیاست کا معنی ہے حکومت بنانا اور حکومت کرنا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سیاست دنیاوی کام ہے، نیک لوگوں کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اسلام میں ایسا نہیں۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے انبیائے کرام کا ذکر ہے جو لوگوں میں حکومت بھی کرتے رہے ہیں۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور پیارے نبی حضرت محمد ﷺ ان تمام انبیائے کرام نے حکومت چلائی۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں بعض ایسے نیک بادشاہوں کا بھی ذکر ہے جو نبی نہیں تھے۔ جیسے ذوالقرنین اور طالوت بادشاہ **(پ: ۲۷۳)**۔

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ حکومت کا چناؤ کیسے کیا جائے: قرآن کریم میں طالوت بادشاہ کو بادشاہ بنانے کا واقعہ ذکر ہے۔ ایک ذات برادری اور خاندانی طور پر کمزور اور مالی طور پر غریب انسان کو صرف ذاتی علم اور قوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بادشاہ بنایا۔ یعنی حکومت کے لیے ایک آدمی مقرر کرنے کا معیار مال و دولت سَعَةً مِنَ الْمَالِ ، قومیت خاندان، نسل یا مقرر کردہ باری وغیرہ نہیں ہے بلکہ حکمران مقرر کرنے کا معیار فتنہ و فساد سے آگاہی کا علم اور اس کو روکنے کی طاقت کا ہونا ہے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔

س: اسلامی تصور قومیت اور اسلام کی عالمگیریت سے کیا مراد ہے (پ: ۲۵۹ سے ۲۶۵)

دنیا میں مختلف قومی تصورات ہیں، بعض لوگ مشترکہ معاشی مفاد پر ایک قوم کھڑی کر لیتے ہیں، بعض لوگ مشترکہ نسلی بنیاد پر، بعض لوگ مشترکہ لسانی بنیاد پر، بعض مشترکہ وطن کی بنیاد پر، بعض لوگ مشترکہ رنگ کی بنیاد پر اور بعض لوگ مشترکہ دشمن کی بنیاد پر ایک قوم بنا لیتے ہیں۔ قوم کے یہ تمام تصورات بہت محدود ہوتے ہیں جو انسان کے لیے ایک خود ساختہ مجبوری بنا دیتے ہیں۔ اسلام میں ان تمام تصورات کی بنیاد پر قائم ہونے والے مصنوعی قومی تصورات کی گنجائش نہیں ہے اسلام قوم کے لیے ایک عالم گیر پائدار بین الاقوامی تصور پیش کرتا ہے اسلام کے مطابق جو انسان کلمہ پڑھ لے وہ مسلمان قوم میں شامل ہو جاتا ہے چاہیے اس کا تعلق کسی بھی معاشی معاشرتی نسلی یا لسانی گروہ سے ہو، یعنی اسلامی تصور قومیت میں غیر ملکیوں کو اپنی قوم میں جذب کرنا بہت آسان ہے، جس کی وجہ سے جنگ یا بغاوت کے خطرات بہت کم ہو جاتے ہیں۔ اس طریقہ سے کوئی بھی انسان اپنی مرضی سے مسلم قوم کو اختیار کر سکتا ہے۔

پیارے نبی ﷺ تمام دنیا کے تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا **(سورۃ سبأ: آیت ۲۸)**۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر تمہارے اوپر کوئی چھوٹے سر والا حبشی غلام بھی حکمران مقرر کر دیا جائے پھر بھی تم اس کی فرمانبرداری ضرور کرو'' **(صحیح بخاری)**۔ یعنی اسلام کسی بھی ایک

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نسل یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے کوئی بھی نسل علاقے کے لوگ تمام تر ذمہ داریاں حتیٰ کہ حکومتی ذمہ داریاں بھی اٹھا سکتے ہیں۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں خلافت یا حکمرانی صرف ایک قبیلہ یا خاندان کا حق ہے، اگر ایسا ہوتا تو اسلام ایک مخصوص نسل میں محدود ہو کر رہ جاتا۔ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ قرآن کریم نے رنگ نسل علاقہ اور فطرت کے دوسرے تمام ظاہری اور ضروری عوامل کی بنا پر برتری یا فضیلت کے تمام امکانات کو مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے اور واحد بزرگی کا معیار تقویٰ کو قرار دیا ہے اسی طرح خود پیارے نبی ﷺ نے ہر نسل اور قبیلے کے لوگوں کو حکومت دی ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں غیر موجودگی کی صورت میں بعض مختلف اوقات میں بنو کنانہ، قریش، انصار، اور دوسرے عرب قبائل کو اپنا نائب بنایا ہے۔ اور حتیٰ کہ ایک بار جب پیارے نبی ﷺ حج کے لیے مدینہ چھوڑ کر مکہ آئے تو آپ ﷺ نے مدینہ میں اپنا نائب نابینا حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کو مقرر کر دیا۔ اسی طرح پیارے نبی ﷺ نے عمان کے دو مشترکہ حکمران بھائیوں، جیفر اور عبد کو خط لکھا کہ اگر آپ دونوں اسلام قبول کر لیتے ہیں تو آپ دنوں کی حکومت اسی طرح برقرار رکھی جائے گی، لیکن اگر آپ دنوں اسلام قبول نہیں کرتے تو آپ دونوں کی حکومت ختم کر دی جائے گی۔

اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے خلفائے راشدین کی حکومت ہے جو چاروں مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر بنو امیہ کی حکومت ہے پھر بنو عباس کے حکومت ہے، اس کے بعد خلافت قریش سے نکل کر ترکوں، مغلوں اور دوسری غیر عرب اقوام کے پاس آجاتی ہے۔ حتیٰ کہ اسلامی تاریخ میں خاندانِ غلاماں، اور سلطنت مملوک کے نام سے غلاموں کی حکومتیں بھی رہی ہے۔ اس طرح پیارے نبی ﷺ کے اس فرمان کا بھی پتا چلتا ہے کہ ''اگر تمہارے اوپر کوئی چھوٹے سر والا حبشی غلام بھی حکمران مقرر کر دیا جائے پھر بھی تم اس کی فرمانبرداری ضرور کرو'' (**صحیح بخاری**)۔

س: اسلام کی خارجہ اور داخلہ حکمتِ عملی بیان کریں (پ: ۲۸۶ سے ۲۹۹)

سب سے پہلے مسلمانوں نے خارجہ حکمت عملی کو سیاست کے بجائے قانونی بنیادوں پر 'سیر' کے عنوان سے مرتب کیا ہے دنیا کی تمام قومیں صرف اپنے مفاد کے لیے قانون سازی کرتی ہیں اور غیر اقوام کے ساتھ قانونی طریقوں کی بجائے مصنوعی سیاست کے ذریعے بات چیت کی جاتی ہے۔ مثلاً یہودی قانون تھا کہ ''خدا نے عمالقہ یعنی فلسطینی عربوں کا خاتمہ ضروری قرار دیا ہے البتہ باقی تمام دنیا کی اقوام یہودیوں کے غلاموں کی حیثیت سے رہ سکتی ہیں''۔ ۱۸۵۶ء تک اہل مغرب میں بین الاقوامی قانون کا اطلاق صرف عیسائیوں پر ہوتا تھا، اور اس کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو مذہب قرار دے کر تمام حقوق حاصل کر کھے ہیں اور باقی تمام اقوام کو غیر مذہب کے زمرے میں ڈالا ہوا ہے قدیم ہندوؤں میں ذات پات کی ظالمانہ تقسیم پائی جاتی تھی یہی حال یونانی مشرکوں کا تھا جیسا کہ ارسطو نے کہا ہے کہ غیر اقوام کا مقدر یونانیوں کی غلامی کرنا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے مسلمانوں نے جنگ اور امن میں غیر مسلموں کے حقوق تسلیم کیے ہیں جس کی سب سے بڑی مثال میثاق مدینہ ہے قرآن کریم نے تمام معاہدوں کی پاسداری کا سختی سے حکم دیا ہے۔ فقہائے کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر ایک غیر مسلم دوسرے ملک سے ہمارے ملک میں اجازت لے کر آتا ہے اور اسی دوران اس ملک سے ہماری جنگ ہو جاتی ہے پھر بھی اس غیر ملکی کی حفاظت کی جائے گی۔

اسلام میں عین حالت جنگ میں بھی دشمن کی عورتوں بچوں بوڑھوں اور ایسے تمام لوگوں کو جو جنگی مہمات میں شریک نہیں ہوتے ان کو مارنے کی اجازت نہیں ہوتی اسی طرح غیر مسلموں کے عبادت خانوں کی پامالی بھی اسلام میں منع ہے۔ قرآن کریم میں قیدیوں کے ساتھ اچھے سلوک کی باقاعدہ تعلیم دی گئی ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر تمام لوگوں کو آزاد کر دیا تھا۔ سورۃ التوبہ کے مطابق اگر کسی غیر مسلم نے مسلمانوں سے پناہ لی ہے تو اس پناہ کو ہر صورت نبھانا ہوتا ہے۔

س: خلافتِ اسلامیہ میں اقتدار کی منتقلی کا اسلامی طریقۂ کار بیان کریں (پ: ۲۷۳، ۲۷۴)

خلیفہ کی تقرری:

دنیا کا عام دستور یہی ہے کہ مذہبی اور سیاسی عہدے نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں۔ بادشاہوں کی اولاد میں ہی ہمیشہ بادشاہ ہوتے ہیں، حتی کہ جمہوری ممالک میں بھی سیاست دانوں کی اولاد ہی سیاست دان ہوتے ہیں چاہے ان میں اہلیت ہو یا نہ ہو۔ سیاست ہمیشہ مخصوص خاندانوں کے اندر ہی گردش کرتی رہتی ہے۔ یہ لوگ حکومت کو خاندانی جاگیر سمجھتے ہیں کہ بیٹے میں کوئی صلاحیت ہو نہ یا ہو وہ اپنے آپ کو پیدائشی طور پر حکومت کا مستحق سمجھتا ہے۔ اور باقی سب عوام کو اپنا غلام سمجھتا ہے۔ اسی طرح بعض ایسے مذاہب ہیں جو نسل پرستی پر یقین رکھتے ہیں جو اپنے پاس موجود تعلیمات کو صرف اپنے خاندانوں تک محدود رکھتے ہیں مثلاً یہودی اور ہندو اپنے سوا دوسری قوموں کو اپنے سے گھٹیا اور کم تر سمجھنے کی وجہ سے تبلیغ نہیں کرتے۔ بہت سے خاندانی مذاہب میں مذہبی عہدے نسلی طریقے سے منتقل ہوتے ہیں چاہے آنے والی نسلوں میں کسی بھی قسم کی کوئی صلاحیت اور اہلیت نہ ہو۔ مثلاً قادیانی مذہب میں مرزا غلام احمد کی اولاد میں ہی ابھی تک تمام خلیفہ چلے آ رہے ہیں۔ یہ لوگ مذہب کو خاندانی جاگیر سمجھتے ہیں کہ بیٹے میں کوئی صلاحیت ہو نہ یا ہو وہ اپنے آپ کو پیدائشی طور پر ہی خلافت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ابن خلدون کے مشہور نظریہ کے مطابق انسانی صلاحیتیں چوتھی نسلی پیڑھی میں آتے آتے بالکل تھک جاتی ہیں یہی چیز ان قوموں کے زوال کی وجہ بن جاتی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ خوش قسمتی سے اسلام زوال کے اس خود کار نسلی نظریے سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ اسلام میں ہر نسل و قوم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ خوش قسمتی سے اسلام میں عہدوں کی نسل در نسل منتقلی کے اس طریقے پر یقین نہیں کیا جاتا۔ صحابہ کرام جب ظالم بادشاہوں کے ممالک فتح کرنے جاتے تھے تو وہاں یہ اعلان کرتے تھے کہ ہم لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر لوگوں کے رب کی غلامی میں دینے کے لیے آئے ہیں۔ اسلام میں مذہبی اور سیاسی عہدے نسلی خاندانی بنیادوں پر نہیں منتقل ہوتے، اسی طرح اسلام میں عہدوں کی تقسیم میں اقرباء پروری بھی منع ہے۔ اسلام کوئی خاندانی مذہب نہیں بلکہ یہ ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عالمگیر مذہب ہے یہ کسی ایک خاندان کی ذاتی جاگیر نہیں ہے، اسلام میں اہلیت اور صلاحیت اور تقوی کے اعلی معیار کو عہدوں کی منتقلی میں اہم اور بنیادی دلیل مانا جاتا ہے۔ اسلام میں کسی بھی عہدے کو موروثی طور پر منتقل نہیں کیا جاتا بلکہ صلاحیت اور تجربے کی بنیاد پر بہترین کا چناؤ کیا جاتا ہے بیشک وہ کسی بھی قبیلے یا خاندان سے ہو۔ اسلام پر تمام قوموں کا ایک ہی جتنا حق ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں عام بلکہ تمام مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ وہ متقین کے امام بنیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: **کسی عربی کو عجمی پر کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوی کی بنیاد پر تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے تھے۔** خلفائے راشدین کی تقرری میں ایک بہت ہی بنیادی بات مشترک تھی کہ سب کو ہی **بدری مجاہدین اور مہاجرین اور انصار کے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ نے چنا تھا۔** یہ خود بھی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے مہاجرین میں شامل تھے یہ وہ لوگ تھے جن کو قرآن کریم نے معیار حق قرار دیا ہے اور ان کو خلیفہ بنانے والے بھی وہی لوگ تھے جن کو قرآن کریم نے معیار حق قرار دیا ہے۔ خلیفہ مقرر کرنے کا معیار مال و دولت سَعَةً مِنَ الْمَالِ ، قومیت نسل یا مقرر کردہ باری وغیرہ نہیں ہے بلکہ امیر مقرر کرنے کا معیار فتنہ و فساد سے آگاہی کا علم اور اس کو روکنے کی طاقت کا ہونا ہے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ خلفائے راشدین کی تقرری کے طریقۂ کار میں تھوڑا بہت فرق تھا جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکرؓ **(نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی اور فضیلت اور تقوی کا اعلی معیار)**: حضرت ابو بکرؓ واحد صحابی ہیں جو پیارے نبی ﷺ کے ساتھ غار میں تھے اور ان کو قرآن کریم نے ثانی اثنین کا لقب عطا کیا ہے **(سورۃ التوبہ آیت ۴۰)**۔ ان کو پیارے نبی ﷺ نے حج اکبر کا امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ یہ وہ واحد صحابی تھے جن کو پیارے نبی ﷺ نے اپنی بیماری کے وقت اپنی جگہ مسجد نبوی میں **امام** مقرر کرنے کے لیے لشکر اسامہ سے واپس بلا لیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ پیارے نبی ﷺ کی بیماری کے آخری دنوں میں مسلمانوں کی امامت کرواتے تھے۔ محدثین کے ہاں حضرت ابو بکرؓ کے خلافت کی یہ بہت بڑی دلیل ہے۔ نبی ﷺ نے کسی کے لیے بھی خلافت کی وصیت تحریر نہیں فرمائی تھی لیکن حضرت ابو بکرؓ صدیق کے لیے یہ پیش گوئی ضرور فرمائی تھی کہ یہی میرے خلیفہ بنیں گے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کے نبی ﷺ نے اپنی بیماری میں مجھ سے کہا کہ اپنے والد کو میرے پاس لاؤ میں ان کے لیے وصیت لکھ دوں تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں خلافت کا زیادہ حق دار ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو، اللہ تعالی اور مومنین ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ نہیں بنائیں گے **ويأبى الله والمؤمنون إلا أبا بكر (صحیح مسلم)**۔ چنانچہ اصحاب بدر اور تمام مہاجرین و انصار نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔

۲۔ حضرت عمرؓ **(وصیت)**: حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بیماری میں حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ اصحاب بدر اور تمام مہاجرین و انصار نے حضرت عمرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے سیاسی عہدے کو مکمل طور پر تقوی اور صلاحیت کے اعلی معیار کی بنیاد پر منتقل کیا اور اس سلسلے میں کسی قسم کی اقرباء پروری سے کام نہیں لیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ حضرت عثمانؓ (**مجلسِ خلافت**): حضرت عمرؓ نے سیاسی عہدے کو مکمل طور پر تقوی اور صلاحیت کے اعلی معیار کی بنیاد پر منتقل کیا اور اس سلسلے میں کسی قسم کی اقرباء پروری سے کام نہیں لیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو خلافت سے دور رہنے کا حکم دیا تھا انہوں نے عہدوں کی موروثی جانشینی کے تصور کی مخالفت کرتے ہوئے عشرہ مبشرہ میں سے اپنے قریبی رشتہ دار کو نکال کر باقی چھ لوگوں پر مشتمل ایک عدالتی مجلس قائم کی اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ کے نبی ﷺ ہمیشہ راضی رہے ہیں یہ اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنالیں۔ ان چھ لوگوں کے نام عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، طلحہؓ بن عبید اللہ، زبیرؓ بن عوام، سعدؓ بن ابی وقاص اور عبد الرحمانؓ بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں حضرت عمرؓ نے ان چھ لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے میں ایک آدمی کو تین دن کے اندر اندر خلیفہ چن لیں، حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف نے حضرت علیؓ اور باقی اراکین شوری کے مشورے سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ چنانچہ اصحاب بدر اور تمام مہاجرین وانصار نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی تھی۔

۴۔ حضرت علیؓ (اصحاب بدر اور مہاجرین وانصار کی بیعت): حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہا، حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ اختیار صرف اصحاب بدر کے پاس ہے، وہ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں، چنانچہ اصحاب بدر اور کچھ مہاجرین وانصار نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی تھی لیکن بعض باقی مہاجرین وانصار نے خلیفہ حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے انتقام تک بطور احتجاجاً نئے خلیفہ حضرت علیؓ سے بیعت نہیں کی، یہ احتجاج بڑھتا گیا حتی کہ اسلامی حکومت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ احتجاجی مظاہرین کا یہ مطالبہ تھا کہ پہلے قاتلین عثمانؓ کو کیفرِ کردار پر پہنچایا جائے، پھر ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ جبکہ حضرت علیؓ کا یہ استدلال تھا کہ پہلے آپ لوگ میری بیعت کریں پھر میں قاتلین عثمانؓ کو کیفرِ کردار پر پہنچاؤں گا۔

۵۔ حضرت امام حسنؓ (باب کے بعد باصلاحیت بیٹے کو خلافت کی منتقلی): حضرت امام علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام علیؓ کے بڑے بیٹے حضرت امام حسنؑ خلیفہ بن گئے۔ اہل کوفہ نے ان کی بیعت کر لی۔

۶۔ حضرت امیر معاویہؓ (خلیفہ کا کسی دوسرے باصلاحیت آدمی کے ہاتھ بیعت کر لینا، اور اپنی خلافت سے دست بردار ہو جانا): حضرت امام علیؓ کی شہادت کے وقت اسلامی حکومت دو حصوں میں تقسیم تھی۔ بہت سے علاقے خلیفۃ المسلمین حضرت امام حسنؓ کے پاس تھے اور باقی علاقے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تھے۔ نبی ﷺ نے بہت عرصہ پہلے ایک دن حضرت امام حسنؓ کے بارے میں ایک پیش گوئی ارشاد فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا ایک عظیم رہنما ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا (**صحیح البخاری**)۔ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اپنے تمام علاقے حضرت امیر معاویہؓ کو دے دیے (**سنن ابو داؤد**) جس کی وجہ سے اسلامی حکومت پھر سے ایک ہو گئی۔

۷۔ عدالتی فیصلہ: خلیفہ کا چناؤ عدالتی فیصلے کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان ہونے والے واقعہ تحکیم سے معلوم ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸۔ طاقت اور صلاحیت کا مظاہرہ کرنے والی فیصلہ کن جنگ: اگر خلیفہ کے چناؤ کے سب طریقے ناکام ہو جائیں تو ایک فیصلہ کن جنگ بھی ایک باصلاحیت خلیفہ کے چناؤ کا ذریعہ بن سکتی ہے، جیسا کہ بنو عباس کی خلافت ایک جنگ کے ذریعہ قائم ہوئی۔

نوٹ: بنو امیہ اور بنو عباس کی خلافتوں میں ولی عہدی کا نظام تھا، جس کے مطابق ایک خلیفہ اپنی خلافت کا حلف اٹھاتے ہی اپنے لیے ایک ولی عہد نامزد کر لیتا تھا یہ ولی عہد اس خلیفہ کے بعد خلافت کا حق دار سمجھا جاتا تھا لیکن جب خلافت غیر عربوں یعنی ترکوں میں چلی گئی تو ان میں یہ روایت برقرار نہ رہی۔ ترکوں یعنی سلجوقیوں، عثمانیوں اور مغلوں میں یہ قبائلی روایت تھی کہ بادشاہ کہ مرنے کے بعد شاہی تخت کا وارث بادشاہ کا بڑا بیٹا ہی ہو لیکن غیر فطری ہونے کی وجہ سے یہ روایات زیادہ دیر نہ چل پائی، چنانچہ بعض اوقات جانشینی کے لیے عدالتی جنگیں ہوتی تھی، اگر اس طریقے سے بھی فیصلہ نہ ہو پاتا تو پھر خلافت کے چناؤ کے لیے فیصلہ کن جنگیں بھی لڑی گئیں اور بعض اوقات نااہل یا باغی بھائیوں کو قتل کر کے خلافت کو حاصل کیا جاتا تھا۔

خلیفہ کی رخصتی:

۱۔ خلیفہ کی موت: خلفائے راشدین میں سے پہلے چار خلفائے کرام کی خلافت ان کی زندگی ساتھ ہی ختم ہوئی تھی۔

۲۔ خلیفہ کا کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ بیعت کر لینا، اور اپنی خلافت سے دست بردار ہو جانا: پانچوں خلیفۂ راشد حضرت امام حسن نے اپنی خلافت خود ہی حضرت امیر معاویہؓ کو دے دی تھی، وہ اپنی خلافت سے خود ہی دست بردار ہو گئے تھے۔

۳۔ بغاوت یا ایک فیصلہ کن جنگ: ایک برائے نام حکومت جو بالکل کمزور، بدعنوان اور سیاسی طور پر لاچار ہو جو دشمن کی طرف سے آنے والے کسی بھی خطرے کو ٹالنے کی قوت نہیں رکھتی بلکہ ہمیشہ مسلمانوں کے تحفظ میں ناکام رہتی ہے، ایسی حکومت کے خلاف بغاوت کر کے ایک مضبوط اور طاقتور حکومت قائم کرنا ضروری ہے جو مسلمانوں کے تمام مفادات کو یقینی بنانے کی مکمل طور پر صلاحیت رکھتی ہو۔ اگر بڑے بڑے علمائے کرام اور قانون دان لوگ کسی حکومت کو غیر مفید قرار دے دیں اور اس حکومت کے خلاف بغاوت قائم ہو جائے تو وہ خلافت ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے مثلاً بنو امیہ کے شاندار خلافت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنا مقام ختم کر بیٹھی اور اس کے خلاف ایک بغاوت ہوئی جس کے نتیجہ میں بنو عباس کی خلافت قائم ہو گئی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بنو عباس کی ایک اچھی خلافت بھی پہلی خلافتوں کے مقابلے میں زیادہ مؤثر نہیں رہی تھی۔

۴۔ عدالتی کاروائی: عدالت کسی خلیفہ کو معزول کر سکتی ہے اسلامی تاریخ میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

س: جمہوریت، خلافت اور بادشاہت کا تقابلی جائزہ پیش کریں (پ: ۲۷۳ سے ۲۸۵)

جمہوریت اسلامی طرز حکومت نہیں ہے، جبکہ خلافت اسلامی طرز حکومت ہے۔ بادشاہت بھی اسلام میں قابل قبول بلکہ بعض اوقات بہت اچھی سمجھی جاتا ہے خاص طور پر جب بادشاہ اللہ سے ڈرنے والا ہو قرآن کریم میں بہت سے ایسے انبیائے کرام کا ذکر ہے جو بادشاہ بھی تھے۔ بادشاہت میں احتجاج کو بغاوت سمجھا جاتا ہے جبکہ خلافت میں عوام **کو احتجاج کا حق** حاصل ہوتا ہے جیسا کہ تیسرے خلیفہ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے سامنے قاتلین عثمانؓ کے خلاف اپنا احتجاج پیش کیا تاکہ کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ نہ کہے کہ خلیفہ شہید ہو گئے اور کوئی بولا ہی نہیں۔ حضرت علیؑ نے حضرت عائشہؓ کے بات غور سے سنی اور ان سے کہا کہ میں قاتلین عثمانؓ کو ضرور سزا دوں گا۔ جس پر حضرت عائشہ واپس مدینہ چلی گئیں۔ حضرت علیؓ نے قاتلین عثمان کو جنگ نہروان میں کچل کر رکھ دیا۔

طرز حکمرانی	جمہوریت	خلافت	بادشاہت
چناؤ	عوامی مشاورت سے کسی بھی مشہور مال دار کا انتخاب جو عموماً نسل در نسل چلتا ہے	مجلس شوری یعنی علماء کی مشاورت سے سب سے زیادہ قابل اور نیک آدمی کا انتخاب، اہلیت کی بنیاد پر	نسل در نسل خاندانی منتقلی، بیشک اولاد نااہل ہی کیوں نہ ہو
مدت انتخاب	مقرر ہوتی ہے عموماً پانچ سال	تاحیات	تاحیات
معزولی	عوامی رائے سے	مجلس شوری اور عدالت کے فیصلے سے	ناممکن
اختیارات	ارکان اسمبلی پر منحصر	وسیع تر اسلامی اختیارات	وسیع تر اختیارات
قانون سازی کا اختیار	ارکان کی خواہشات کے مطابق قانون سازی	اللہ کے احکامات کے دائرے میں قانون سازی	عموماً بادشاہ کی خواہشات کے مطابق قانون سازی
جوابدہی	عوام اور عدالتوں کے سامنے	عوام اور عدالتوں کے سامنے	عموماً کسی کے سامنے بھی نہیں جوابدہ ہوتا
احتجاج کا حق	ہوتا ہے	ہوتا ہے	نہیں ہوتا

س: ڈاکٹر حمید اللہ نے عالمگیر خلافت کی بحالی کے لیے کیا تجویز پیش کی ہے (پ: ۲۷۵)

عالمگیر خلافت آج موجود نہیں ہے، حالانکہ مسلمانوں کو جہاد کے لیے ہمیشہ سے اس کی ضرورت رہی ہے اور مسلمان ہمیشہ اس کے خواہاں رہے ہیں ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق عالمگیر خلافت کی بحالی کے لیے مسلمانوں کو نبی ﷺ کے دور کی مثالوں کو اپنانا ہو گا، اور آپس کے شکوک و شبہات کو ختم کرنا ہو گا۔ اس کے لیے ایک خلافت کونسل بنائی جائے جس کے ارکان دنیا کے تمام مسلمان ملکوں کے سربراہ ہوں اور ایک رکن اس کونسل صدارت کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تین آدمی سفر پر ہوں تو وہ اپنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک کو اپنا امیر بنالیں۔ امیر مقرر کرنے کا معیار مال و دولت سَعَةً مِنَ الْمَالِ ، قومیت نسل یا مقرر کردہ باری وغیرہ نہیں ہے بلکہ امیر مقرر کرنے کا معیار فتنہ و فساد سے آگاہی کا علم اور اس کو روکنے کی طاقت کا ہونا ہے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ اس لیے مسلمانوں کا ایک ایسا ملک جو طاقتور ترین ہو جو ہری طاقت ہو اور بین الاقوامی طور پر خفیہ معلومات اور سیاسی منصوبہ بندی میں مہارت رکھتا ہو، اس کو باقی تمام مسلم ممالک اپنا امیر بنالیں اور پھر اس کی بین الاقوامی امور میں بات مانی جائے۔ مسلمان ملکوں پر غیر مسلم ممالک کی پابندیوں کا اس سے بہتر شاید کوئی حل نہیں ہو سکتا۔ آج ہندو کشمیر میں ظلم کرتے ہیں، اسرائیل، جو کہ بغیر کسی مذہبی یا دنیاوی دلیل کے، طاقت کے بل بوتے پر قائم ایک ناجائز ظالمانہ ریاست ہے، وہ فلسطین میں ظلم کرتی ہے تو سب مسلم ممالک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں کہ کون جواب دے گا، ایسی صورت میں ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے جو جہاد کا اعلان کرے۔ غیر مسلموں نے عالمی سطح پر اپنا ایک امیر یعنی امریکہ مقرر کیا ہوا ہے، انہوں نے پوری دنیا میں، شام میں عراق میں، افغانستان میں، کسی قسم کا فتنہ فساد مچانا ہوتا ہے تو وہ اسی کی سربراہی میں آتے ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق مسلمانوں نے اگر اپنا مشترکہ متفقہ امیر مقرر نہ کیا تو زمین سے یہ سب فتنہ اور فساد ختم نہیں ہو سکتا (**سورۃ الانفال: ۷۳**)۔

نوٹ: اس باب کے باقی سوالات ملتے جلتے موضوعات کی وجہ سے دوسرے ابواب کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۹: اسلام کا عدالتی نظام

اسلامی عدالتی نظام کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں غیر مسلم قوانین کی طرح جرمانے نہیں ہوتے جو امیر غریب کا فرق پیدا کرتے ہیں مالی جرمانے دراصل کیتھولک کلیسا کی ایجاد ہیں جو امیروں کو رقم کے عوض گناہ فروخت کرتے تھے، جس کی وجہ سے امیروں کو گناہ کرنے کی بہت چھوٹ مل جاتی تھی۔ اسلام میں گناہ کی ایسی سزا دی جاتی ہے جو امیر و غریب دنوں کو ایک ہی طریقے سے گناہ سے روکنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

س: شریعت سے کیا مراد ہے اسلامی شریعت کے بنیادی اور ثانوی ماخذ بیان کریں (پ: ۳۱۷ سے ۳۲۰)

شریعت اسلامی عدالتی نظام کو کہتے ہی۔ اس کے بنیادی اور ثانوی ماخذ یہ ہیں۔

بنیادی ماخذ	**قرآن کریم:** شریعت کا سب سے پہلا ماخذ اور دلیل قرآن حکیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری الہامی کتاب ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات پر عمل کرنا دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ یہ ایک مکمل اور جامع کتابِ ہدایت ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے لئے رہنمائی عطا کی گئی ہے۔ ایک مجتہد یا عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام معاملات کو قرآن حکیم کے بیان کردہ بنیادی تعلیمات اور اصولوں کے ذریعے حل کرے۔ مثلاً چور اور غیر شادی شدہ زانی کی سزا قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے۔ **حدیث الشریف:** یا سنت النبوی ﷺ یہ قرآنِ حکیم کے بعد اسلامی شریعت کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ سنت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کرامؓ کے فرامین، اعمال اور ان کی دی ہوئی اجازت پر ہوتا ہے۔ سنت النبوی ﷺ یا حدیث الشریف کی مشہور کتابیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن اَبی داود، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، مسند احمد، اور موطا مالک ہیں۔ ایک مجتہد یا فقیہہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام معاملات کو حدیث شریف کے بیان کردہ بنیادی تعلیمات اور اصولوں کے ذریعے حل کرے۔ مثلاً شرابی اور شادی شدہ زانی کی سزا حدیث شریف میں لکھی ہوئی ہے۔
ثانوی ماخذ (اجتہاد)	**اجماع:** کسی زمانے میں اُمت محمدیہ کے علمائے کرام کی رائے کا کسی شرعی معاملے پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔ اجماع قرآن و سنت سے رہنمائی لے کر کیا جاتا ہے اور جب اجماع کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ مضبوط کر دیا جائے تو یہ بھی حکم بن جاتا ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ مثلاً غلطی سے قتل کرنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ صرف دیت ہی لی جائے گی۔ بعض علمائے کرام اجماع کو بھی بنیادی ماخذ سمجھتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قیاس: یعنی اندازہ کرنا یا کسی چیز کو اس کی مثال کی طرف لے جانا۔ جیسے شراب کا حکم قرآن اور سنت میں موجود ہے کہ یہ حرام ہے اور اس کی وجہ اس کا نشہ آور ہونا ہے۔ اب ہیروین یا دیگر نشہ آور اشیاء کو اسی نشہ آور ہونے کی وجہ سے شراب کی طرح حرام مانا جائے گا۔	

س: مقاصدِ شرعیہ سے کیا مراد ہے

اسلام کے تمام اخلاقی اور عدالتی احکامات میں پائی جانی والی حکمتوں کو مقاصدِ شرعیہ کہتے ہیں ان کی تعداد پانچ ہے: (۱) دین کی حفاظت (۲) انسانی جان کی حفاظت (۳) انسانی عقل کی حفاظت (۴) انسانی نسل کی حفاظت (۵) انسان کے مال کی حفاظت۔

اسلامی حکومت اور تمام عدالتیں عوام کی ان پانچ چیزوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اگر کسی معاشرے میں یہ پانچ چیزیں محفوظ ہوں تو باقی تمام قسم کے جرائم بھی کافی حد تک رک جاتے ہیں۔ لیکن اگر ان پانچ چیزوں کی حفاظت کے بارے میں شکوک وشبہات، غیر یقینی صورت حال یا عدمِ تحفظ کا احساس پیدا ہو جائے تو لوگ خوف کے حالات میں رہتے ہیں جرائم پیشہ مجرمین کے دلوں میں لالچ پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر یہ حقیقی یا مصنوعی عدمِ تحفظ کا احساس، خوف اور لالچ ایک معاشرے میں قتل وغارت سمیت باقی تمام قسم کے جرائم کے راستے کھولتے ہیں۔ اسی لیے اسلامی عدالتیں ان پانچ چیزوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔

جبکہ غیر مسلم ممالک کی عدالتیں ضروری نہیں کہ عوام کی ان پانچوں چیزوں کی حفاظت کی ذمہ داری لیں۔ مثلاً ایسے غیر مسلم ممالک ہیں جہاں توہین رسالت کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا، یعنی ان ممالک دین غیر محفوظ ہے، چنانچہ یہاں مذہب کے نام پر خون خرابہ ہو گا۔ اور ایسے بھی غیر مسلم ممالک ہے جہاں خودکشی کو قانونی تحفظ حاصل ہے یعنی جان کی حفاظت حکومت نہیں کر رہی۔ بہت سے غیر مسلم ممالک میں شراب اور دوسری عقل کو ضائع کرنے والی اشیا اور عادات کو قانونی تحفظ حاصل ہے یعنی وہاں پر انسانی عقل غیر محفوظ ہے، چنانچہ وہاں بے شمار ہر قسم کے جرائم ہوں گے۔ بہت سے غیر مسلم ممالک میں زناکاری کو مکمل قانونی تحفظ حاصل ہے حتی کہ ہندستان میں تو شادی شدہ عورت کے لیے بھی غیر مرد سے تعلق قائم کرنا قانونی طور پر جائز ہے یعنی انسانی نسل کی حفاظت کا کوئی بھی قانونی بندوبست نہیں ہے۔ چنانچہ یہاں غیرت کے نام پر قتل وغارت ہو گی۔ بہت سے غیر مسلم ممالک میں سود اور جوا قانونی ہیں یعنی انسان کا مال غیر محفوظ ہے۔

س: قصاص دیت، حدود اللہ اور تعزیرات میں کیا فرق ہے (پ: ۲۳۹ سے ۲۵۲)

قصاص دیت (پ: ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۶، ۲۴۷، ۳۲۷)

قتل کا بدلہ قتل یا زخم کا بدلہ زخم یعنی جان کے بدلے جان ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان آنکھ کے بدلے آنکھ یہ تمام بدلے قصاص کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی قاتل سے مال کی شرط پر صلح کر لے تو مال کیا اس رقم کو دیت کہتے ہیں جو عام طور پر ۱۰۰ اونٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے برابر ہوتی ہے۔اس میں معافی کا اختیار حکومت یا عدالت کے پاس نہیں ہوتا بلکہ معافی کا اختیار مظلوم یا اس کے ورثا کے پاس ہوتا ہے۔

حدود اللہ (۲۴۶، ۲۴۸ سے ۲۵۱، ۳۲۲)

یہ گناہ ہیں جن کی سزائیں قرآن و سنت میں طے کر دی گئی ہیں اور ان میں کسی عدالت یا حکومت یا مظلوم کو معافی کا اختیار نہیں ہوتا اگر ان میں سے کوئی جرم ایک بار ثابت ہو جائے تو معافی ناممکن ہو جاتی ہے یہ سات ہیں۔(۱)اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو جانا یعنی **ارتداد** (۲) معصوم عورتوں پر بہتان لگانا یعنی **قذف** (۳) مرد عورت کا ناجائز تعلق قائم کرنا یعنی **زنا** (۴) خفیہ طریقے سے کسی دوسرے کا مال پر ناجائز قبضہ کر لینا یعنی **چوری** (۵) زبردستی کسی کا مال چھین لینا یعنی **ڈاکہ** (۶) اسلامی حکومت کے خلاف کھڑے ہو جانا یعنی **بغاوت** (۷) **شراب اور دوسری نشہ آور چیزیں استعمال کرنا**

تعزیرات (پ: ۲۵۲)

ایسے گناہ جن کی قرآن و سنت میں کوئی مخصوص سزا مقرر نہیں کی گئی، ان کی سزائیں عدالت یا حکومت اپنے اختیار سے مقرر کر سکتی ہے، اس کے علاوہ تعزیرات میں کسی کی سزا کو معاف کرنے کا اختیار بھی عدالت کے پاس ہوتا ہے۔ تعزیرات میں قصاص دیت اور حدود اللہ سے بچ رہنے والے تمام جرائم آجاتے ہیں۔ مثلاً شواہد کی کمی یا کسی حیلے کی وجہ سے کوئی چیز حدود اللہ میں آنے سے رہ جائے تو اس کو تعزیر میں شامل کر لیا جاتا ہے۔اسلام میں مالی تعزیر یعنی جرمانے کسی مسلمان مجرم کے لیے حرام ہیں، البتہ صرف جسمانی تعزیر کی اجازت ہے، کیونکہ مالی تعزیر عدالتی نظام میں امیر و غریب کی تفریق پیدا کرتی ہے، جو کہ اسلام میں حرام ہے، جبکہ جسمانی تعزیر عدالتی نظام میں امیر غریب کا فرق پیدا نہیں کرتی بلکہ امیر اور غریب جسمانی تعزیر کو ایک ہی طرح سے محسوس کرتے ہیں اس لیے اسلام میں صرف جسمانی تعزیر ہی ہوتی ہے (پ: ۳۰۵)۔ رشوت خوری، بدعنوانی اور سرکاری تحائف وصول کرنے والے پر اسلامی عدالت تعزیرات جاری کر سکتی ہے (پ: ۲۵۳)۔

س: واقعات کی روشنی میں حدود اللہ تفصیل سے بیان کریں (پ: ۲۴۸ سے ۲۵۱)

یہ گناہ ہیں جن کی سزائیں قرآن و سنت میں طے کر دی گئی ہیں اور ان میں کسی عدالت یا حکومت یا مظلوم کو معافی کا اختیار نہیں ہوتا اگر ان میں سے کوئی جرم ثابت ہو جائے تو معافی ناممکن ہو جاتی ہے حدود اللہ سات ہیں۔ جن کے مطابق سنگین انسانی، قومی یا مذہبی جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجرمین کے بنیادی انسانی حقوق معطل ہو جاتے ہیں، تاکہ متاثرین کے حقوق یقینی بنائے جا سکیں۔

(۱) ارتداد (پ: ۴۴۰)

اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو جانا ارتداد کہلاتا ہے ، ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ ارتداد کو اسلام میں ریاست کے خلاف بغاوت سمجھا جاتا ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واقعہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قبیلہ عکل اور عرینہ کے دیہاتی آپ ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے آئے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نوازا۔ لیکن ان لوگوں نے بیت المال پر حملہ کر دیا اور وہاں موجود تمام اسلامی ریاست کے عملہ کو قتل کر دیا اور کافر ہو گئے اور سب مال لوٹ کر بھاگ گئے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اسی طریقے سے مخالف سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر دیا۔ اس واقعہ کو واقعۂ عرینہ کہتے ہیں، حدیث کے راوی حضرت ابو قلابہؓ کہتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ نے ان کو یہ سزا اس لیے دی تھی کیونکہ ان لوگوں نے چوری کی اور قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور یہ لوگ اللہ اس کے رسول سے لڑے" (صحیح بخاری)۔

واقعہ: سورۃ البقرہ میں حضرت موسیٰؑ کا ایک واقعہ ذکر ہے کہ جب موسیٰؑ پہاڑ پر گئے تو ان کی قوم نے ایک بچھڑے کی عبادت کرنی شروع کر دی۔ جب موسیٰؑ واپس آئے تو انہوں نے ان سب لوگوں کو قتل کر دیا جو بچھڑے کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

(۲) قذف (پ: ۲۴۶، ۲۵۰، ۳۲۲)

قذف سے مراد ہے بھولی بھالی مسلمان معصوم عورتوں پر زنا کا جھوٹا بہتان لگانا۔ اس کی سزا، ۸۰ کوڑے ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور جو لوگ پاک دامن عورتوں کو بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی گناہ گار ہیں" (النور آیت ۴)۔

واقعہ: سورۃ النور میں تفصیل سے حضرت عائشہؓ کا واقعہ ذکر ہے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ ایک سفر پر تھے حضرت عائشہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ واپسی پر منافقین کے رہنما عبداللہ بن اُبی نے حضرت عائشہ پر الزام لگا دیا۔ اس الزام تراشی میں تین قریبی رشتہ دار صحابہ بھی شامل ہو گئے۔ اس مشکل صورت حال میں ہمارے پاس ہمارے پاس حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کا کوئی بھی ثبوت نہیں تھا ایسے میں سورۃ النور نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ الزام تراشی کرنے والے بالکل جھوٹے ہیں، حضرت عائشہؓ اس الزام سے بالکل پاک ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو صرف اور صرف قرآن کریم نے ہی اس الزام سے بری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو جو لوگ اس الزام میں شریک ہیں ان سب کو اسی اسی کوڑے مارے جائیں۔ منافقین کا رہنما عبداللہ بن اُبی تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے بارے میں فرمایا کہ کہ اس آدمی کے لیے آخرت میں دردناک عذاب تیار ہے، لیکن ان دنیاوی طور پر ان سب لوگوں کو اسی اسی کوڑے مارے گئے۔

نوٹ: اگر کوئی کسی پر زنا کے بجائے کوئی اور الزام مثلاً چوری کا الزام لگائے تو اس پر حد کی بجائے تعزیر ہو گئی جو قاضی کی صواب دید کے مطابق کوڑوں کی شکل میں ہو گئی۔

(۳) زنا (پ: ۲۴۸)

زنا سے مراد ہے مرد عورت کا بغیر نکاح کے ناجائز تعلق قائم کرنا۔ اسلام میں اس کی سزا غیر شادی شدہ کے لیے ۱۰۰ کوڑے جبکہ شادی شدہ کے لیے سنگسار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے ، زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ، اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک، اور ان سے نکاح کرنا حرام کر دیا گیا اہل ایمان پر''(سورۃ النور آیت ۲،۳)۔

واقعہ:

حضرت بریدہ بن حصیبؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے پیارے نبی ﷺ کے پاس ایک غامدیہ قبیلے کی عورت آئی اور کہا میں نے زنا کیا پس آپ ﷺ مجھے پاک کر دیں آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا جب اگلی صبح ہوئی تو اسے نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اگر تو واپس نہیں جانا چاہتی تو جا یہاں تک کہ بچہ جن لے، جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کیا یہ میں نے بچہ جن دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ یہ کھانے کے قابل ہو جائے یعنی دودھ چھڑا دے پس جب اس نے اس کا دودھ چھڑایا تو وہ بچہ لے کر حاضر ہوئی اس حال میں کہ بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور عرض کی اے اللہ کے نبی میں نے اس کو دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھاتا ہے آپ ﷺ نے وہ بچہ مسلمانوں میں سے ایک انصاری آدمی کے سپرد کیا پھر حکم دیا تو اس عورت کے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے سنگسار کر دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا غامدیہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز بھتہ وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا جنازہ ادا کیا گیا اور دفن کیا گیا (صحیح مسلم)۔

(۴) چوری (پ:۲۴۹)

چوری سے مراد ہے خفیہ طریقے سے کسی دوسرے کا مال پر ناجائز قبضہ کر لینا، اسلام میں اس کی سزا ایک ہاتھ کاٹنا ہے۔ قرآن کریم میں ہے ''چور مرد چور عورت دونوں کے داہنے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ہے ان کے کام کی اور عذاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا''(سورۃ المائدہ آیت ۳۸)۔

نوٹ: اگر چوری مقررہ نصاب یعنی ربع دینار سے کم مالیت کی ہو تو تو اس پر حد کی بجائے تعزیر ہو گئی جو قاضی کی صواب دید کے مطابق کوڑوں کی شکل میں ہو گئی۔

واقعہ:

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر بنو مخزوم قبیلہ کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا بنو مخزوم قبیلے کے لوگ حضرت اسامہ بن زیدؓ کے پاس سفارش کرانے کے لیے دوڑے آئے، حضرت عروہؓ کہتے ہیں جب اسامہؓ نے آنحضرت ﷺ سے اس عورت کو معاف کر دینے کے بارے میں گفتگو کی تو رسول اللہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا چہرہ انور بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے معاف کر دیں، شام کو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی شایان شان تعریف کر کے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا ہے کہ اگر ان میں کوئی عزت والا اور بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی ضعیف اور چھوٹا آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر حکم جاری فرمایا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر اس عورت کی توبہ قبول ہو گئی'' **(صحیح بخاری)**۔

(۵) ڈاکہ

ڈاکے سے مراد ہے زبردستی کسی کا مال چھین لینا۔ اسلام میں اس کی سزا ہے مخالف سمت سے ہاتھ اور پاؤں کاٹنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے'' یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور دوڑتے ہیں ملک میں، فساد کرنے کو، کہ ان کو قتل کر دیں یا سولی چڑھا دیں، یا کاٹ دیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مقابل کا، یا نکال دیے جائیں اس ملک سے، یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں، اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے'' **(سورۃ المائدہ آیت ۳۳)**۔ اس آیت کو آیت محاربہ کہتے ہیں۔

واقعہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قبیلہ عکل اور عرینہ کے دیہاتی آپ ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے آئے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نوازا۔ لیکن ان لوگوں نے بیت المال پر حملہ کر دیا اور تمام اسلامی عملہ کو قتل کر دیا اور کافر ہو گئے اور سب مال لوٹ کر بھاگ گئے آپ ﷺ نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اسی طریقے سے مخالف سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر دیا۔ اس واقعہ کو واقعۂ عرینہ کہتے ہیں، حدیث کے راوی ابو قلابہ کہتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ نے ان کو یہ سزا اس لیے دی تھی کیونکہ ان لوگوں نے چوری کی اور قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اس کے رسول سے لڑے'' **(صحیح بخاری)**۔

(۶) بغاوت (پ: ۴۴۰)

اسلامی حکومت کے خلاف کھڑے ہو جانا بغاوت کہلاتا ہے اسلام میں باغیوں کو قتل کرنے کا یا ان سے لڑائی کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے'' یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور دوڑتے ہیں ملک میں، فساد کرنے کو، کہ ان کو قتل کر دیں یا سولی چڑھا دیں، یا کاٹ دیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مقابل کا، یا نکال دیے جائیں اس ملک سے، یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں، اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے'' **(سورۃ المائدہ آیت ۳۳)**۔ اس آیت کو آیت محاربہ کہتے ہیں۔

واقعہ: غزوہ احزاب کے موقع پر مشرکین مکہ اور عرب کے باقی مشرک قبائل نے مل کر مدینہ کا گھراؤ کر لیا۔ مسلمانوں نے اپنا بچاؤ کرنے کے لیے ایک خندق کھودی۔ جس کی وجہ سے مشرکین عرب ایک ماہ کے محاصرے کے باوجود مدینہ میں داخل ہونے میں ناکام رہے۔ دوسری طرف بنی قریظہ نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مدینہ کے مشترکہ دفاع کرنے کی بجائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی سرحدوں کی حفاظت پر کھڑے ہوئے مسلمانوں کے لیے عقب سے بہت سی مشکلات پیدا کرنی شروع کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جنگ شروع ہوتے ہی مسلمان عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے انہیں مدینہ کی ایک بڑی حویلی میں جمع کر دیا تھا لیکن بنی قریظہ نے مسلمانوں کو عین جنگ کے دوران پریشان کرنے کے لیے حویلی پر حملہ کر دیا، ایک یہودی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا، لیکن نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اس یہودی کو مار کر اس کا گلا کاٹ دیا اور اس کا سر حویلی سے باہر پھینک دیا۔ اس طریقہ سے بنی قریظہ کا عورتوں اور بچوں پر یہ بزدلانہ حملہ ناکام ہو گیا۔ جنگ ختم ہونے پر نبی اکرم ﷺ بنی قریظہ تشریف لے گئے اور میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی پر ان سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اوس قبیلہ کے رہنما حضرت سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کریں گے وہ قبول کیا جائے گا۔ اوس قبیلے کی بنی قریظہ سے دوستی تھی لیکن اس کے باوجود حضرت سعد بن معاذؓ نے اسلامی حمیت کا مظاہر کرتے ہوئے انصاف کی بات کی اور حکم دیا کہ ان کے تمام جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتیں بچے قید کر لیے جائیں۔ اس واقعہ کا ذکر سورۃ الاحزاب میں موجود ہے۔ اس طریقہ سے مدینہ یہودیوں سے پاک ہو گیا۔

(۷) شراب (پ: ۲۵۱)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر گندی چیزیں ہیں شیطان کے کاموں میں سے ہیں لہذا تم ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ'' **(المائدہ آیت ۹۰)**۔

واقعہ: عقبہ بن حارثؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نعمان کے بیٹے کو نشہ کی حالت میں لایا گیا تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو جو گھر میں موجود تھے حکم دیا کہ اس کو ماریں، لوگوں نے اس کو مارا، میں بھی اس کو جوتیوں سے مارنے والا تھا **(صحیح بخاری)**۔

پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں شرابی کو چالیس کوڑے مارے جاتے تھے۔ خلفائے راشدین نے یہ دیکھا کہ شرابی گالم گلوچ بھی کرتا ہے اور گالم گلوچ یعنی قذف کی سزاء قرآن کریم کے مطابق اسی کوڑے ہے اس لیے انہوں نے شرابی کی سزا بھی اسی کوڑے کر دی۔

خلاصہ

گناہ	تفصیل	سزا	قرآن سنت کا حوالہ	واقعہ
(۱) ارتداد	اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو جانا، ارتداد اسلام میں بغاوت سمجھا جاتا ہے	سزائے موت لڑائی کرنا	سورۃ البقرہ آیت ۵۴ سورۃ المائدہ آیت ۳۳	موسیٰؑ کا اپنی قوم کے مرتدوں کو قتل کرنا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۲)قذف	معصوم عورتوں پر بہتان لگانا	۸۰ کوڑے	سورۃ النور آیت ۴	حضرت عائشہؓ پر منافقین کا الزام
(۳) زنا	مرد عورت کا ناجائز تعلق قائم کرنا	غیر شادی شدہ : ۱۰۰ کوڑے شادی شدہ: سنگسار	سورۃ النور آیت ۲	غامدیہ کا واقعہ
(۴) چوری	خفیہ طریقے سے کسی دوسرے کا مال پر ناجائز قبضہ کر لینا	ہاتھ کاٹنا	سورۃ المائدہ آیت ۳۸	فاطمہ مخزومی کا واقعہ
(۵)ڈاکہ	زبردستی کسی کا مال چھین لینا	مخالف سمت سے ہاتھ اور پاؤں کاٹنا	سورۃ المائدہ آیت ۳۳ (آیت محاربہ)	عکل اور عرینہ کے دیہاتیوں کا واقعہ
(۶) بغاوت	اسلامی حکومت کے خلاف کھڑے ہو جانا	لڑائی کرنا، قتل کرنا، جلاوطن کرنا	سورۃ المائدہ آیت ۳۳ (آیت محاربہ)	بنو قریظہ کی بغاوت اور ان کا قتل
(۷)شراب	نشہ آور اشیاء کا استعمال	۸۰ کوڑے	صحابہ کرام کے فیصلے	کئی واقعات

س:زنا کے ثبوت کے لیے احکاماتِ شہادت کی تفصیل بیان کریں، اس کا فائدہ بھی بیان کریں(پ:۲۴۸)

عدالت میں زنا کا ثبوت

عدالت میں زنا کا ثبوت مندرجہ ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے۔

(۱)اگر کوئی آدمی یا عورت خود چار بار اقرار کر لے کہ اس نے زنا کیا ہے جیسے غامدیہؓ عورت اور حضرت ماعزؓ اسلمی کے واقعات میں ہوا۔

(۲)اگر زنا کا حمل سے معلوم ہو جائے۔اس صورت میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۳)اگر ایک آدمی اپنی بیوی پر الزام لگا دے تو اس کی بیوی کو سنگسار کر دیا جاتا ہے لیکن اگر بیوی اس الزام سے انکار کر دے تو وہ اس سزا سے بچ جاتی ہے لیکن ان دونوں میں علیحدگی ہو جاتی ہے اس کو لعان کہتے ہیں۔لعان میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی اس کا **سورۃ النور آیات** ۶،۷،۸،۹، میں ذکر ہے جس کے مطابق شوہر کو بیوی پر الزام لگانے کی وجہ سے حدِ قذف نہیں لگتی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴) زنا بالجبر کی صورت میں عورت جس مرد پر الزام لگاتی ہے اس مرد کو سنگسار کر دیا جاتا ہے۔ اس صورت میں عورت سے گواہوں کا مطالبہ نہیں کیا جاتا، البتہ عورت کے الزام کا شواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جا سکتا ہے اگر عورت کا جھوٹ ثابت ہو تو اس کو سزا بھی ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے لیے نکلی تو راستے میں ایک آدمی نے اسے پکڑ لیا اور اس کے ساتھ زبردستی زنا کیا اور بھاگ گیا۔ وہ چیختی رہ گئی پھر اس کے پاس سے ایک دوسرا آدمی گزرا تو اس نے بتایا کہ اس شخص نے اس کے ساتھ اس طرح کیا ہے پھر مہاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو انہیں بھی بتایا ان لوگوں نے دوڑتے ہوئے اس شخص کو پکڑ لیا جس کے متعلق اس عورت کا خیال تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے جب اس آدمی کو اس عورت کے سامنے لائے تو اس نے کہا ہاں یہی ہے۔ پھر وہ اسے رسول اللہ کے پاس لائے اور آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اسی وقت ایک اور آدمی کھڑا ہوا جس نے درحقیقت اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ جاؤ اللہ نے تمہیں بخش دیا پہلے آدمی سے اچھا کلام کیا اور زانی کے بارے میں فرمایا کہ اسے سنگسار کر دو، پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ سب کے سب ایسی توبہ کریں تو بخش دیے جائیں **(جامع الترمذی)**۔

(۵) اگر کوئی اپنی بہن بیٹی پر الزام لگائے تو اس صورت میں بھی گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اگر عورت اس الزام سے انکار کر دے تو وہ اس سزا سے بچ جاتی ہے، البتہ معاملے کی تحقیق شواہد کی روشنی میں کی جائے گی۔ لیکن شوہر کی طرح باپ کو بھی بیٹی پر الزام لگانے کی صورت میں حدِ قذف نہیں لگ سکتی عورت کے قریبی رشتہ داروں کو بغیر گواہوں کے عدالت جانے کی اس لیے اجازت دی گئی ہے تاکہ 'غیرت کے نام پر قتل' کی روک تھام کی جائے۔

(۶) اس کے علاوہ کوئی صورت ہو تو اس میں چار گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے **(سورۃ النور آیت ۴)**۔

فائدہ

اس کا یہ فائدہ ہے کہ کوئی بھی غیر کسی عورت پر الزام نہیں لگا سکے گا، اگر کوئی غیر الزام لگائے گا اس کو اسی کوڑے لگیں گے۔ اگر کوئی مسئلہ واقعی ہو بھی تو صرف گھر والے اس کو عدالت میں لے جا سکیں گے، کیونکہ قریبی گھر والوں کو قذف نہیں لگتی۔ لیکن اگر واقعی معاملہ بہت ہی زیادہ کھل جائے کہ کم از کم چار غیر لوگوں کے مشاہدے میں آ جائے تو پھر باہر والے غیر اس کو عدالت میں لے جا سکتے ہیں گھر کے لوگوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی عورت کا کسی بھی صورت میں غیرت کے نام پر قتل نہ کریں بلکہ اس معاملہ کو عدالت میں لے جائیں، بے شک ان کے پاس پورے گواہ نہ بھی ہوں، عدالت ان پر حدِ قذف نہیں لگا سکتی۔

نوٹ: اس باب کے باقی سوالات ملتے جلتے موضوعات کی وجہ سے دوسرے ابواب کے ساتھ جوڑ دیے گئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۰: اسلام کا معاشی نظام

اسلام زندگی گزارنے کا ایک مکمل طریقہ ہے۔ جب اسلام حکومت قائم کرتا ہے تو حکومت کو چلانے کے لیے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام اس بارے میں وضاحت کرتا ہے کہ حکومت کو یہ رقم کیسے حاصل ہو گی، اور حکومت اس رقم کو کہاں خرچ کرے گی۔

س: سرکاری محاصل کے ذرائع تفصیل سے بیان کریں (پ: ۳۴۷ سے ۳۵۰، ۳۶۱)

ایک فرد پر معاشرے کے حوالے سے کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں، جیسے ریاست عوام کو بہت کچھ دیتی ہے اسی طرح عوام نے بھی ریاست کو کچھ نہ کچھ دینا ہوتا ہے، اس کے علاوہ اسلامی حکومت کے **بیت المال** کو مختلف بیرونی ذرائع سے بھی آمدنی ہوتی ہے جن کو اسلامی ریاست عوامی فلاح و بہبود اور عوامی مفاد کے لیے خرچ کرتی ہے۔ قرآن کریم نے سرکاری محاصل کے مآخذ کا ذکر کیا ہے اور بعض اہم ترین مآخذ کی شرح بھی بتائی ہے۔ اسلامی ریاست کے **بیت المال** کی آمدنی کے دس اہم ترین مآخذ مندرجہ ذیل ہیں۔

مآخذ	تفصیل	بیت المال کے حصے کی سالانہ شرح	شرح کا تعین
زکوٰۃ	اسلام کا مشہور رکن، جس کا **قرآن** میں بہت سے مقامات پر ذکر ہے (خرچ ہونے والی نقدی یعنی مال سونا، چاندی، سامان تجارت اور جانوروں پر)	ڈھائی فیصد یعنی ربع عشر (چالیس واں حصہ)	نبی ﷺ کے زمانے میں اس شرح پر لی جاتی تھی
عشر	بارش یا نہری فصلوں اور کھیتوں پر **زکوٰۃ** یا سرکاری آب پاشی والی فصلوں کھیتوں پر **زکوٰۃ**	دس فیصد (دسواں حصہ)	نبی ﷺ کے زمانے میں اس شرح پر لیا جاتا تھا
نصف عشر	رہٹ سے کھینچ کر یعنی مصنوعی ذاتی ذرائع سے سیراب ہونے والی فصلوں اور کھیتوں پر **زکوٰۃ**	پانچ فیصد (بیس واں حصہ)	نبی ﷺ کے زمانے میں اس شرح پر لیا جاتا تھا
عشیر	دوسری ریاستوں سے آنے والے تجارتی مال پر **درآمدی محصول**	دس فیصد (دسواں حصہ)	حضرت عمرؓ نے طے کیا
نصف عشیر	دوسری ریاستوں سے آنے والے خوردنی سامان یا ضروری سامان پر **درآمدی محصول**	پانچ فیصد (بیس واں حصہ)	حضرت عمرؓ نے طے کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غنیمت	غیر مسلموں سے جنگ کی وجہ سے حاصل ہونے والا مال اور علاقہ	**خمس** یا پانچواں حصہ (بیس فیصد) باقی مال مجاہدین کا	سورۃ التوبہ
فے	اگر غیر مسلموں کا علاقہ یا مال جنگ سے پہلے ہی حاصل ہو جائے	مکمل (سو فیصد)	سورۃ الحشر
جزیہ	غیر مسلم عوام سے زکوٰۃ کی بجائے لیا جانے والا محصول، جس کا **سورۃ التوبہ** میں ذکر ہے	دس درہم سالانہ	نبی ﷺ کے زمانے میں اس شرح پر لیا جاتا تھا
خراج	غیر مسلم تابع دار ریاست سے سالانہ خراج تحسین	جتنا حکومت مقرر کر لے	
نوائب	ملکی ہنگامی صورت حال میں امیر ترین لوگوں سے لیا جانے والا محصول	جتنا حکومت مقرر کر لے	

س: سرکاری اخراجات یا مصارف زکوٰۃ تفصیل سے بیان کریں (پ: ۳۵۱ سے ۳۶۰، ۳۶۲ سے ۳۶۷)

"صدقات زکوٰۃ تو **مفلسوں**، **محتاجوں** اور **کارکنان صدقات** کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی **تالیف قلوب** منظور ہو، **غلاموں کے آزاد کرانے**، **مقروضوں** کے قرض ادا کرنے اور **اللہ کی راہ میں** اور **مسافروں** کی مدد میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے" (**سورۃ التوبہ آیت ۶۰**)۔ اسلامی ریاست بیت المال میں موجود رقم عوامی فلاح پر ہی خرچ کرتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور حکومت میں بوڑھوں، بیواؤں، بچوں، یتیموں، اور دوسرے تمام مستحق لوگوں کے لیے **بیت المال** سے وظائف مقرر کیے تھے۔ حتیٰ کہ بچہ کو پیدائش کے فوراً بعد سے ہی وظیفہ ملنا شروع ہو جاتا تھا۔ بعض شہریوں کو ایک دینار، بعض کو دو دینار، اور بعض لوگوں کو ضرورت کے مطابق چالیس چالیس دینار تک وظیفہ دیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان مستحق لوگوں میں غیر مسلم ذمیوں کو بھی شامل کر لیا تھا حضرت عمرؓ نے قرآن و سنت کی روشنی میں بیت المال کے خرچوں کا ایک مکمل نظام قائم کیا تھا، جس کو **"دیوان عمر"** کہا جاتا ہے، آج بہت سے فلاحی ممالک میں یہی قانون **"عمرلاء"** کے نام سے موجود ہے۔ **"دیوان عمر"** مطابق اسلامی ریاست کے بڑے خرچے یہ ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقرا	غریب مسلمان جن کی آمدنی اخراجات سے کم ہو۔
مساکین	محتاج لوگ، بلاذری نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس میں شام کی عیسائیوں کو بھی شامل کر لیا تھا۔
عاملین	سرکاری اہل کار، دفتری عملہ سرکاری اخراجات کے نگران اور حتی کہ عوامی فلاح پر مامور تمام سرکاری عملہ۔
مؤلفت قلوب	(۱) اسلام کی طرف مائل کرنا (۲) مسلمانوں کی امداد پر مائل کرنا (۳) مسلمانوں کو نقصان سے بچانے پر مائل کرنے کے لیے (۴) ایسے رہنماؤں کے لیے کہ جن کے ذریعے پورے پورے قبائل اسلام کی طرف آ سکتے ہوں۔
رقاب	(۱) غلام خرید کر آزاد کرنے کے لیے (۲) دشمن کی قید سے اپنے لوگ آزاد کرانے کے لیے
غارمین	(۱) مقروضوں کی امداد کے لیے (۲) کاروباری لوگوں کے لیے بلا سود قرضے جاری کرنے کے لیے (۳) **معاقل** یعنی ایک عام فرد کے کسی بھی بڑے حادثاتی نقصان کو حکومت پورا کرے گی، جیسے خاندانی نظام میں سربراہِ خاندان پورا کرتا ہے۔ معاقل عاقلہ سے ہے جس کے معنی خاندان۔
فی سبیل اللہ	جہاد، فوج، اسلامی تعلیم، دفاعی اور تعلیمی خرچے۔
مسافر	سڑکیں، پل، گھوڑے اور ہر قسم کی سواری (گاڑیاں، ریل، جہاز)، مسافر خانے جہاں قیام **وطعام** اور تازہ سواری کی مفت سہولت موجود ہوتی تھی، عام طور پر یہ سہولت ایک خاندان کو ہر منزل پر تین دن کے لیے دی جاتی تھی۔

س: تکافل، معاقل اور بیمہ میں فرق بیان کریں

س: اسلامی احکاماتِ وراثت تفصیل سے بیان کریں (پ: ۳۴۱ سے ۳۴۶، ۳۹۸ سے ۴۰۰)

میت کے مال میں چار حقوق ہیں (۱) کفن دفن (۲) قرض کی ادائیگی (۳) وصیت (۴) شریعت کی مقرر کردہ وراثت۔ قرض کی ادائیگی کے بعد وصیت کو دیکھا جائے گا۔

وصیت

والدین، میاں بیوی اور بچوں کے لیے وصیت کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ان کے حصے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی مقرر کر دیے ہیں۔ انسان اپنے ان رشتہ داروں اور دوستوں کے لیے وصیت کر سکتا ہے جن کا حصہ قرآن کریم نے طے نہیں کیا مثلاً انسان اپنے بیٹے کی موجودگی میں یتیم پوتے کے لیے وصیت کر سکتا ہے۔ لیکن وصیت کی زیادہ سے زیادہ حد ایک تہائی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چند اہم اصول

قاتل کو اپنے مقتول کی وراثت میں سے حصہ نہیں ملتا چاہے عدالت کا یہی فیصلہ ہو کہ قتل جان بوجھ کر نہیں کیا گیا۔ باغی کافر یا مرتد کو مسلمان کی وراثت میں سے حصہ نہیں ملتا، بلکہ ان کا مال جنگ کی صورت میں مال غنیمت میں چلا جاتا ہے۔ البتہ اسلامی ریاست کے مسلم باغیوں کی وراثت تقسیم ہوتی ہے۔

شریعت کے مقرر کردہ حصے

شریعت کے یہ اصول ہے کہ جو قریبی رشتہ دار ہیں، والدین، میاں بیوی اور بچے ان کو ہر صورت حصہ ملتا ہے اور جو دور کے رشتہ دار ہیں، بہن بھائی، چچا تایا، ان کو صرف تب ملتا ہے جب قریبی رشتہ دار موجود ہی نہ ہوں۔ ''تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں تاکیداً حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، اگر میت کی وارث صرف دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو انہیں ترکہ کا دو تہائی دیا جائے اور اگر ایک ہی بیٹی وارث ہو تو وہ آدھی جائیداد اس کا ہو گی۔ اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہیے اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو تو والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے گا اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصہ کی حق دار ہو گی۔ یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے، جبکہ وصیت جو میت نے کی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو اس پر ہو ادا کر دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ نے مقرر کر دیے ہیں اور اللہ یقیناً سب حقیقتوں سے واقف اور حکمت والا ہے۔ اور تمہارے لیے اس ترکہ کا نصف ہے، جو تمہاری بیویاں چھوڑیں اگر ان کے اولاد نہیں ہے اور اگر ان کے اولاد ہے تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لیے چوتھائی ہے، بعد اس وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے جو وہ کر جائیں اور ان کے لیے چوتھائی ہے تمہارے ترکہ کا اگر تمہارے اولاد نہیں ہے اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لیے آٹھواں حصہ ہے تمہارے ترکہ کا اس وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد جو تم کر جاؤ اور اگر وہ مرد جس کی میراث ہے ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر یہ لوگ اس سے زائد ہوں تو وہ ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔ بعد وصیت کے جس کی وصیت کر دی جائے یا ادائے قرض کے بعد بغیر کسی کو نقصان پہنچائے۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا علم والا ہے اور بڑا بردبار ہے۔ اے نبی ﷺ یہ لوگ آپ ﷺ سے کلالہ کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم بتاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حال میں مر جائے کہ اس کی اولاد نہ ہو، اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس کے ترکے میں سے آدھے کی حق دار ہو گی۔ اور اگر اس بہن کی اولاد نہ ہو اور وہ مر جائے، اور اس کا بھائی زندہ ہو تو وہ اپنی اس بہن کا وارث ہو گا۔ اور اگر بہنیں دو ہوں تو بھائی کے ترکے سے وہ دو تہائی کی حق دار ہوں گی۔ اور اگر مرنے والے کے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تمہارے سامنے وضاحت کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو، اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔ **(سورۃ النساء آیت ۱۱، ۱۲، اور آخری آیت)**۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ تمام حصے یہ ہیں۔

الف۔ عمومی صورت حال

والدین کے حصے		زوجین کے حصے (کسی ایک کو ملے گا)		اولاد کے حصے (باقی مال میں سے)	
والد	والدہ	شوہر کا حصہ	بیوی کا حصہ	بیٹے کا حصہ	بیٹی کا حصہ
کل مال کا چھٹا حصہ	کل مال کا چھٹا حصہ	کل کا چوتھا حصہ	کل کا آٹھواں	ہر بیٹی سے دوگنا	ہر بیٹے سے آدھا

ب۔ اگر میت کا بیٹا نہ ہو

والدین کے حصے		زوجین کے حصے (کسی ایک کو ملے گا)		اولاد کے حصے	
والد	والدہ	شوہر کا حصہ	بیوی کا حصہ	اگر ایک ہی بیٹی ہو	اگر زیادہ بیٹیاں ہوں
کل مال کا چھٹا حصہ اور اگر کچھ **باقی** بچے	کل مال کا چھٹا حصہ	کل کا چوتھا حصہ	کل کا آٹھواں	کل مال کا آدھا	کل مال کا دو تہائی

ج۔ اگر میت کی بیٹی نہ ہو تو بیٹوں کو سب سے آخر میں حصہ ملتا ہے

والدین کے حصے		زوجین کے حصے (کسی ایک کو ملے گا)		اولاد کے حصے (سب سے آخر میں)
والد	والدہ	شوہر کا حصہ	بیوی کا حصہ	بیٹوں کا حصہ
کل مال کا چھٹا حصہ	کل مال کا چھٹا حصہ	کل کا چوتھا حصہ	کل کا آٹھواں	**باقی** تمام مال سب بیٹوں میں برابر

د۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو تو باپ کو آخر میں ملے گا

والدین کے حصے		زوجین کے حصے (کسی ایک کو ملے گا)	
والد	والدہ	شوہر کا حصہ	بیوی کا حصہ
باقی سب مال	کل کا تہائی حصہ	کل کا آدھا حصہ	کل کا چوتھا حصہ

اگر باپ اور بیٹا نہ ہو تو باقی سب لوگوں کو ایک ساتھ ایک ہی مرحلے میں حصے ملیں گے۔

ح۔ اگر میت کی اولاد اور والد نہ ہو لیکن بہن بھائی ہوں یعنی کلالہ کی وراثت

ایسی صورت میں اولاد یا والدین کی غیر موجودگی میں اولاد کے حصے یعنی آخری آیت کے مطابق یا والدین کے حصے یعنی آیت بارہ کے مطابق میت کے بہن بھائیوں کو اسی ترتیب سے تقسیم کیے جاتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: وراثت کے سوالات حل کریں

س: ایک عورت فوت ہوئی ہے اس کی جائیداد اس کے شوہر، والدین بیٹا بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔

حل:

سب سے پہلے قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے والدین اور شوہر کے حصے نکالے جائیں گے۔

والد کا حصہ = 1/6 = 16.67% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا باپ کا حصہ)

والد کا حصہ = 16.67%

والدہ کا حصہ = 1/6 = 16.67% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا اماں کا حصہ)

والدہ کا حصہ = 16.67%

شوہر کا حصہ = 1/4 = 25% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا شوہر کا حصہ)

شوہر کا حصہ = 25%

مجموعہ حصہ = 16.67%+16.67%+25% = 58.36%

بقیہ رقم = 100%-58.36% = 41.66%

41.66% یہ بقیہ رقم بچوں میں تقسیم ہو گی۔ بیٹے بیٹی کے نسبتی حصے یہ ہیں:

بیٹا : بیٹی (قرآن کریم میں بیان کی ہوئی بیٹا بیٹی کے حصوں کی نسبت)

1*1 : 2*1

1 : 2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نسبتی مجموعہ = 2+1 = 3

بیٹے کا حصہ = (نسبتی مجموعہ /بیٹے کا نسبتی حصہ)*بقیہ حصہ = (2/3)* 41.66%

بیٹے کا حصہ = 27.77%

بیٹی کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹی کا نسبتی حصہ)*بقیہ حصہ = (1/3)* 41.66%

بیٹی کا حصہ = 13.88%

س: ایک آدمی فوت ہوا ہے اس کی جائیداد اس کی بیوی، والدین بیٹا بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔

حل:

سب سے پہلے والدین اور بیوی کے قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے حصے نکالے جائیں گے۔

والد کا حصہ = 1/6 = 16.67%

والدہ کا حصہ = 1/6 = 16.67%

بیوی کا حصہ = 1/8 = 12.5%

مجموعہ حصہ = 16.67%+16.67%+12.5% = 45.84%

بقیہ رقم = 100%-45.84% = 54.16%

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

54.16% یہ بقیہ رقم بچوں میں تقسیم ہو گی۔ بیٹے بیٹی کے نسبتی حصے یہ ہیں:

بیٹا : بیٹی

1*1 : 2*1

1 : 2

نسبتی مجموعہ = 2+1 = 3

بیٹے کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹے کا نسبتی حصہ)*بقیہ حصہ = (2/3)* 54.16%

بیٹے کا حصہ = 36.11%

بیٹی کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹی کا نسبتی حصہ)*بقیہ حصہ = (1/3)* 54.16%

بیٹی کا حصہ = 18.05%

س: ایک عورت فوت ہوئی ہے اس کی جائیداد اس کے شوہر اور بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔

حل:

اگر میت کا بیٹا اور باپ نہ ہو تو تمام وراثا کو ایک ساتھ ہی حصہ مل جاتے ہیں یعنی بقیہ رقم نہیں نکالی جاتی۔

وراثت کے حصہ دار:

شوہر : بیٹی

1/4 : 1/2

دونوں نسبتوں کو 4 اور 2 کے ذواضعاف اقل 4 سے ضرب دینے سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شوہر : بیٹی

4(1/2 : 1/4)

2 : 1

نسبتی مجموعہ = 2+1 = 3

شوہر کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/شوہر کا نسبتی حصہ) = (1/3)

شوہر کا حصہ = 33.33%

بیٹی کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹی کا نسبتی حصہ) = (2/3)

بیٹی کا حصہ = 66.66%

عموماً اکلوتی بیٹی کا حصہ پچاس فیصد ہوتا ہے لیکن اس صورت میں وارث کم ہونے کی وجہ سے بیٹی کا حصہ بڑھ گیا ہے۔اور اسی طرح اسی نسبت سے شوہر کا حصہ بھی بڑھ گیا ہے۔

س:ایک عورت فوت ہوئی ہے اس کی جائیداد اس کے شوہر اور بیٹے میں کیسے تقسیم ہو گی۔

حل:

شوہر ، بیٹا

1/4 ، باقی

25% ، 100%-25%

25% ، 75%

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شوہر کا حصہ = 25%

بیٹے کا حصہ = 75%

س: بائیس اونٹ شوہر، ماں اور بیٹی میں کیسے تقسیم ہوں گے۔

حل:

اگر میت کا بیٹا اور باپ نہ ہو تو تمام وراثا کو ایک ساتھ ہی حصہ مل جاتے ہیں یعنی بقیہ رقم نہیں نکالی جاتی۔

وراثت کے حصہ دار:

ماں	:	شوہر	:	بیٹی
1/6	:	1/4	:	1/2

تینوں نسبتوں کو ۶، ۴ اور ۲ کے ذواضعاف اقل ۱۲ سے ضرب دینے سے

ماں	:	شوہر	:	بیٹی
1/6)	:	1/4	:	12(1/2
2	:	3	:	6

نسبتی مجموعہ = 2+3+6 = 11

ماں کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/ماں کا نسبتی حصہ)*کل جائیداد = اونٹ22 *(2/11)

ماں کا حصہ = 4اونٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شوہر کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/شوہر کا نسبتی حصہ)*کل جائیداد = اونٹ22 *(3/11)

شوہر کا حصہ = 6اونٹ

بیٹی کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹی کا نسبتی حصہ)*کل جائیداد = اونٹ22 *(6/11)

بیٹی کا حصہ = 12اونٹ

س: ایک آدمی فوت ہوا ہے اس کی جائیداد اس کی بیوی اور بیٹی میں کیسے تقسیم ہو گی۔

حل:

اگر میت کا بیٹا اور باپ نہ ہو تو تمام وراثا کو ایک ساتھ ہی حصہ مل جاتے ہیں یعنی بقیہ رقم نہیں نکالی جاتی۔

وراثت کے حصہ دار:

بیوی : بیٹی

1/8 : 1/2

دونوں نسبتوں کو ۸ اور ۲ کے ذواضعاف اقل ۸ سے ضرب دینے سے

بیوی : بیٹی

1/8) : 8(1/2

1 : 4

نسبتی مجموعہ = 4+1 = 5

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/بیوی کا نسبتی حصہ) 100 = (1/5)* 100%

بیوی کا حصہ = 20%

بیٹی کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/بیٹی کا نسبتی حصہ) 100 = (4/5)* 100%

بیٹی کا حصہ = 80%

عموماً اکلوتی بیٹی کا حصہ پچاس فیصد ہوتا ہے لیکن اس صورت میں وارث کم ہونے کی وجہ سے بیٹی کا حصہ اسی فیصد بن گیا ہے۔اور اسی طرح اسی نسبت سے بیوی کا حصہ بھی بڑھ گیا ہے۔

س: تین بیویوں، چار بیٹے، پانچ بیٹیوں اور والدین میں چوبیس کڑوڑ کی رقم کیسے تقسیم ہو گی۔

حل: کل ورثہ ۲۴ کڑوڑ

سب سے پہلے قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے والدین اور بیویوں کے حصے نکالے جائیں گے۔

والد کا نسبت حصہ = 1/6 = (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا باپ کا حصہ)

والد کا حصہ = (کل رقم)نسبت حصہ

والد کا حصہ = 1/6(۲۴ کڑوڑ)

والد کا حصہ = ۴ کڑوڑ

اسی طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والدہ کا نسبت حصہ = 1/6 = (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا اماں کا حصہ)

والدہ کا حصہ = (کل رقم) نسبت حصہ

والدہ کا حصہ = 1/6(۲۴ کروڑ)

والدہ کا حصہ = ۴ کروڑ

ایک یا زیادہ بیویوں کا نسبت حصہ = 1/8 (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا بیویوں کا حصہ)

بیویوں کا حصہ = (کل رقم) نسبت حصہ

بیویوں کا حصہ = 1/8(۲۴ کروڑ) = 3 کروڑ

تین بیویوں کا حصہ = 3 کروڑ

ہر بیوی کا حصہ = 1 کروڑ

مجموعہ حصہ = (4+4+3) کروڑ = ۱۱ کروڑ

بقیہ رقم = (24-11) کروڑ = 13 کروڑ

۱۳ کروڑ کی یہ بقیہ رقم بچوں میں تقسیم ہو گی۔ بیٹے بیٹی کے نسبتی حصے یہ ہیں:

بیٹا : بیٹی (قرآن کریم میں بیان کی ہوئی بیٹا بیٹی کے حصوں کی نسبت)

4*2 : 5*1 (۴ بیٹے، ۵ بیٹیاں)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

8 : 5

نسبتی مجموعہ = 5+8 = 13

بیٹوں کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹوں کا نسبتی حصہ) بقیہ رقم = ۱۳(۸/۱۳)

چار بیٹوں کا حصہ = ۸ کڑور

ہر بیٹے کا حصہ = ۲ کڑور

اسی طرح

بیٹیوں کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹیوں کا نسبتی حصہ) بقیہ رقم = ۱۳(۵/۱۳)

پانچ بیٹیوں کا حصہ = ۵ کڑور

ہر بیٹی کا حصہ = ۱ کڑور

س: چوبیس کڑوڑ کی رقم شوہر، والدین، تین بیٹوں اور چار بیٹیوں میں کیسے تقسیم ہو گی۔

حل: کل ورثہ ۲۴ کڑوڑ

سب سے پہلے قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے والدین اور شوہر کے حصے نکالے جائیں گے۔

والد کا نسبت حصہ = 1/6 = (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا باپ کا حصہ)

والد کا حصہ = (کل رقم) نسبت حصہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والد کا حصہ = 1/6(۲۴کروڑ)

والد کا حصہ = ۴کروڑ

اسی طرح

والدہ کا نسبت حصہ = 1/6 = (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا ماں کا حصہ)

والدہ کا حصہ = (کل رقم)نسبت حصہ

والدہ کا حصہ = 1/6(۲۴کروڑ)

والدہ کا حصہ = ۴کروڑ

شوہر کا حصہ = 1/4 (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا شوہر کا حصہ)

شوہر کا حصہ = (کل رقم)نسبت حصہ

شوہر کا حصہ = 1/4(۲۴کروڑ) = 6کروڑ

شوہر کا حصہ = ۶کروڑ

مجموعہ حصہ = (6+4+4)کروڑ = 14کروڑ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بقیہ رقم = (24-14)کڑوڑ = 10کڑوڑ

10کڑوڑ کی یہ بقیہ رقم بچوں میں تقسیم ہو گی۔ بیٹے بیٹی کے نسبتی حصے یہ ہیں:

بیٹا : بیٹی (قرآن کریم میں بیان کی ہوئی بیٹا بیٹی کے حصوں کی **نسبت**)

3*2 : 4*1 (۳ بیٹے، ۴ بیٹیاں)

۶ : ۴

نسبتی مجموعہ = ۶+۴ = ۱۰

بیٹوں کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹوں کا نسبتی حصہ)بقیہ رقم = 10(6/10)

تین بیٹوں کا حصہ = ۶کڑور

ہر بیٹے کا حصہ = ۲کڑور

اسی طرح

بیٹیوں کا حصہ = (نسبتی مجموعہ/بیٹیوں کا نسبتی حصہ) بقیہ رقم = 10(4/10)

چار بیٹیوں کا حصہ = 4کڑور

ہر بیٹی کا حصہ = ۱کڑور

ملتے جلتے سولات:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دو بیویوں، ایک بیٹے، دو بیٹیوں اور والدین میں چوبیس کڑوڑ کی رقم کیسے تقسیم ہو گی۔ چوبیس کڑوڑ کی رقم تین بیویوں، والدین، دو بیٹوں اور پانچ بیٹیوں میں کیسے تقسیم ہو گی۔

س: والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتے بیٹے کو زیادہ حصہ ملتا ہے یا اکلوتی بیٹی کو۔

الف: والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتا بیٹا

حل:

سب سے پہلے قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے والدین اور شوہر کے حصے نکالے جائیں گے۔

والد کا حصہ = 1/6 = 16.67% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا باپ کا حصہ)

والد کا حصہ = ۱۶٫۶۷%

والدہ کا حصہ = 1/6 = 16.67% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا ماں کا حصہ)

والدہ کا حصہ = ۱۶٫۶۷%

شوہر کا حصہ = 1/4 = 25% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا شوہر کا حصہ)

شوہر کا حصہ = 25%

مجموعہ حصہ = 16.67%+16.67%+25% = 58.36%

بقیہ رقم = 100%-58.36% = 41.66%

41.66% یہ بقیہ رقم بیٹے کو ملے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کا حصہ = 41.66%

ب: والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتی بیٹی

اگر میت کا بیٹا نہ ہو اور باپ کے لیے کوئی باقی اضافی حصہ بھی نہ بچ رہا ہو تو تمام وراثا کو ایک ساتھ ہی حصہ مل جاتے ہیں یعنی بقیہ رقم نہیں نکالی جاتی۔

وراثت کے حصہ دار:

باپ : ماں : شوہر : بیٹی
1/6 : 1/6 : 1/4 : 1/2

چاروں نسبتوں کو ۶، ۴ اور ۲ کے ذواضعاف اقل ۱۲ سے ضرب دینے سے

باپ : ماں : شوہر : بیٹی
۱۲(1/6 : 1/6 : 1/4 : 1/2)
۲ : ۲ : ۳ : ۶

نسبتی مجموعہ = 6+3+2+2 = 13

باپ کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/باپ کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(2/13)%

ماں کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/ماں کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(2/13)%

شوہر کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/شوہر کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(۳/13)%

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیٹی کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/بیٹی کا نسبتی حصہ) ۱۰۰ = 100(٦/13)%

بیٹی کا حصہ = 46.5%

والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتی بیٹی کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔

س: والدین اور شوہر کا حصہ معلوم کریں

حل:

قرآن کریم میں ذکر کیے ہوئے والدین اور شوہر کے حصے نکالے جائیں گے۔

والد کا حصہ = 1/6 = 16.67% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا باپ کا حصہ)

والد کا حصہ = ۱٦٫٦٧%

والدہ کا حصہ = 1/3 = 33.33% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا ماں کا حصہ) اگر اولاد اور بہن بھائی نہ ہوں

والدہ کا حصہ = 33.33%

شوہر کا حصہ = 1/2 = 50% (قرآن کریم میں بیان کیا ہوا شوہر کا حصہ) اگر اولاد نہ ہوں

شوہر کا حصہ = 50%

مجموعہ حصہ = 16.67%+33.33%+50% = 100%

بقیہ رقم = 100%-100% = 0

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باقی کوئی رقم نہیں بچی اس لیے باپ کو کوئی اضافی رقم نہیں ملے گی۔اس لیے والدہ کا حصہ اس صورت میں والد کے حصے سے دوگنا ہو گا۔

س: دو بیٹیاں، والدین اور شوہر کا حصہ معلوم کریں

اگر میت کا بیٹا نہ ہو اور باپ کے لیے کوئی باقی اضافی حصہ بھی نہ بچ رہا ہو تو تمام وراثا کو ایک ساتھ ہی حصہ مل جاتے ہیں یعنی بقیہ رقم نہیں نکالی جاتی۔

وراثت کے حصہ دار:

باپ	:	ماں	:	شوہر	:	دو بیٹیاں
1/6	:	1/6	:	1/4	:	2/3

چاروں نسبتوں کو ۶، ۴ اور 3 کے ذواضعاف اقل ۱۲ سے ضرب دینے سے

باب	:	ماں	:	شوہر	:	دو بیٹیاں
1/6)	:	1/6	:	1/4	:	۱۲(2/3
۲	:	۲	:	۳	:	8

نسبتی مجموعہ = 8+3+2+2 = 15

باپ کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/باپ کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(2/15)%

باپ کا حصہ = 13.33%

ماں کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/ماں کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(2/15)%

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماں کا حصہ	=	13.33%

شوہر کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/شوہر کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(۳/15)%

شوہر کا حصہ	=	20%

دو بیٹیوں کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/دو بیٹیوں کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(8/15)%

دو بیٹیوں کا حصہ	=	53.33%

ایک بیٹی کا حصہ	=	26.67%

س: دو بیٹیاں، والدین اور بیوی کا حصہ معلوم کریں

حل: اگر میت کا بیٹا نہ ہو اور باپ کے لیے کوئی باقی اضافی حصہ بھی نہ بچ رہا ہو تو تمام وراثا کو ایک ساتھ ہی حصہ مل جاتے ہیں یعنی بقیہ رقم نہیں نکالی جاتی۔

وراثت کے حصہ دار:

باپ	:	ماں	:	بیوی	:	دو بیٹیاں
1/6	:	1/6	:	1/8	:	2/3

چاروں نسبتوں کو ۶، ۸ اور 3 کے ذو اضعاف اقل ۲۴ سے ضرب دینے سے

باب	:	ماں	:	بیوی	:	دو بیٹیاں
1/6)	:	1/6	:	1/8	:	24(2/3

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

16 : ۳ : 4 : 4

نسبتی مجموعہ = 16+3+4+4 = 27

باپ کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/باپ کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(4/27)%

باپ کا حصہ = 14.81%

ماں کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/ماں کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(4/27)%

ماں کا حصہ = 14.81%

بیوی کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/بیوی کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(۳/۲۷)%

بیوی کا حصہ = 11.11%

دو بیٹیوں کا حصہ = %(نسبتی مجموعہ/دو بیٹیوں کا نسبتی حصہ)۱۰۰ = 100(16/27)%

دو بیٹیوں کا حصہ = 59.25%

ایک بیٹی کا حصہ = 29.62%

ملتے جلتے سولات: والدین، بیٹی اور بیوی کا حصہ معلوم کریں۔ والد، بیٹی اور بیوی کا حصہ معلوم کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: ممنوعہ معاشی سرگرمیاں بیان کریں (پ: ۳۶۸ سے ۳۷۳، ۳۷۹)

ایک اسلامی ریاست میں شراب جوے اور سود کا کاروبار منع ہوتے ہیں ممنوعہ معاشی کاروباری سرگرمیاں یہ ہیں۔

(۱) سود

(۱) کسی آدمی کو ادھار رقم دے کر اصل رقم سے زیادہ وصول کرنا سود کہلاتا ہے۔

(۲) کم چیز کے بدلے میں زیادہ چیز حاصل کرنا سود کہلاتا ہے۔

(۳) خرچ ہونے والی چیز مثلاً رقم، اناج، وغیرہ کا کرایہ وصول کرنا سود کہلاتا ہے، جیسا کہ آج کل رقم دے کر مکان گروی لے لیا جاتا ہے اور مکان کا کرایہ اسی رقم کے سود سے کاٹا جاتا ہے۔

''اب اگر تم سود سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تم کسی کا حق مارو، نہ تمہارا حق مارا جائے گا'' **(سورۃ البقرہ آیت ۲۷۹)**۔

(۲) شراب جوئے کا کاروبار

''اے ایمان والو یہ شراب اور جوا، یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے بچو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو، شیطان تو بس یہ چاہتا ہے کہ تمہیں شراب اور جوئے میں لگا کر تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈالے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو بتاؤ کیا اب تم ان سے باز آتے ہو'' **(سورۃ المائدہ آیت ۹۰، ۹۱)**۔ حضرت عمرؓ نے شرب نوشی کی سزا اسی کوڑے مقرر کی تھی۔

(۳) معدوم چیز کی خرید و فروخت

یعنی ایسی چیز جس کا طبعی اور مادی وجود نہیں ہے اس کا کاروبار اسلام میں منع ہے۔ مثلاً پھل لگنے سے پہلے ہی یہ کہ دینا کہ ''اس باغ میں کم یا زیادہ جتنا بھی پھل لگا وہ سب میں نے اتنی رقم کے عوض خریدا''۔ یعنی غیر معین مقدار کو معین رقم کے عوض خریدنا یا فروخت کرنا منع ہے۔

(۴) ایک سے زیادہ مختلف معاہدوں کو ایک معاہدے میں جمع کرنا

اسلام میں ایک سے زیادہ کاروباری معاہدوں کو ایک صندوق میں بند کرنے سے منع کیا گیا ہے الگ الگ معاہدوں کو الگ الگ رکھنا چاہیے۔ ایک معاہدے کو دوسرے معاہدے کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہیے۔ مثلاً ایک مکان یا تو کرایہ پر حاصل کیا جاتا ہے، یا قسطوں پر خریدا جاتا ہے، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ''یہ مکان کا کرایہ ہی اس مکان کی قسطیں بن جائے گا، اور اتنے سال کرایہ ادا کرنے کے بعد یہ مکان آپ کا ہو جائے گا''، تو یہ منع ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۵) رشوت

رشوت کا مطلب ہے کہ کسی سرکاری عہدے دار کو پیسے دے کر دوسرے انسان کا حق مار لینا۔ حدیث مبارکہ کے مطابق:

''رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں آگ میں ہیں''۔

س: جائز اور ناجائز معاشی سرگرمیوں کا تقابلی جائزہ بیان کریں

کاروبار اور کرایہ جائز معاشی سرگرمی ہے جبکہ جوا اور سود ناجائز معاشی سرگرمی ہے، ان کا تقابلی جائزہ یہ ہے۔

	کرایہ (استعمال کی چیز استعمال کرنے کا خرچہ)	کاروبار	جوا	سود (رقم یا خرچ کی چیز استعمال کرنے کا خرچہ)
نفع	ہوتا ہے	ہوتا ہے	ہوتا ہے	ہوتا ہے
نقصان	نہیں ہوتا البتہ استعمال کی چیز پرانی ہو جاتی ہے، اس کی میعاد کم ہو جاتی ہے	ہوتا ہے	ہوتا ہے	نہیں ہوتا، رقم پرانی بھی نہیں ہوتی، اس کی میعاد بھی اتنی ہی رہتی ہے
نفع نقصان کا اختیار	ہوتا ہے	محنت پر منحصر ہوتا ہے	نہیں ہوتا	مقرر شرح ہوتی ہے
محنت	نہیں ہوتی	مسلسل محنت ہوتی ہے	نہیں ہوتی	نہیں ہوتی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۱: مسلمان عورت

اسلام دنیا کا ایک ایسا واحد دین ہے جس کی ابتدائی تشکیل میں عورتوں کی برابر شمولیت پائی جاتی ہے۔ ازواج مطہرات امہات المؤمنین نے براہِ راست خود اس دین کی بنیادی تشریح و تعبیر میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ امت مسلمہ نے اپنے دین کا ایک تہائی حصہ حضرت عائشہؓ سے حاصل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ جیسے بڑے بڑے محدث صحابہ کرام بھی حضرت عائشہؓ شاگرد ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جب مجھے یا باقی صحابہؓ کو کسی بات میں مشکل ہوتی ہے تو ہم حضرت عائشہؓ سے پوچھ لیتے ہیں ان کا جواب بہت ہی تسلی بخش ہوتا ہے۔ اسی لیے باقی تمام ادیان میں عورت کو وہ حقوق اور مقام نہیں مل سکا جو اسلام نے دیا ہے۔ اسلام واحد دین ہے جو عورت مخالف نہیں ہے۔

جاہلیت کی وجہ سے آج بھی غیر مسلم معاشروں میں بیٹی کی پیدائش پر غم منایا جاتا ہے۔ آج بھی ایسے لوگ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے وہ خود غرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہو جاتے ہیں اور بیٹی کی پرورش پر ملنے والے عظیم اجر سے ناواقفیت کی وجہ سے بیٹی کی پیدائش پر غم مناتے ہیں۔ مثلاً چین اور ہندستان میں بیٹی کے حمل کو پیدائش سے پہلے ہی گرا دیا جاتا ہے۔ مغرب کے غیر مسلم معاشروں میں عورت کو اپنا خرچہ خود اٹھانا پڑتا ہے، عورت کے لیے شادی اور بچوں میں قانونی اور معاشرتی رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں، جب ایک عورت مالی بوجھ سے مجبور ہو کر جسم فروشی پر مجبور ہو جاتی ہے تو اس کو قانونی تحفظ حاصل کرنے کے لیے حکومت کو بھاری ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ ان ظالم ممالک میں جنسی غلاموں اور جنسی لونڈیوں کو نئے ناموں کے ساتھ قانونی تحفظ ملا ہوا ہے۔ فرانس میں عورت کو ایک مناسب لباس پہننے کی اجازت نہیں۔ ان بہت سے غیر مسلم معاشروں میں عورت پر فضول غیر فطری، عورت مخالف پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ غیر مسلم ممالک میں عورتوں کو جو بھی حقوق دیے گئے ہیں وہ صرف اسلام کی دیکھا دیکھی مجبوراً دیے گئے ہیں۔

اسلام عورت کو ایک بہت ہی مضبوط کردار عطا کرتا ہے۔ اسلام نے عورت کے تحفظ کے لیے پردے کا حکم دیا ہے عورت کے اعلیٰ مقام کو برقرار رکھنے کے لیے اس کا سب سے بنیادی حق یہ ہے کہ اس کو بے لباس نہ کیا جائے۔

س: اسلام میں عورت کا مقام بیان کریں (پ: ۳۸۱ سے ۳۸۶، ۳۹۳)

جنت کا حق: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی نیکی کرے گا، چاہیے وہ مرد ہو، یا عورت، اس کو اس کا پورا اجر دیا جائے گا **(سورۃ النساء)**۔

جنت میں عورتوں کی دوگنا تعداد: مسلم شریف میں ہے کہ لوگوں نے اس بات پر فخر کیا کہ آیا کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں زیادہ ہوں گی تو سیدنا ابوہریرہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ہر مرد کے لیے دو دو بیویاں ہوں گی **(صحیح مسلم کتاب الایمان)**۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنت میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی دوگناہ تعداد کی شاید یہ وجہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ مرد ہی بڑی بڑی تباہیاں پھیلاتے رہے ہیں۔ جتنی بھی ظالمانہ جنگیں ہوتی ہیں، جن میں لاکھوں کڑوڑوں انسان ہلاک ہو جاتے ہیں، وہ سب ہمیشہ مرد ہی کرتے ہیں۔ جتنے بھی بڑے بڑے فرعون، نمرود، قارون، ہامان اور ابولہب آئے ہیں، جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے، وہ ہمیشہ سب کے سب مردوں میں سے ہی تھے، قرآن کریم میں ذکر کی گئی ان بدترین لوگوں کی اس فہرست میں ایک بھی عورت کا نام نہیں ہے۔ کوئی بھی عورت اتنی زیادہ تباہیاں پھیلانے والی آج تک پیدا ہی نہیں ہوئی اور شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان بدترین مردوں کے مقابلے کے لیے بھی مردوں میں سے ہی تمام انبیائے کرامؑ بھیجے ہیں۔ البتہ اللہ کریم نے بہت سی عورتوں سے کلام کیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سے، حضرت موسیٰؑ کی والدہ سے، حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام سے، پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بیویوں سے، ان تمام عظیم ترین عورتوں سے اللہ کریم نے وحی کے ذریعے کلام فرمایا ہے۔

والدہ کا مقام

شکر گزاری: ''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے معاملے میں تاکید کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑانا ہوا اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ، میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے'' **(لقمان آیت ۱۴)**۔

حسن سلوک: اسلام میں والدہ کو والد سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے **(مفہوم حدیث)**۔ تمہارے رب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ تم کبھی بھی کسی کی بھی عبادت نہیں کرو گے سوائے اللہ کے اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک تمہیں بڑھاپے کی حالت میں ملے تو تم ان سے اف تک نہ کہو، نہ ہی تم ان کو جھڑکو، بلکہ ان سے اچھے طریقے سے بات کرو **(سورۃ الاسراء)**۔

وراثت میں حصہ: جبکہ اسلام میں والدہ کا وراثت میں حصہ عموماً والد کے برابر ہی ہوتا ہے **(سورۃ النساء)**۔

ادب احترام: حضرت امام حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ کیا انسان اپنے والدین سے جھگڑا کر سکتا ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ان کے جوتوں سے بھی نہیں۔

بیوی کا مقام

تحفظ اور رازداری: ''تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو'' **(سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)**۔ قیامت کو سب سے برا شخص بیوی کے راز فاش کرنے والا ہوگا **(مفہوم حدیث)**۔

محبت والفت: ''اور یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے معجزات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے میں سے ہی تمہارے لیے میاں بیوی کے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ایک دوسرے سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں'' **(سورۃ الروم آیت ۲۱)**۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اچھا سلوک: نبی ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے، اور یقیناً میں اپنی تمام بیویوں سے بہت اچھا سلوک کرتا ہوں'' **(جامع ترمذی، نبی ﷺ کی بیویوں کے فضائل)**۔

گھریلو تشدد کی ممانعت: پیارے نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنی بیویوں کو نہ مارو، **لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللهِ**، ایسے لوگ اچھے لوگ نہیں ہیں جو اپنی بیویوں کو مارتے ہیں **(مسند الدارمی، کتاب نکاح، باب بیویوں کو مارے کی ممانعت، صحیح)**۔

حق مہر: اپنی بیویوں کو ان کے حق مہر خوش دلی سے ادا کرو **(سورۃ النساء)**۔

دنیا کی سب سے بہترین نعمت: دنیا فائدے کی چیز ہے، دنیا کی سب سے بہترین قیمتی نعمت نیک بیوی ہے **(صحیح مسلم)**۔

بہن بیٹی کا مقام

اچھا سلوک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو وہ شخص جنت میں داخل ہو گا **(جامع ترمذی)**۔

زندگی کا حق: قرآن کریم میں بیٹی کی پیدائش پر خوش ہونے کی بجائے غم کرنے کو جاہلیت قرار دیا گیا، زمانہ جاہلیت میں جاہل لوگ اپنی بیٹیوں کو پیدائش پر قتل کر دیتے تھے، آج بھی ظالم لوگ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ اپنی بیٹیوں کا قبل از پیدائش اسقاط کرا لیتے ہیں، اسلام نے اس قبیح حرکت سے منع فرما دیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے 'نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو خرچوں کی تنگی کے خوف سے، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی زرق دیتے ہیں، ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے' **(سورۃ الاسراء)**۔ 'اور جب زندہ گاڑی ہوئی بیٹی سے سوال کیا جائے گا کہ کس جرم کی وجہ سے وہ قتل کی گئی' **(سورۃ التکویر)**۔

آگ سے بچاؤ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی ان بیٹیوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جائے تو یہ بیٹیاں اس کے لیے آگ سے بچاؤ بن جائیں گی'' **(صحیح بخاری)**۔

قیمتی بیٹیاں: 'لَا تُكْرِهُوا الْبَنَات، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ' یعنی 'بیٹیاں محبت کرنے والی ہوتی ہیں یہ تو بہت ہی قیمتی ہوتی ہیں' **(مسند احمد)**۔

س: مسلمان عورت کی وراثت کا تقابلی جائزہ پیش کریں

اگر ماں کا باپ سے، بیوی کا شوہر سے اور بیٹی کا بیٹے سے تقابل کیا جائے تو سورۃ النساء کے مطابق اسلام میں عورت کی وراثت تین ممکنہ طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(۱) مردوں کے برابر

(الف)۔ عموماً والدین کو برابر وراثت ملتی ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(ب)۔ کلالہ کے ماں زاد بہن بھائیوں کو برابر وراثت ملتی ہے۔

(۲)مردوں سے زیادہ

اسی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں جب ورثا میں شامل خواتین کو مردوں سے زیادہ حصہ ملے، تاہم اگر بیٹے کا بیٹی سے اور شوہر کا بیوی سے اور باپ کا ماں سے تقابل کریں تو یہ دو صورتیں ہیں۔

(الف)۔ والدین اور شوہر کو جب وراثت تقسیم کی جاتی ہے تو ماں کو باپ سے دوگنا حصہ ملتا ہے یعنی چھٹا باپ کا تہائی ماں کا اور آدھا شوہر کا۔

(ب)۔ والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتی بیٹی کو والدین اور شوہر کے ساتھ اکلوتے بیٹے کی نسبت زیادہ حصہ ملتا ہے۔

(۳)مردوں سے کم

بیٹے کو بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

س: مسلمان عورت کی گواہی کا تقابلی جائزہ پیش کریں

اسلام میں عورت کی گواہی تین ممکنہ طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(۱)مردوں کے برابر

(الف)۔ لعان کے جھگڑے میں ہر ایک اسلامی عدالت شوہر اور بیوی کی گواہی کو برابر برابر قبول کرتی ہے، یعنی اگر ایک شوہر اپنی بیوی پر الزام لگاتا ہے اور وہ اپنے الزام کے ثبوت کے لیے چار گواہ نہیں لا سکتا تو اس کو چار گواہوں کی بجائے چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھانی پڑتی ہے، اس کے مقابلے میں بیوی اگر اس الزام کا انکار کرتی ہے تو اس کو بھی چار بار ہی اللہ کی قسم کھانی پڑتی ہے **(سورۃ النور، آیتِ لعان)**۔ اگر اس معاملے میں عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے کم ہوتی تو بیوی کو چار قسموں کے جواب میں آٹھ قسمیں کھانی پڑتی، لیکن قرآن کریم سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں مرد اور عورت کی گواہی بالکل برابر ہوتی ہے۔

(ب)۔ عہد الست میں حضرت آدمؑ کے اولاد نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کی گواہی دی تھی، اس میں ہر مرد اور عورت اپنی گواہی کا خود ذمہ دار مانا گیا تھا **(سورۃ الاعراف، آیتِ عہدِ الست)**۔

(ج)۔ ایسے معاملات جن کا تعلق مالی معاملات سے یا مخصوص نسوانی معاملات سے نہیں ہوتا، ان میں مرد اور عورت کی گواہی ایک جیسی مانی جاتی ہے، جیسے چاند دیکھنا اور پھر اس سے رمضان یا عید کرنا۔ ان معاملات میں گھروں میں کام کرنے والی ایک مسلمان کنیز کی گواہی بھی معتبر ہوتی ہے۔

(۲)مردوں سے زیادہ

مخصوص نسوانی معاملات میں عورتوں کی گواہی زیادہ معتبر ہوتی ہے، جیسے رضاعت میں، عدت میں اور حمل وغیرہ میں عورتوں کی گواہی مردوں کی گواہی سے زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ حضرت عقبہؓ بن حارث نے حضرت ام یحییٰؓ بنت ابی وہاب سے شادی کی، پھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عقبہؓ کے سسر ابو وہاب کی ایک حبشی کنیز جن کا نام حضرت ثوبیہؓ تھا وہ آئیں اور انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہوا ہے اس لیے آپ دونوں مجھے اپنی شادی پر کچھ انعام دو، یہ بات سن کر حضرت عقبہؓ نے تمام متعلقہ لوگوں سے اس بارے میں معلوم کیا اور پھر حضرت عقبہ نبی پاک ﷺ کے پاس مدینہ میں آئے اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری حبشی کنیز کا خیال ہے کہ انہوں نے ہم دونوں کو دودھ پلایا ہے اور میں نے اس بارے میں اپنے خاندان اور اپنی بیوی کے خاندان اور حتی کہ ان کنیز کے گھر والوں سے بھی سب سے پتا کیا ہے کوئی بھی یہ بات تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ انہوں نے ہم دونوں کو دودھ پلایا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے دوسری طرف اپنا رخ کر لیا، حضرت عقبہؓ نے پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے پھر اپنا رخ موڑ لیا، حضرت عقبہؓ نے سامنے آکر پھر یہی سوال کیا اور عرض کیا کہ میں تو اپنی بیوی سے تعلق بھی کر چکا ہوں اور یہ ہماری حبشی کنیز جھوٹ کہ رہی ہیں ۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اب گواہی آگئی ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا، كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ، چنانچہ یہ دونوں الگ ہو گئے اور پھر انہوں نے کہیں اور جگہ شادی کر لی، **(صحیح بخاری، شرح مشکل الآثار، ترمذی، نسائی، احمد)**۔

(۳) مردوں سے کم

قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر مختلف قسم کی گواہیوں کا ذکر ہے، کہیں بھی عورت کی گواہی اور مرد گواہی میں کوئی فرق نہیں کیا گیا سوائے ایک مقام کے، جہاں پر قرض کے گواہوں کا ذکر ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہے کہ قرض کے لین دین میں پہلے سے جو گواہ مقرر کیے جاتے ہیں، ان کی تقرری کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ دو مسلمان مرد ہوں یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں، تاکہ اگر ان میں سے ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد کروادے **(سورۃ البقرہ، آیت دین)**۔

س: عورتوں کو ارکانِ اسلام میں کیا کیا رعایات دی گئی ہیں (پ: ۳۸۷ سے ۳۸۸)

اسلام میں پانچ ارکان ہیں: کلمہ نماز روزہ زکوٰۃ حج۔ ان تمام ارکانِ اسلام میں عورتوں کو رعایات دی گئی ہیں۔ اسلام میں عورتوں کے لیے بعض مخصوص نسوانی معمولات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے بہت سی رعایات موجود ہیں۔

(۱) کلمہ:

کلمہ ہر ایک مسلمان کے لیے فرض ہے، تاہم اگر کوئی عورت مرتد ہو جاتی ہے تو اس کی سزائے موت میں کمی ہو جاتی ہے۔

(۲) نماز اور دعائیں:

پانچ وقت کی نماز میں عورتوں کے لیے مسجد میں جانا ضروری نہیں ہے۔ اور جمعہ کی نماز عورتوں کے لیے ضروری نہیں ہے۔ بعض مخصوص نسوانی معمولات کی وجہ سے عورتوں کو نماز سے مکمل چھٹی بھی مل جاتی ہے مثلاً ماہواری اور زچگی میں عورتیں نماز بالکل نہیں پڑھتی تاہم عید کے موقعہ پر عورتوں کو عید گاہ میں ضرور آنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ اگر انہوں نے بعض مخصوص نسوانی معمولات کی وجہ سے نماز نہ بھی پڑھنی ہو تو بھی وہ عید اور حج کے دعائیہ اجتماعات میں ضرور شامل ہو جائیں۔ اسی طرح حاملہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور دودھ پلانے والی مائیں نماز ضرور پڑھیں گی، البتہ وہ اپنی نمازیں اپنی سہولت کے لیے جمع کر سکتیں ہیں، اور وہ اپنی نماز بیٹھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں۔

(۳) روزہ:

ماہواری اور زچگی میں روزے نہیں رکھے جاتے، یہ روزے بعد میں رکھنے پڑتے ہیں، یا ان روزوں کا فدیہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ تاہم حاملہ اور دودھ پلانے والی مائیں اگر چاہیں تو روزے رکھ لیں، چاہیں تو چھوڑ دیں، لیکن چھوڑے ہوئے روزے بعد میں پورے کرنے ہوں گے، یا ان کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

(۴) زکوٰۃ:

زکوٰۃ سالانہ بچت پر ڈھائی فیصد سالانہ کی شرح سے لاگو ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں اے نبی ﷺ آپ ﷺ ان سے فرمادیں کہ **جو استعمال سے بچ رہے**'' **(سورۃ البقرہ آیت ۲۱۹)**۔ یعنی زکوٰۃ صرف استعمال سے بچی ہوئی فارغ رہ جانے والی نقد رقم یا استعمال سے بچی ہوئی اشیاء پر ڈھائی فیصد سالانہ کی شرح سے لاگو ہوتی ہے اور زکوٰۃ استعمال میں رہنے والی چیزوں پر نہیں ہوتی، مثلاً مکان اور گاڑی وغیرہ پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ اس طرح امام شافعی اور امام مالک نے استعمال کی اشیاء میں عورت کے زیورات کو بھی شامل کر لیا ہے۔ یعنی ان کے مطابق اگر عورت اپنے ذاتی استعمال کے لیے زیورات خرید لیتی ہے اور انہیں استعمال میں رکھتی ہے تو ان زیورات پر عورت کو کوئی زکوٰۃ ادا نہیں کرنی پڑتی اسلام نے عورت کو اپنی نسوانی فطرت کی تسکین کے لیے زیورات کی شکل میں سونے چاندی کو اپنی ملکیت میں رکھنے کی اجازت دی ہے جبکہ امام ابو حنیفہ زیورات کو استعمال کی چیز نہیں بلکہ خرچ کی چیز یعنی نقدی قرار دیتے ہیں، اس لیے ان کے مطابق زیورات پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔

(۵) حج:

1. **عام سہولیات اور رعایات:** حج بھی اسلام کا اہم ترین رکن ہے اس کو عورتوں کا جہاد بھی کہا گیا ہے۔ حج میں عورتوں کو بہت سی سہولتیں اور رعایات دی گئی ہیں۔ عورتوں کے لیے **احرام** کا کوئی خاص لباس نہیں ہے، بس عام لباس پہن کر دو رکعات نماز پڑھ لیں اور نیت کر کے آہستہ سے تلبیہ پڑھ لیں۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی ماہواری یا زچگی کی حالت میں ہوں تو بھی وہ سوائے طواف کعبہ کے حج و عمرے کے تمام مناسک ادا کر سکتا ہے **(صحیح بخاری)**، یعنی وہ احرام کی نیت کر کے **عرفات، مزدلفہ اور منیٰ** میں تمام مناسک حج ادا کرتا ہے۔ عورتیں مناسک حج اور طواف و سعی کے لیے سواری استعمال کر سکتیں ہیں۔ عورتوں کو مخصوص نسوانی معمولات کی وجہ سے حج کے تمام واجبات میں رعایت یا مکمل معافی مل جاتی ہے۔ احرام، مزدلفہ، منیٰ، کنکریاں اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طواف کعبہ کے لیے طہارت کی شرط، یہ سب اعمال حج کے واجبات میں شامل ہیں۔ان سب میں عورتوں کو رعایات یا معافی مل جاتی ہے۔

2. **مزدلفہ میں سہولت:** عورتوں، بچوں، کمزوروں اور بوڑھوں کے لیے مزدلفہ میں پوری رات کھلے آسمان کے نیچے گزارنا ضروری نہیں ہے، وہ آدھی رات کے بعد اپنے منٰی کے خیموں میں جا سکتے ہیں، جیسا کہ پیارے نبی ﷺ نے اپنی عورتیں آدھی رات کو ہی منی کی طرف روانہ کر دی تھیں۔
3. **منی میں سہولت:** عورتیں، بچے اور بوڑھے منی میں کنکریاں مارنے کے لیے اگر خود نہ جانا چاہیں تو وہ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیج سکتے ہیں۔دو دن کی کنکریاں ایک ہی دن میں مار سکتے ہیں۔کنکریاں دن یا رات میں کسی بھی وقت مار سکتے ہیں۔
4. **طواف کعبہ میں سہولت:**: طواف کعبہ عموماً ذی الحجہ کی دس سے بارہ یا تیرہ تاریخ تک کر لیا جاتا ہے، تاہم اگر کوئی بیمار ہے یا بوڑھا ہے تو وہ اپنا طواف مہینے کے آخر تک کسی بھی وقت کر سکتا ہے۔اسی طرح اگر کسی کو ماہواری یا زچگی کی وجہ سے کسی نے اپنی طہارت کا انتظار کرنا ہو تو وہ طواف کعبہ کو کسی بھی وقت کر سکتا ہے، لیکن اگر کسی کو وطن واپس جانے کی جلدی ہو تو وہ پھر اسی حالت میں طواف کعبہ کرے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

	کلمہ	نماز	روزے	زکوٰۃ	حج
عمومی صورت حال	ارتداد کی سزا عموماً موت کی بجائے عمر قید میں تبدیل ہو جاتی ہے	پانچ وقت کی نماز مکمل اور وقت پر ادا کی جائے	ومضان کے روزے رکھے	ذاتی استعمال کے زیورات پر عورت کو زکوٰۃ ادا نہیں کرنی ہوتی	(۱) مخصوص احرام نہیں ہوتا (۲) طواف میں رمل یعنی اکڑ کر نہیں چلنا ہوتا (۳) ملین اخضرین پر بھاگنا نہیں ہوتا (۴) مزدلفہ میں چاہیں تو پوری رات نہ گزاریں، بلکہ آدھی رات کو منی جا سکتیں ہیں
نسوانی ذمہ داریاں (دودھ پلانا، حمل)	ایضاً	اپنی سہولت کے مطابق نمازیں جمع کر سکتی ہے، بیٹھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں	روزے سہولت سے رکھ سکتیں ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ بعد میں رکھ لیں	ایضاً	(۱) کنکریاں خود مارنے کی بجائے کسی اور کو بھی کہہ سکتیں ہیں (۲) طواف کعبہ کے لیے سواری استعمال کر سکتی ہیں (۳) صفا مروہ کی سعی کے لیے سواری استعمال کر سکتی ہیں
نسوانی معمولات (ماہواری، زچگی)	ایضاً	نمازوں سے مکمل طور پر چھٹی ہوتی ہے یہ بعد میں بھی نہیں پڑھنی ہوتیں	چھوڑے ہوئے روزے بعد میں رکھنے ہوتے ہیں یا ان کا فدیہ دینا ہوتا ہے	ایضاً	طہارت کے انتظار کی وجہ طواف کعبہ کو مؤخر کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر کوئی مسافر ہو تو اس کو سفر کا شرعی عذر مل جاتا ہے اور وہ اسی حالت میں غسل کر کے طواف کرتا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: عورتوں کے لیے پیسہ کمانے کے ذرائع اور قرآن کریم میں ذکر کیے گئے پردے کے احکامات بیان کریں (پ: ۳۸۹ سے ۳۹۲)

اسلام میں عورتوں کے اوپر کسی قسم کی مالی ذمہ داری یا بوجھ نہیں ڈالا گیا، عورت کا باپ یا شادی کے بعد عورت کا شوہر اس کے تمام خرچہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ تاہم پھر بھی اگر کبھی حالات عورت پر مالی ذمہ داریاں ڈال دیں تو اسلام اس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ قرآن کریم میں عورتوں کو پیسہ کمانے کے ذرائع سے منع نہیں کیا گیا۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ وہ سود، جوا اور نشہ آور اشیاء یا ان سے جڑے ہوئے پیسہ کمانے کے ذرائع سے مکمل طور پر بچیں، کیونکہ یہ سب چیزیں اسلام میں حرام ہیں۔

اسی طرح عورت جب گھر سے نکلے تو اس پر حیا اور پردہ کے لازمی احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ اسلام میں یہ ضروری ہے کہ ایک انسان بے حیائی اور زناکاری سے ضرور بچے۔ اس کے لیے یہ بھی ضروری کہ وہ اپنی ذات میں اس قسم کا ماحول بنائے کہ وہ خود ہی ان حرام کاموں سے باآسانی محفوظ رہ سکے۔ جس کے لیے قرآن کریم نے حیا اور پردے کے احکامات نازل کیے ہیں۔

قرآن کریم میں ذکر کیے گئے حیا اور پردے کے احکامات

اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی خوبصورتی کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے وہ جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھا لیا کریں۔ البتہ عورتوں کے لیے اپنے خاوند، اپنے باپ، سسر، بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں سوتیلے بیٹے، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی ہی قسم کی عورتوں اور کنیز غلاموں کے سوا اور ان نوکروں کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں اس سب سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ جبکہ ان لوگوں کے سوا کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں اس طرح زمین پر نہ ماریں کہ ان کا چھپا ہوا زیور ظاہر ہو جائے اور اے مومنو سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ (**سورۃ النور**)۔ اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جو اب نکاح کی آرزو نہیں رکھتی ہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ اگر وہ اپنے دوپٹے اتار دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں، البتہ ان کا اس سے بھی احتیاط کرنا ان کے لیے بہتر ہے، اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے (**سورۃ النور**)۔ اے ایمان والو نبی پاک ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہو، مگر یہ کہ تم کو کسی کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے، اس صورت میں تم کھانے کی تیاری کے انتظار میں نہ لگے رہو، لیکن جب تم کو بلایا جائے تو ضرور آؤ، پھر جب تم کھانا کھا چکو تو واپس چلے جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو، تمہاری یہ حرکتیں نبی کریم ﷺ کو تکلیف دیتی تھیں لیکن وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے اور اللہ حق کے اظہار میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، اور جب تم کو نبی ﷺ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے، تمہارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کی بیویوں سے اس کے بعد نکاح کرو، یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے (**سورۃ النور**)۔ ازواجِ نبی ﷺ پر کوئی گناہ نہیں ان کے باپوں کے بارے میں، اور نہ ان کے بیٹوں کے بارے میں، اور نہ ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بھائیوں کے بارے میں، اور نہ ان کے بھتیجوں کے بارے میں، اور نہ ان کے بھانجوں کے بارے میں، اور نہ ان کے میل جول کی عورتوں کے بارے میں، اور نہ ان کے مملوکوں کے بارے میں، اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیشک اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے (**سورۃ الاحزاب**)۔ اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے گھونگٹ لٹکا لیا کریں، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں، پس ان کو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے (**سورۃ الاحزاب**)۔

س: شادی کے لیے اسلامی ترجیحات بیان کریں (پ: ۳۹۴)

مردوں کے لیے نکاح کی ترجیحات بیان کریں

اسلام میں نکاح محض ایک جنسی لذت کا حصول نہیں بلکہ یہ ایک بہت ہی پاکیزہ اور بے مثال خوبصورت ترین رشتہ ہے جس کا اس پورے جہاں میں کوئی اور نعم البدل موجود نہیں ہے۔ فطرت کے اس جذبہ کو حاصل کرنے کے جتنے بھی غیر فطری راستے موجود ہیں اُن سب کے بہت ہی برے نفسیاتی اور بہت ہی خطرناک طبّی اور معاشرتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جبکہ نکاح کے بہت دور رس مثبت نفسیاتی اور بہت سے مفید معاشرتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے نکاح کے لیے چند اہم ترجیحات ذکر کی ہیں جو کہ یہ ہیں۔

(۱) دین دار نیک عورت: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عام طور سے نکاح چار وجوہات سے کیا جاتا ہے مال کی وجہ سے حسب کی وجہ سے حسن کی وجہ سے اور دینداری کی وجہ سے تم دیندار عورت کو ترجیح دو گے تو ہی یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا" (**سنن ابوداؤد**)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صرف خوبصورتی کی خاطر شادی نہ کرو، کہیں خوبصورتی اخلاقی گراوٹ کی وجہ نہ بن جائے، دولت کی لالچ سے شادی نہ کرو ممکن ہے نہ بیوی کی نافرمانی کی وجہ بن جائے، تم دین کی بنیاد پر شادی کرو" (**ابن ماجہ**)۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "کیا میں تجھ کو وہ بات نہ بتاؤں جو سب چیزوں سے بہتر ہے، وہ نیک بیوی ہے کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب کسی بات کا حکم دے تو اس کی تعمیل کرے اور اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اس کے حقوق کی حفاظت کرے" (**سنن ابوداؤد**)۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دنیا فائدہ کی چیز ہے لیکن نیک بیوی سے بڑھ کر فضیلت والی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہے" (**سنن ابن ماجہ**)۔

(۲) حسب نسب والی خاندانی عورت: حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اچھی خاندانی عورتوں سے شادی کرو، کیونکہ خاندانوں کا اثر سات نسلوں تک جاتا ہے"۔

(۳) دل پسند خوبصورت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تم ان لڑکیوں سے شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں" (**سورۃ النساء آیت ۳**)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴) زیادہ بچوں والی زیادہ پیار کرنے والی: حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسی عورت کا رشتہ مل رہا ہے جو خوبصورت بھی ہے اور خاندانی بھی لیکن اس کے اولاد نہیں ہوتی تو کیا میں اس سے شادی کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو شوہر سے محبت کرنے والی ہو اور زیادہ بچے لینے والی ہو کیونکہ میں باقی امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے تم پر فخر کروں گا **(سنن ابوداؤد)**۔

عورتوں کے لیے نکاح کی ترجیحات بیان کریں

(۱) نیک اور اچھے اخلاق والے آدمی سے بروقت نکاح: حضرت ابوہریرہ ؓ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تمہیں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین و اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت فساد ہو گا'' **(جامع ترمذی)**۔

(۲) نکاح میں کفو: نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تین چیزوں میں کبھی تاخیر نہیں کرنی چاہیے، نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب وہ تیار ہو جائے، غیر شادی شدہ عورت کی شادی جب اس کا کفو مل جائے **(جامع الترمذی)**۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''میں اعلیٰ خاندانی عورتوں کی شادی کم خاندان کے مردوں سے نہیں ہونے دوں گا'' **(ابن شیبہ)**۔ کفو کا مطلب ہے ہم پلہ برابری، نکاح کے لیے ان باتوں میں برابری دیکھی جا سکتی ہے۔ بعض چیزوں میں کفو لازمی ہوتا ہے اور بعض چیزوں میں کفر صرف بہتر ہوتا ہے (۱) دین یعنی لڑکا نماز روزے کا پابند ہو، یہ لازمی ہے (۲) اخلاق و شرافت یہ لازمی ہے (۳) عقل مندی یعنی بے وقوف کم عقل نہ ہو یہ لازمی ہے (۴) اسلام میں اگرچہ ذات برادری کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے پھر بھی حسب نسب یعنی لڑکا خاندانی طور پر لڑکی کے خاندان کے برابر یا بہتر ہو تو یہ بہتر ہے (۵) خوبصورتی، یہ بہتر ہے (۶) مال و دولت حلال روزی یہ لازمی ہے کہ حلال روزی ہو (۷) اسلام میں اگرچہ ہم عمر ہونے کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے تاہم پھر بھی اگر ہم عمر ہوں یعنی عمر میں زیادہ فرق نہ ہو تو بہتر ہے (۸) ہم پیشہ یعنی لڑکے کا پیشہ لڑکی کے خاندانی پیشہ سے ملتا جلتا پیشہ ہو تو یہ بہتر ہے (۹) آزاد ہو غلام نہ ہو، آزاد عورت کی شادی آزاد مرد کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے (۱۰) بہتر شہریت والا ہو یعنی شہر کی لڑکی کا نکاح گاؤں میں نہ کیا جائے تو بہتر ہے (۱۱) جسمانی معذوری نہ ہو یعنی لڑکی اگر جسمانی طور پر ٹھیک ٹھاک ہے تو لڑکا بھی ایسا ہی ہو۔

س: مرد و عورت کے اجتماعی تعلقات کے بارے میں اسلامی تعلیمات بیان کریں (پ: ۳۹۶ سے ۴۰۱)

اسلام میں شادی محض ایک لذت کے حصول کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ بہت اہم ترین معاشرتی، معاشی اور مذہبی عوامل جڑے ہوتے ہیں۔ شادی دو افراد کو ہی نہیں بلکہ دو خاندانوں کو جوڑتی ہے۔ شادی ایک معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی گھر کو تشکیل دیتی ہے۔ چنانچہ جیسے ایک معاشرہ اور ایک ریاست بغیر دستور کے نہیں قائم رہ سکتی اسی طرح ایک گھر کو قائم رکھنے کے لیے بھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قوائد وضوابط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام شوہر اور بیوی کے اجتماعی تعلقات کو قائم رکھنے کے لیے دونوں کو اصول وضوابط دیتا ہے۔

مرد یعنی شوہر کی ذمہ داریاں (بیوی کے حقوق)

گھریلو تحفظ: شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو گھریلو تحفظ اچھی طرح سے فراہم کرے۔ ''تم اپنی بیویوں کو اپنی حیثیت کے مطابق رہائش وہی رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ'' **(سورۃ الطلاق آیت ۶)**۔

حسن معاشرت اور اچھا سلوک: نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہے **(حدیث)**۔ اسی طرح قرآن کریم انسان کی جسمانی حالت کا خیال کرتے ہوئے شوہروں کو ماہواری اور زچگی میں اپنی بیویوں سے تعلق قائم کرنے سے منع کرتا ہے۔ ''اے نبی ﷺ یہ لوگ آپ ﷺ سے ماہواری کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ ان سے کہ دیجیے کہ یہ ایک گندہ خون ہے، اس لیے الگ رہا کرو اپنی بیویوں سے ماہواری کی حالت میں، اور تم اپنی بیویوں سے تعلق قائم نہ کرو جب تک وہ اس خون سے صاف ہو جائیں، پھر جب وہ اس سے پاک ہو جائیں تو ان سے تعلق قائم کرو جہاں سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی بیویوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ توبہ کرنے والوں محبت کرتا ہے اور صفائی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے'' **(البقرہ آیت ۲۲۲)**۔ بیوی کے ساتھ ماہواری میں ہر قسم کے معاشرتی اور گھریلو معاملات اور تعلقات جائز ہیں، صرف میاں بیوی کا مخصوص تعلق قائم کرنا منع ہے **(صحیح مسلم)**۔ مسلمان کسی بھی حالت میں ناپاک نہیں ہوتا البتہ صرف ماہواری کا خون ناپاک ہوتا ہے۔

شادی کو صرف محبت کی بجائے اسلام اور احسان کی بنیاد پر قائم رکھنا: آج کل یہ سمجھا جاتا ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان تعلق کی واحد بنیاد صرف محبت ہے، لیکن قرآن کریم میاں بیوی کے اس خوبصورت تعلق کو محبت کے ساتھ ساتھ دنیا وآخرت کی بڑی بڑی بھلائیوں سے بھی جوڑتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے مطابق محبت اگر کچھ عرصہ کے لیے معطل بھی ہو جائے پھر بھی شوہر اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے ''اے ایمان والو تم اپنی بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کیا کرو حتی کہ اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو پھر بھی ان سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عین ممکن ہے کہ ایک چیز جس سے تم کو نفرت ہو لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں بڑی بھلائی پیدا کر دے'' **(سورۃ النساء آیت ۱۹)**۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کم ہی گھر ہیں جو صرف محبت پر قائم ہوتے ہیں، گھر تو اصل میں اسلام اور احسان کی بنیاد پر قائم رہتے ہیں **(امام خرائطی کی کتاب مساوئ الاخلاق، صحیح)**۔

وراثت میں حصہ: اسلام شوہر اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا لازمی وارث قرار دیتا ہے **(سورۃ النساء آیت ۱۲)**۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خرچہ: ''تمہاری ذمہ داری ہے اپنی بیویوں کا کھانا اور ان کا لباس دستور کے مطابق، کسی شخص کو ذمہ داری نہیں دی جاتی مگر اس کی حیثیت کے مطابق'' **(البقرہ آیت ۲۳۳)**۔

عدل: اسلام ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔ ''جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو، تین تین، چار چار تک نکاح کر لو اور اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تم ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر بس کرو'' **(سورۃ النساء آیت ۳)**۔

شادی نبھانا اور تعلق قائم رکھنا: اسلام نے شوہر بیوی کے باہمی کے تعلقات میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کے بھی احساسات کا مکمل خیال رکھا ہے قرآن کریم نے شوہر کو حکم دیا ہے کہ وہ کبھی بھی اپنی بیوی کو بالکل لاتعلق نہ چھوڑے **(سورۃ النساء آیت ۱۲۹)**۔ اگر ایسی کوئی صورت ہوتی ہے تو اس کے لیے قرآن کریم نے زیادہ سے زیادہ چار ماہ کی مدت مقرر کی ہے **(سورۃ البقرہ آیت ۲۲۶)**۔ شوہر بیوی کے جسمانی تعلقات قائم نہ رکھنے کی یہ انتہائی مدت ہے۔ اس کے بعد بھی اگر حالات ٹھیک نہیں ہوتے تو بیوی خلع لے سکتی ہے۔

بیوی کی ذمہ داریاں (شوہر کے حقوق)

اطاعت: بیوی کی ذمہ داری ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ تعاون کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'نیک بیویاں، فرمانبردار بیویاں'' **(سورۃ النساء آیت ۳۴)**۔

شکر گزاری: بیوی کو مشکل اور خوشحالی میں اپنے شوہر کا شکر گزار رہنا چاہیے اور کسی بھی حال میں ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔

مال کی حفاظت: بیوی کی ذمہ داری ہے کہ وہ شوہر کے مال کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کا مال ضائع ہونے سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'نیک بیویاں، فرمانبردار بیویاں جو غیبی طور پر حفاظت کرتی ہیں ہر اس چیز کی جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے یعنی اپنے شوہروں کے مال کی'' **(سورۃ النساء آیت ۳۴)**۔

شوہر کی عزت کی حفاظت: ''نیک بیویاں، فرمانبردار بیویاں جو غیبی طور پر حفاظت کرتی ہیں ہر اس چیز کی جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے یعنی اپنے شوہروں کی عزت کی'' **(سورۃ النساء آیت ۳۴)**۔

شوہر کی نسل کی حفاظت: بیوی پر ایک خاص ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی نسل اور نسب کی غیبی طور پر حفاظت کرتی ہے۔ شوہر گھر میں نہیں ہوتا پھر بھی اس کو یقین ہوتا ہے کہ میری بیوی میری نسل اور میرا نسب محفوظ رکھے گی ''نیک بیویاں، فرمانبردار بیویاں جو غیبی طور پر حفاظت کرتی ہیں ہر اس چیز کی جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے یعنی اپنے شوہروں کی نسل کی'' **(سورۃ النساء آیت ۳۴)**۔

بچوں کی اور گھر کی حفاظت: ''نیک بیویاں، فرمانبردار بیویاں جو غیبی طور پر حفاظت کرتی ہیں ہر اس چیز کی جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے یعنی اپنے شوہروں کے بچوں کی اور گھر کی'' **(سورۃ النساء آیت ۳۴)**۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وراثت میں حصہ: اسلام شوہر اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا لازمی وارث قرار دیتا ہے (**سورۃ النساء آیت ۱۲**)۔

س: قوائد و ضوابط سے منحرف ہونے کی صورت میں میاں بیوی کے اختیارات بیان کریں (پ: ۳۸۲، ۳۹۵، ۴۰۵)

بیوی کے قوائد و ضوابط سے منحرف ہونے کی صورت میں شوہر کے اختیارات

گھریلو حل: اگر ایک آدمی کو خطرہ ہے کہ اس کی بیوی اس کی نسل اور نسب کی حفاظت نہیں کرتی بلکہ اس میں خیانت کی مرتکب ہوتی ہے تو وہ اپنی بیوی کو راہِ راست پر لانے کے لیے سمجھائے، اس کا بستر الگ کر دے اور اس کے ساتھ جسمانی تعلق قائم نہ کرے تاکہ اس نسل میں خیانت کے بارے میں معلوم ہو سکے، اور اس کو مارے لیکن اگر اس کی بیوی باز آ جائے تو وہ اس کو معاف کر دے۔ نبی اکرم ﷺ نے **خطبہ حجۃ الوداع** کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ''میں تمہیں بیویوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں، تمہیں ان پر کوئی اختیار نہیں سوائے یہ کہ اگر وہ واضح طور پر زنا کی مرتکب ہوں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کے بستر الگ کر دو، اور ان کو ہلکی مار مارو لیکن اگر وہ باز آ جائیں تو انہیں معاف کر دو'' (**جامع الترمذی، ابواب الرضاع عن رسول اللہ ﷺ، شوہر کا بیوی پر حق**)۔ قرآن کریم میں بھی یہ حکم ذکر کیا گیا ہے کہ شوہروں کے مقابلہ میں بیویوں کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ''وہ شوہر کی عدم موجودگی میں اس کے نسب کی حفاظت کریں، ورنہ دوسری صورت میں اگر تمہیں خطرہ ہو ہو کہ وہ اس ذمہ داری سے انحراف کرتیں ہیں تو تم ان کو سمجھاؤ، ان کے بستر الگ کر دو، اور ان کو مارو لیکن اگر وہ باز آ جائیں تو انہیں معاف کر دو'' (**سورۃ النساء آیت ۳۴**)۔ شاید بیویوں کی اس فطری، جبلی اور انوکھی ذمہ داری کی وجہ سے شوہروں کو ایسا ایک انوکھا حق دیا گیا ہے کہ وہ اس معاملہ کو ریاستی یا خاندانی عدالتوں میں لے جانے سے پہلے گھریلو طور پر بھی طے کر سکتے ہیں، کیونکہ اگر کوئی شوہر زنا کرے تو بھی اس کی بیوی کے نسب میں کسی قسم کی خرابی کا کوئی بھی امکان محال ہے جبکہ دوسری طرف اگر ایک بیوی زنا کرے تو اس کے شوہر کا نسب داغدار ہو سکتا ہے، چنانچہ بستر الگ کرنے سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ زنا کے نتیجہ میں کہیں اس کے شوہر کے نسب میں کوئی خیانت تو نہیں آ گئی، نسب میں خیانت کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ ایک برے کردار والی بیوی بعض اوقات اپنی کسی ناجائز لیکن گہری محبت کے حصول کے لیے اپنے جعلی محبوب کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی شوہر کو اور حتی کہ بعض اوقات اپنے بچوں کو کوئی خفیہ نقصان پہنچا سکتی ہے یا اپنا راز ظاہر ہو جانے کے خوف سے وہ انہیں راستے سے بھی ہٹا سکتی ہے ایسی صورت میں وہ بہت زیادہ خطرناک اور مکار ہو سکتی ہے خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں سورۃ النساء کی اس آیت مبارکہ کو زیادہ بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے، اور یہی بات اس آیت مبارکہ کی اندرونی شہادت سے بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ''نیک عورتیں شوہر کے نسب کی محافظ ہوتی ہیں البتہ اگر کوئی اس فطرت کے خلاف اٹھ کھڑا ہو نشوزاً ، اور مخالفت کرے اس حفاظت کی تو اس صورت میں یہ مارنے کی اجازت ہے (**سورۃ النساء آیت ۳۴**)'' یعنی قرآن کریم میں بیوی کو مارنے کی اجازت صرف زنا کی صورت میں دی گئی ہے۔ اسلام ایک فطری دین ہے اور اس کا مزاج ظلم و تشدد کے سخت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہے خاص طور پر گھریلو تشدد کی اسلام میں ممانعت ہے۔ جیسا کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنی بیویوں کو نہ مارو، **لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللهِ**، ایسے لوگ اچھے لوگ نہیں ہیں جو اپنی بیویوں کو مارتے ہیں **(مسند الدارمی، کتاب نکاح، باب بیویوں کو مارے کی ممانعت)**۔

خاندانی حل: اگر میاں بیوی کے گھریلو مسائل گھریلو طریقے سے حل نہ ہو رہے ہوں تو دونوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے مسائل خاندان کے بڑوں کے سامنے پیش کریں اور ''ایک سمجھ دار آدمی شوہر کے خاندان کا اور ایک سمجھ دار آدمی بیوی کے خاندان کا دونوں مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا حل کریں گے'' **(سورۃ النساء آیت ۳۵)**۔

عدالتی حل: سورۃ النور کے مطابق اگر ایک شوہر کو معلوم ہوا ہے کہ اس کی بیوی اس کی نسل کی محافظ نہیں ہے اور شوہر اس معاملے کو گھریلو یا خاندانی طریقے سے حل کرنے کی بجائے عدالت میں لے جاتا ہے تو وہ اپنی بیوی کے خلافت عدالت میں چار بار قسم کھا کر زنا کا الزام لگاتا ہے تو وہ عدالت کے ذریعے اپنی بیوی کو سزا دلوا سکتا ہے۔ اگر عدالت کو معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کا دعوی درست ہے تو عدالت اس کی بیوی کو سنگسار کر دے گی، لیکن اگر عورت قسمیں کھا کر اپنے اوپر سے اس الزام کا انکار کر دیتی ہے تو یہ عورت عدالتی سزا سے بچ جائے گی لیکن عدالت ان دونوں کی علیحدگی کروا دے گی اور عورت کا وہ بچہ جس سے مرد انکار کر رہا ہے وہ صرف ماں کی وراثت ہی حاصل کر پائے گا۔ شوہر اور بیوی کے جھگڑے کی صورت میں شوہر اور بیوی کو گواہی کو برابر تسلیم کیا جاتا ہے۔

قوائد و ضوابط کی خلاف ورزی کی صورت میں بیوی کے اختیارات

اگر ایک عورت کو یہ شکایت ہے کہ اس کا شوہر گھریلو تشدد کرتا ہے اور اپنی بیوی بچوں کا خیال نہیں رکھتا یا خود تو اعلی رہائش اور اعلی خوراک استعمال کرتا ہے لیکن ان کو یہ تمام سہولتیں نہیں دیتا، تو وہ اس مسئلہ کو مندرج ذیل طریقوں سے حل کر سکتی ہے۔

گھریلو حل: عورت اپنے شوہر کو راہِ راست پر لانے کے لیے اس کو سمجھائے اور صلح صفائی سے معاملے کو حل کر لے۔ ''اور اگر کوئی عورت اندیشہ کرے اپنے شوہر سے بد سلوکی یا بے رخی کا تو کوئی مضائقہ نہیں ان دونوں پر کہ آپس میں صلح کر لیں، صلح بہر حال بہتر ہے، مزاجوں میں لالچ پائی جاتی ہے، اور اگر تم احسان کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے اچھی طرح واقف ہے'' **(النساء آیت ۱۲۸)**۔

خاندانی حل: اگر میاں بیوی کے گھریلو مسائل گھریلو طریقے سے حل نہ ہو رہے ہوں تو دونوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے مسائل خاندان کے بڑوں کے سامنے پیش کریں اور ''ایک سمجھ دار آدمی شوہر کے خاندان کا اور ایک سمجھ دار آدمی بیوی کے خاندان کا دونوں مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا حل کریں گے'' **(سورۃ النساء آیت ۳۵)**۔

عدالتی حل: اگر شوہر گھریلو یا خاندانی طریقے سے راہِ راست پر نہیں آ رہا تو بیوی کو عدالت کے ذریعے علیحدگی کا حق حاصل ہے، مثلاً اگر ایک شوہر اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ جسمانی تعلق قائم نہیں رکھتا تو اس کی بیوی کو عدالت کے ذریعے علیحدگی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لینے کا پورا حق حاصل ہے اس کو شرعی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ ''پھر اگر گھریلو مسائل کی وجہ سے تمہیں خوف ہو کہ شوہر اور بیوی دونوں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو پھر ان پر کوئی حرج نہیں کہ بیوی کچھ دے کر شوہر سے اپنی جان چھڑا لے، یہ اللہ کی تعلیمات ہیں سو ان سے آگے نہ بڑھو، اور جو شخص اللہ کی حدود سے آگے بڑھتا ہے سو وہی لوگ ظالم ہیں (**سورۃ البقرہ آیت ۲۲۹**)۔

س: تعدد ازواج پر مختصر روشنی ڈالیں (پ: ۴۰۲ سے ۴۰۴)

تعدد ازواج کا مطلب ہے ایک آدمی کا ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا۔ مغربی قوانین ایک مرد کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں دیتے لیکن افسوس ہے ان قوانین پر کہ یہ قوانین ایک مرد یا عورت کو ایک ہی وقت میں کئی کئی جنسی دوست رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ یعنی مغربی قانون کے مطابق ایک آدمی اپنی بیوی سے چوری زناکاری کر سکتا ہے لیکن دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہندوستان سمیت بہت سے غیر مسلم ممالک میں ایک عورت بھی اپنے شوہر سے بے وفائی کا قانونی حق رکھتی ہے۔ مغرب نے بے حیائی کو قانونی تحفظ تو دے دیا ہے لیکن وہ انسانی جبلت کو تبدیل نہیں کر سکا، کیونکہ آج کل بہت سے غیر مسلم ممالک میں بہت سی معاشرتی لڑائیوں اور غیرت کے نام پر قتل و غارت گھریلو تشدد کے پیچھے اسی قسم کے چوری بے وفائی کے قصے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی قانون انسانی جبلت، فطرت اور معاشرتی ضروریات کے زیادہ قریب ہے۔ اسلام میں مرد و عورت کا کوئی بھی تعلق خفیہ رکھنا منع ہے۔ تاریخی طور پر کسی بھی نبی نے حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایک سے زیادہ شادیوں پر پابندی نہیں لگائی۔ تاہم اسلام نے بیویوں کی تعداد کو چار تک محدود کر دیا ہے۔

یہ سچ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور اپنی عمر سے بہت کم عمر کی عورتوں سے بھی شادیاں کیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا ایک نبی کی شان کے خلاف نہیں ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ایسا کیا۔ باقی تمام انبیائے کرام کی بھی شادیاں اور بچے تھے۔ ایک نبی کا موازنہ صرف ایک نبی سے ہی کیا جا سکتا ہے، پیارے نبی ﷺ نے جو کام کیے ہیں سابقہ تمام انبیائے کرام وہ کام کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کی خود اجازت دی ہے۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَه سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَقْدُوْرًا **(الاحزاب: ۳۸)** نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان سے پہلے انبیائے کرام پر بھی جو گزر چکے ہیں اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ نے تعددِ ازواج کے اصول متعین کر دیے ہیں۔ ''عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے دو دو، تین تین، چار چار تک نکاح کر لو اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر بس کرو'' (**سورۃ النساء: آیت ۳**)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تعدد ازواج کے فوائد

(۱)اولاد کا حصول (۲)امت کی آبادی بڑھانا(۳)زائدُ العمر کنواری، بیوہ اور طلاق یافتہ عورتوں کا گھر بسانا(۴)بے نکاح جوڑوں کے نکاح سے بے حیائی کا خاتمہ (۵)شادی میں عمومی سہولت سے زنا میں مشکل پیدا ہوتی ہے۔

تعدد ازواج کے اصول

یہ اسلام کی ایک بہت ہی زبردست خوبی ہے کہ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔دوسرے مذاہب، خاص طور پر ہندو مت اور عیسائیت میں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ صرف ایک شادی،اور کوئی طلاق کی اجازت نہیں اور حتی کہ شوہر کی وفات کے بعد بھی عورت دوسری شادی نہیں کر سکتی۔اسلام نے طلاق یافتہ اور بیواؤں کو دوسری شادی کے ذریعہ گھر بسانے کی اجازت دی ہے۔جنگ عظیم دوم میں جرمنی میں بہت زیادہ مرد مارے گئے، عورتیں کثرت سے بیوہ ہو گئیں، عورتوں نے حکومت سے مردوں کی ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت کا مطالبہ کیا،تاکہ وہ اپنے گھر بسا سکیں، لیکن انہیں گھر بسانے کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ ان سے کہا گیا کہ تم بغیر شادی کے مردوں کے ساتھ رہ لیا کرو، یہ ظلم یورپ میں آج تک قانونی تحفظ کے ساتھ موجود ہے۔
دوسری شادی اسلام کی ایک بہت ہی زبردست خوبی ہے لیکن ہمارے ملک میں تعدد ازواج کا تجربہ بعض اوقات چند وجوہات کی بناپر ناکام ہو جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ لوگ کسی لالچ میں آکر یا بعض اوقات نیک نیتی سے بھی ایک سے زیادہ شادیاں کر تو لیتے ہیں لیکن اپنی بیویوں کے اسلام کے مقرر کیے ہوئے **حقوق** پورے نہیں کرتے۔دوسری بات یہ ہے کہ تمام بیویوں کا آپس میں **عدل** قائم رکھنا ایک مشکل کام ہے، جو عام طور پر مرد نہیں کرتے جس کی وجہ سے پہلی بیوی کی حق تلفی ہوتی ہے۔تیسری اور سب سے اہم ات یہ ہے کہ عام طور پر مرد دوسری شادی کے اختیار کو ایک **دھمکی یا طعنے** کے طور پر پہلی بیوی کو تنگ کرنے کے لیے بطور ہتھیار کے لیے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے پہلی بیوی اپنے شوہر کی دوسری شادی کو اپنی **ناکامی اور بے عزتی** خیال کرتی ہے۔یہ باتیں قرآن کریم میں بتائے گئے اصولوں کے خلاف ہیں۔تعدد ازواج اسی صورت کامیاب ہو سکتی ہے جب قرآن کریم کے اصولوں کے مطابق اس کو بنایا جائے۔

(۱)تمام بیویوں کے حقوق پورے کیے جائیں (۲)تمام بیویوں میں برابری اور عدل قائم رکھا جائے، تمام بیویوں کو برابر عزت دی جائے (۳)دوسری شادی سے پہلی بیوی کو کوئی بھی نقصان نہ پہنچایا جائے (۴)دوسری شادی کر کے پہلی بیوی کے نقص نہ نکالیں جائیں کہ اس میں یہ یہ کمی ہے اس لیے میں نے دوسری شادی کی ہے، بلکہ دوسری شادی پہلی بیوی کے نقص نکالے بغیر کی جائے، اسلام میں دوسری شادی کرنے کے لیے کسی کو کوئی وجہ بتانے کی، یا کسی قسم کے بہانے بنانے کی، یا پہلی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی (۵)دوسری شادی کے حق کو پہلی بیوی کے خلاف دھمکی اور طعنے کے طور پر استعمال نہ کیا جائے کہ جس کی وجہ سے پہلی بیوی اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کرے۔(۶) کوئی بھی شادی خفیہ دوستی کر کے نہ کی جائے۔ (۷)عمر،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رنگ، قد، خوبصورتی ذات، قبیلے، پیسہ، وغیرہ کی بنیاد پر بیویوں کا آپس میں تقابل نہ کیا جائے، اگر کوئی ایسا کرے تو اسے فوراً منع کر دیا جائے۔ (۸) الگ رہائش اور الگ باورچی خانہ ہو، یہ سب باتیں ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سنت سے معلوم ہوتی ہیں۔

س: اسلام میں غلاموں اور کنیزوں کے حقوق بیان کریں (پ: ۷۸)

یہ سچ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض کنیزوں کے ذریعہ اپنے گھر بسائے اور آپ ﷺ کی ایک کنیز حضرت ماریہ قبطیہؓ سے اولاد بھی ہوئی۔ اسی طرح آپ ﷺ کے ایک غلام حضرت زید بن حارث کا نام بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا ایک نبی کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ تاریخی طور پر کسی بھی نبی نے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کنیزوں پر پابندی نہیں لگائی۔ بہت سے انبیائے کرام حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی غلام کنیزیں موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کی خود اجازت دی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے غلاموں اور کنیزوں کے ایسے ایسے حقوق متعین کر دیے ہیں جو آج کل کی جدید ترین مغربی جاہلیت میں آزاد لوگوں کو بھی حاصل نہیں ہیں۔

غلاموں کی صورت صرف جنگوں میں ہی پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ کسی بھی آزاد انسان کو بغیر کسی جنگ کے غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ عموماً جنگ زدہ تباہ حال علاقوں میں اس قسم کی صورت حال میں جبراً جسم فروشی یا جنسی کاروبار کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بے گھر اور اپنی منزل سے بے خبر تباہ حال پناہ گزینوں کو اجنبی افراد پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے، اسی صورت حال میں خواتین اور بچے شکاریوں کے نشانے پر ہوتے ہیں، اس بدترین صورتحال کا کسی کے پاس کوئی حل نہیں ہے، سوائے اسلام کے، اسلام ایسی بدترین صورتحال میں بھی بہت زبردست رہمائی فراہم کرتا ہے۔

پہلے زمانے میں بعض اوقات جنگوں میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی لڑائی کے لیے آ جایا کرتی تھیں جنگ میں فتح کی صورت میں مسلمانوں کو جنگی قیدی ملتے تھے، جن مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین اور بچے بھی ہوتے تھے، یہ خواتین اور بچے وہ ہوتے تھے جو یا تو خود جنگ میں شریک ہوتے تھے یا ان کے گھر والے جنگ میں شامل ہوتے تھے۔ ان جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ محمد میں اور سورۃ الانفال میں بہت سے احکامات بیان کیے ہیں جس کے مطابق چار صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں **(۱) جنگی قیدیوں میں مفت میں آزاد کر دینا:** مسلمانوں کے پاس اللہ کی طرف یہ اختیار ہے ہوتا ہے کہ وہ اگر دشمن پر احسان کرنا چاہیں تو ان کے جنگی قیدی جنگ ختم ہونے کے بعد آزاد کر دیں **(۲) جنگی قیدیوں کا تبادلہ:** غیر مسلم دشمن ہمارے جنگی قیدیوں کو چھوڑ کر اپنے جنگی قیدی آزاد کروا سکتا ہے، جیسے آج کل کے زمانے میں امریکہ طالبان صلح کی صورت میں ہوا ہے۔ **(۳) جنگی قیدیوں کا فدیہ:** اگر جنگی قیدیوں کا تبادلہ ناممکن ہو مثلاً ہمارے پاس دشمن کے قیدی ہوں، لیکن غیر مسلم دشمن کے پاس ہمارا کوئی قیدی ہو ہی نہ تو دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ غیر مسلم دشمن کے ہر ایک جنگی قیدی کی الگ الگ آزادی کی قیمت طے کی جاتی ہے، غیر مسلم دشمن وہ قیمت ادا کر کے اپنے قیدی آزاد کروا سکتا ہے، اور اس طریقے سے غیر مسلم دشمن سے حاصل ہونے والی رقم کو مال غنیمت کہتے ہیں جس کا اسی فیصد مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ نبی پاک ﷺ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے جنگ بدر کے قیدیوں کو مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سیکھانے کے بدلے میں آزاد کیا تھا۔ **(۴) غیر مسلم جنگی قیدیوں کو غلام کنیز بنانا:** اگر غیر مسلم دشمن فدیہ کی رقم یعنی تاوان جنگ دے کر اپنے قیدی نہیں چھڑاتا تو جنگ ختم ہونے کے ایک مقررہ وقت کے بعد، کیونکہ عموماً اسلامی ریاست میں قید خانے نہیں ہوتے اس لیے امیر المومنین ان تمام جنگی قیدیوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتے ہیں ہر ایک لڑنے والے فوجی کے حصے میں جنگی قیدی آجاتے ہیں، جنگی قیدی چاہے عورتیں ہوں یا مرد، وہ جہاد میں حصہ لینے والوں میں تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔

اب مجاہدین کے پاس ان قیدیوں کے بارے میں چار اختیارات ہوتے ہیں۔ **(۱)** چاہے تو انہیں آزاد کر دیں **(۲)** چاہے تو انہیں طے شدہ رقم مطلوبہ رقم جو دشمن نہیں دے پائے وہ کوئی بھی دے دے تو اس کے عوض یہ غلام یا کنیز اس کو دے دیں **(۳)** چاہے تو اس کنیز کو اپنے گھر کے کاموں کے لیے رکھ لیں اور کسی غریب آدمی سے اس کی شادی کر دیں، یہ کنیز اسی کے گھر رہے گی جس کی یہ منکوحہ ہو گی، البتہ یہ کام کاج کے لیے اپنے مالک کے گھر آئے گی، تاہم قرآن کریم اس غریب آدمی کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ صبر کرلے اور کوشش کرے کے آزاد عورت سے شادی کرلے، یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے **(سورۃ النساء)**۔ **(۴)** چاہے تو ان کے ذریعہ اپنا گھر بسالیں، اگر اس عورت سے مالک کی اولاد ہو جائے تو یہ کنیز **ام الولد** کہلائے گی، ام الولد کو بیچا نہیں جا سکتا۔ مالک اپنی ہی کنیز سے بغیر نکاح کے اپنا گھر بسا سکتا ہے، کیونکہ نکاح اصل میں گھر بسانے کی ایک اجازت ہوتی ہے جو مالک نے خود اپنے آپ ہی کو دینی ہوتی ہے۔

غلاموں کے حقوق: غلام اور کنیز سے عموماً آٹھ گھنٹے یا چھ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لے سکتے، اس کے بعد یہ اپنی مرضی سے باہر کا کوئی کام کر کے اپنی الگ سے رقم کما سکتے ہیں اور اس کمائی ہوئی رقم سے اپنا گھر چلا سکتے ہیں اور اپنی آزادی خرید سکتے ہیں، آزادی خریدنے کو مکاتبت کہتے ہیں جس کا سورۃ النور میں حکم ہے۔ ان کو وہی کھلاتے ہیں جو خود کھاتے ہیں، ان کو وہی پہناتے ہیں جو خود پہنتے ہیں، ان کو اسی جگہ رکھتے ہیں جہاں خود رہتے ہیں؛ اسلام سے پہلے غلام کنیزوں کو ایسے کوئی بھی حقوق نہیں تھے۔ ان کو اپنا الگ مذہب رکھنے کی آزادی ہوتی ہے، اسلام سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ آقا کا جو مذہب ہوتا تھا غلام اسی مذہب کا پابند ہوتا تھا۔ ان کو اپنا الگ پیسہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے جس کے ذریعے یہ اپنی آزادی بھی خرید سکتے ہیں، اسلام سے پہلے غلام کنیز کو اپنا الگ پیسہ رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ اگر کوئی آقا اپنے غلام کو یہ حقوق نہیں دیتا تو غلام عدالتی طریقے سے اپنے تمام حقوق حاصل کر سکتا ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں غلاموں کو مکمل عدالتی حقوق حاصل تھے اور اس زمانے میں بہت سے معاملات میں غلام اور کنیزیں عدالتوں کے ذریعہ بھی اپنا حق حاصل کر لیتے تھے۔

کنیزوں کے حقوق: کنیزوں کے بارے میں آقا کے پاس دو اختیارات ہوتے ہیں، یا تو وہ اپنی کنیز کو خود اپنے تعلق کے لیے خاص کرلے یا اپنی کنیز کی شادی اپنے محلے کی کسی غریب آدمی سے کر دے۔ اگر محلے کا کوئی غریب لڑکا اس کنیز سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں یہ کنیز صرف اپنے آقا کے گھر کا کام کرے گی اور اس کے بعد اپنے شوہر کے پاس جا کر رہے گی۔ اگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک آقا خود اپنی کنیز سے تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ اس کو آزادی کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے اگر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا اور اپنی کنیز کو کنیز ہی رکھنا چاہتا ہے تو اس کے ساتھ گھر بسا لے لیکن اس صورت میں گھر بسانے کے لیے کسی نکاح کے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک ایسی اجازت ہے جو آقا نے خود اپنے آپ کو اپنی ہی ملکیت کے بارے میں خود ہی دینی ہوتی ہے۔ اس طرح ایک آدمی ایک وقت میں چار سے زیادہ کنیزوں سے گھر بسا سکتا ہے، کیونکہ کنیز کو بیوی کے برابر حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ اسلام نے کنیزوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنا گھر بسا سکتیں ہیں۔ نبی ﷺ کو شاہ مصر مقوقس نے دو کنیزیں تحفے میں دیں، ایک کنیز حضرت ماریہ قبطیہؓ کا گھر آپ ﷺ نے خود بسایا، ان سے آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے اور پیارے نبی ﷺ نے دوسری کنیز حضرت حسان بن ثابتؓ کو تحفتاً دے دی۔

اسلام سے پہلے کنیز کی اولاد کا کوئی نسب معلوم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ کنیزوں کے گھر بسانے کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جاتا تھا، کسی کنیز کا کوئی بچہ ہوتا تو اس کے باپ کا معلوم کرنا ممکن نہیں ہوتا تھا۔ اسلام نے یہ بے حیائی سورۃ النور میں سختی سے منع کر دی ہے اسلام میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی عورت کا ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ لوگوں سے تعلق ہو، بے شک یہ عورت کنیز ہی کیوں نہ ہو جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ ایک آقا اپنی کنیز کو اپنے دوستوں کی عیاشی کے لیے بھی رکھ لیتا تھا اس طرح کنیز کو بہت سے لوگوں کے ساتھ تعلق کے لیے مجبور کیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے وہ اپنا گھر نہیں بسا سکتی تھی۔

حقوق	قرآن کریم کی آیت
آزادی خریدنے کا حق یعنی مکاتبت کا حق	''جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان کے پاس رقم پاؤ تو ان سے رقم لے کر ان کو آزاد کر دو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)** مکاتبت کا مطلب ہوتا ہے آزادی خریدنے کا حق
الگ پیسے کا حق	''اللہ نے جو مال تم کو دیا ہے اس میں سے ان کو بھی دو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)**
مخصوص کام یا مخصوص وقت کے بعد اپنا کام کر کے ذاتی پیسے کمانے کا حق، تاکہ وہ اس رقم سے اپنی آزادی خرید سکیں	''جو غلام تم سے مکاتبت (یعنی آزادی خریدنے کا مطالبہ) چاہیں اگر تم ان میں صلاحیت اور نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کرو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)**
کھانا، رہائش، لباس اور خرچہ	''اللہ نے جو مال تم کو دیا ہے اس میں سے ان کو بھی دو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)**
جسم فروشی سے تحفظ	''اپنی نیک کنیزوں کو بے شرمی سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے بے حیائی اور زناکاری پر مجبور نہ کرو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)**

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گھر بسانے کا حق	''اپنے تمام غیر نکاحے لوگوں کا نکاح کر دو، اور اپنے اچھے غلاموں اور کنیزوں کا بھی نکاح کر دو، اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے مال دار کر دے گا، اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے'' **(سورۃ النور آیت ۳۲)** ''اپنی نیک کنیزوں کو بے شرمی سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے بے حیائی اور زناکاری پر مجبور نہ کرو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)**
الگ مذہب کی اجازت	''دین میں کوئی زبردستی نہیں'' **(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶)**
زنا بالجبر سے تحفظ	''اپنی نیک کنیزوں کو بے شرمی سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے بے حیائی اور زناکاری پر مجبور نہ کرو'' **(سورۃ النور آیت ۳۳)**
عدالتی حقوق	اگر کوئی آدمی اپنے غلام کنیز کو پورے حقوق نہیں دیتا مثلاً وہ اس کو اس کی آزادی نہیں بیچتا، یا کوئی اور حق نہیں دیتا تو غلام یا کنیز اپنا حق حاصل کرنے کے لیے عدالتوں سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

اسلام نے کنیزوں تک کو ایسے ایسے اعلیٰ حقوق دیے ہیں جو جدید دنیا میں آج تک آزاد عورتوں کو بھی حاصل نہیں مثلاً بہت سے ملکوں میں جسم فروشی سے تحفظ کا کوئی قانون نہیں ہے، بلکہ الٹا بہت سے ملکوں میں عورتوں کے استحصال کے لیے جسم فروشی کی لعنت کو قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے بہت سے معاشروں میں عورت پر بے لباس ہونے کا بہت سخت معاشرتی دباؤ ڈالا جاتا ہے۔

اسلامی تاریخ سے مثالیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے غلام حضرت زید کو اپنے بیٹے کی طرح رکھا اور ان کی اپنی پھوپھو کی بیٹی سے شادی کی۔ اسی لیے اسلامی تاریخ میں مسلمان اپنے غلام کو بیٹے کی طرح اور کنیز کو بیٹی کی طرح رکھتے تھے جب حضرت عمرؓ بیت المقدس فتح کرنے گئے تو ان کا غلام سواری پر تھا اور وہ خود پیدل تھے، کیونکہ ان کی پہلے سے سواری کی باری طے تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے وقت ارشاد فرمایا کہ اگر مشہور قاریِ قرآن حضرت سالمؓ جو کہ حضرت حذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں اگر وہ زندہ ہوتے تو میں انہیں بغیر کسی سوچ وبچار کے بغیر کسی کے مشورہ کے اپنا جانشین خلیفہ مقرر کر دیتا۔ غلاموں اور کنیزوں کے اس قدر شان دار حقوق کے بعد اسلامی تاریخ میں ہمیں بہت سے ایسے حکمرانوں کے خاندان ملتے ہیں جو غلام تھے، مثلاً سلطان محمود غزنوی کے والد سبکتگین ایک ترک غلام تھے، اسی ہند میں خاندانِ غلاماں کی حکومت رہی ہے، اسی طرح مصر میں مملوکوں کی حکومتیں بھی رہی ہیں۔ اسی طرح عباسیوں کے سینتیس خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے تین کو چھوڑ کر سب کنیزوں کی اولاد میں سے تھے۔ اسی طرح عثمانیوں کے بھی سینتیس خلفاء گزرے ہیں جن میں سے سوائے تین کے سب کنیزوں کی اولاد میں سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ کنیزیں خلیفہ کی والدہ ہونے کی وجہ سے لا محدود اختیارات حاصل کر لیتی تھی۔ مثلاً ملکہ خرم سلطان ایک عثمانی خلیفہ کی ایک کنیز تھیں، لیکن وہ سلطنت عثمانیہ میں بے شمار اختیارات کی مالک بن گئی تھیں۔

کیونکہ یورپ کے لوگ خود ایک ظالمانہ غلامی کے نظام کا حصہ تھے اس لیے یورپ کے لوگ غلامی کے خلاف نہیں تھے، بلکہ وہ اصل میں ان بے شمار حقوق سے خوفزدہ تھے جو اسلام نے غلاموں کو دیے ہیں، جس کی وجہ سے ہر سال سلطنت عثمانیہ میں آنے والے ہزاروں غلام ان شاندار حقوق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے۔ پیئرس خرم سلطان پر اپنی کتاب 'ایمپرس آف دی ایسٹ' میں لکھتی ہیں کہ غلاموں کی منڈی میں کاروبار کرنے والے سب غیر مسلم تھے یورپ کو لوگوں کے غلام بننے سے کم اور اس بات سے زیادہ مسئلہ قیدیوں کے مسلمان بن جانے کے امکان سے تھا، غلامی ان تنقید کرنے والے یورپیوں کے لیے نئی بات نہیں تھی، انھوں نے خود کبھی بحیرۂ اسود کی انسانوں کی منڈیوں سے خریداری کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی'۔

ایک اہم بات: اگر مسلمانوں کی آپس میں جنگ ہو تو اس میں ایک دوسرے کو قیدی بنانا، یا فدیہ وصول کرنا یا تاوان جنگ وصول کرنا یا جنگی قیدیوں کو غلام کنیز بنانا، یا مال غنیمت حاصل کرنا، یہ سب حرام ہے۔ یہ بات تمام مسلمانوں میں متفقہ طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ یہ سب چیزیں صرف اس صورت میں جائز ہیں جب دشمن غیر مسلم ہو قرآن کریم میں کئی مقامات پر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ مسلمان کا مال اور خون حرام ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: طلاق کی اقسام بیان کریں (پ: ۳۹۵، ۴۰۵)

طلاق ایک بہت بڑا عائلی، مالی اور معاشرتی نقصان ہے مالی نقصان کی اگر تلافی ہو بھی جائے تو بھی عائلی اور معاشرتی نقصان اولاد اور دونوں خاندانوں تک منتقل ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اسلام میں طلاق صرف اسی صورت میں جائز ہے جب انسان یہ سمجھتا ہو کہ نکاح برقرار رکھنے کا نقصان طلاق کے نقصان سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جن معاملات کو جائز قرار دیا ہے ان میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ معاملہ طلاق کا ہے" (**سنن ابوداؤد**) اسی لیے طلاق کے لیے اسلام میں بہت سی شرائط رکھی گئی ہیں مثلاً ماہواری کی حالت میں طلاق نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح اسلام میں تین طلاقیں ایک ساتھ دینے سے بھی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اسلام میں طلاق کو مرحلہ وار رکھا گیا ہے یعنی کوئی آدمی بیک جنبش قلم اپنی بیوی کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لیے تین مراحل رکھے گئے ہیں، اور ہر مرحلے کے درمیان کم و بیش تین مہینے کا وقفہ رکھا گیا ہے، تاکہ طلاق کے واقع ہونے کے امکان کو کم سے کم کیا جا سکے۔ یہ تین مراحل تین طلاقوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ پہلی طلاق کے بعد عدت ہوتی ہے، عدت میں شوہر رجوع کر سکتا ہے، عدت کے ختم ہو جانے پر یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر یہ عورت اس شوہر سے نئی شادی کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، لیکن اگر یہ عورت اس آدمی سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو یہ عورت نئی جگہ پر شادی کر سکتی ہے دوسری طلاق بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ تاہم تیسری طلاق کے بعد رجوع کا کوئی حق نہیں ہوتا، اب عورت کو ہر صورت کسی اور مرد سے ہی شادی کرنا ہو گی۔

	عدت کے اندر اندر صورت حال	عدت کے بعد صورت حال
پہلی طلاق	(۱) شوہر رجوع کر سکتا ہے (۲) شوہر بیوی کو خرچہ ادا کرے گا (۳) شوہر بیوی کو رہائش لازمی دے گا (۴) اگر کوئی فوت ہو جائے تو دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے	(۱) طلاق بائن ہو جاتی ہے یعنی شوہر اب رجوع نہیں کر سکتا (۲) البتہ عورت اسی آدمی سے یا کسی اور آدمی سے نیا نکاح کر سکتی ہے
دوسری طلاق	(۱) شوہر رجوع کر سکتا ہے (۲) شوہر بیوی کو خرچہ ادا کرے گا (۳) شوہر بیوی کو رہائش لازمی دے گا (۴) اگر کوئی فوت ہو جائے تو دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے	(۱) طلاق بائن ہو جاتی ہے یعنی شوہر اب رجوع نہیں کر سکتا (۲) البتہ عورت اسی آدمی سے یا کسی اور آدمی سے نیا نکاح کر سکتی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسری طلاق	(۱)شوہر رجوع نہیں کر سکتا ہے (۲)شوہر بیوی کو خرچہ نہیں ادا کرے گا (۳)شوہر بیوی کو رہائش نہیں دے گا (۴)اگر کوئی اس دوران فوت ہو جائے تو دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے	(۱)طلاق بائن کبرہ ہو جاتی ہے یعنی شوہر اب رجوع بھی نہیں کر سکتا اور نیا نکاح بھی نہیں کر سکتا (۲)البتہ عورت کسی اور آدمی سے نیا نکاح کر سکتی ہے (۳)اگر یہ نیا نکاح بھی پہلے نکاح کی طرح مکمل طور پر ناکام ہو جائے تو یہ عورت طلاق کے بعد اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نئی شادی کر سکتی ہے

تاہم اگر عورت کی نئی شادی بھی مکمل طور پر ناکام ہو جائے تو یہ عورت واپس اپنے پہلے شوہر کے پاس آسکتی ہے۔تاہم سازشی طور پر پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق **حلالہ کرنا، یا کروانا مکمل طور پر حرام** ہے۔نبی پاک ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے پر لعنت کی ہے، **لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ (جامع الترمذی، صحیح)**۔حلالے کی نیت سے یا طلاق کے وعدے پر نکاح کرنا یا کروانا حرام ہے۔

نوٹ: خلع کو عموماً ایک طلاق بائن کے برابر سمجھا جاتا ہے یعنی شوہر رجوع تو نہیں کر سکتا لیکن اگر بیوی چاہے تو واپس اپنے شوہر سے نئی شادی کر سکتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: عدت سے کیا مراد ہے، عدت کی مختلف اقسام بیان کریں

طلاق کے بعد ایک مقررہ مدت تک عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہی منسوب رہتی ہے۔ سورۃ البقرہ اور سورۃ الطلاق کے مطابق اس دوران شوہر ہی اپنی بیوی کے خرچہ اور رہائش کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس مدت کے اندر اگر شوہر رجوع نہ کرے تو یہ مدت گزرنے کے بعد ہی طلاق پر اثر ہوتی ہے، اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ عدت کے دوران شوہر یہ کہہ کر رجوع کر سکتا ہے کہ میں اپنی بیوی سے رجوع کرتا ہوں۔ عدت کے دوران عورت نئی جگہ شادی نہیں کر سکتی۔ اس کے بہت سے معاشرتی فوائد کے ساتھ ساتھ ایک اہم فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آنے والے بچے کا نسب معلوم ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے نسوانی معمولات اور ذمہ داریوں کی مناسبت سے عدت کی مدت مختلف ہوتی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

مخصوص نسوانی حالت	عدت کی مدت
(۱) رخصتی سے قبل طلاق	کوئی عدت نہیں ہوتی (سورۃ الاحزاب آیت ۴۹)
(۲) عام صورت حال میں طلاق	تین ماہواری تک عدت رہتی ہے (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۸)
(۳) دودھ پلانے والی عورت کی طلاق	اگر دودھ پلانے کی وجہ سے عارضی طور پر ماہواری رکی ہو تو پھر جب ماہواری دوبارہ شروع ہو اور تین بار ماہواری ہو جائے تو پھر عدت مکمل ہو گی، بے شک اس میں دو سال سے زیادہ کا وقت لگ جائے
(۴) حمل کی حالت میں طلاق	بچے کی پیدائش تک عدت ہوتی ہے (سورۃ الطلاق آیت ۴)
(۵) اگر حمل بھی نہ ہو اور ماہواری بھی نہ آتی ہو	تین مہینے تک عدت رہتی ہے (سورۃ الطلاق آیت ۴)
(۶) شوہر کی وفات کی صورت میں	بیوہ کی عدت چار مہینے دس دن ہوتی ہے (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۲: اسلام میں غیر مسلموں کی حیثیت

س: اسلامی ریاست کے غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت بیان کریں (پ: ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۲۰، ۴۴۱، ۴۴۲)

تمام غیر مسلم ایک جیسے نہیں ہوتے بلکہ اسلام نے ان کی مختلف سیاسی حیثیت کے مطابق ان کو مختلف اقسام میں بیان کیا ہے۔ایک اسلامی ریاست کے لیے ان مختلف اقسام کی پہچان بہت ضروری ہوتی ہے۔

(۱) حالت جنگ والے محارب غیر مسلم: یہ وہ غیر مسلم ہیں جن سے مسلمانوں جنگ جاری ہوتی ہے، حالت جنگ میں ہونے کی وجہ سے ان کے احکامات بہت مختلف ہوتے ہیں حتی کہ بعض اوقات ان سے کسی قسم کا بھی کوئی تعلق رکھنے والے کسی بھی شہری کو غداری تک بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ **(۲) خراج دینے والے معاہد غیر مسلم:** یہ وہ غیر مسلم ہوتے ہیں جنہوں نے اسلامی ریاست سے صلح کا معاہدہ کیا ہوتا ہے اور اس کے عوض یہ مسلمانوں کو سالانہ خراج تحسین پیش کرتے ہیں، جب تک یہ معاہدہ پر رہیں ان سے لڑائی کرنا اسلام میں منع ہوتا ہے۔ **(۳) جزیہ دینے والے ذمی:** یہ اسلامی ریاست کے وہ غیر مسلم شہری ہوتے ہیں جو باقاعدہ جزیہ دیتے ہیں جس کے عوض ان کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی ریاست کی ہوتی ہے۔ **(۴) سیاسی، مذہبی یا جنگی پناہ گزین:** یہ ایسے غیر مسلم ہوتے ہیں جنہوں نے اسلامی ریاست میں پناہ لی ہوتی ہے، اسلامی ریاست ان کو اسلام کا تعارف کرواتی ہے اور جب ان کا خوف ختم ہو جائے ان کو واپس ان کی مرضی کے محفوظ مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ **(۵) امن پسند غیر جانب دار:** یہ ایسی غیر مسلم ریاست کے لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ امن کے معاہدے میں ہوتے ہیں، جب تک یہ معاہدہ پر رہیں ان سے لڑائی کرنا اسلام میں منع ہوتا ہے۔

س: غیر مسلموں کے معاشی حقوق اور ذمہ داریاں بیان کریں، جزیہ سے کیا مراد ہے، اس کی معافی کی مختلف صورتیں بیان کریں (پ: ۴۲۰، ۴۲۱)

غیر مسلم ذمیوں کو جائز کاروبار کی مکمل اجازت ہوتی ہے، یہ اسلامی ریاست میں محفوظ کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن کیونکہ یہ زکوٰۃ نہیں دیتے اس لیے ان سے جزیہ لیا جاتا ہے جس کی مقدار مختلف حالات میں مختلف ہو سکتی ہے۔ پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں عموماً دس درہم سالانہ کی شرح سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا، جو کہ دس دن کے کھانے کے برابر رقم ہے تاہم جزیہ کو زکوٰۃ کی طرح لازمی رکن نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ تو اسلام کا رکن ہے جو کسی صورت معاف نہیں ہو سکتا، لیکن جزیہ بہت سی مختلف صورتوں میں معاف کر دیا جاتا ہے۔ تاہم اسلامی ریاست میں پائے جانے والے مختلف لوگوں کی مستقل اور حقیقی پہچان کو برقرار رکھنا اسلامی ریاست کے لیے بہت ضروری ہے اور اسی لیے جزیہ کی وصولی ہمیشہ سے ہی اسلام کی اشاعت کے لیے بہت مفید رہی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جزیہ کی معافی کی صورتیں: (۱) جنگی خدمات دینے والے غیر مسلموں کا جزیہ معاف کر دیا جاتا ہے (۲) مخصوص فنی خدمات سر انجام دینے والے غیر مسلموں سے جزیہ معاف کیا جا سکتا ہے جیسے ایک غیر مسلم مصری ماہر نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسلامی ریاست کو قاہرہ سے بحرہ احمر تک پرانی نہر کی بحالی کا منصوبہ پیش کیا جو بہت کامیاب رہا چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس غیر مسلم سے عمر بھر کے لیے جزیہ معاف کر دیا، یہ نہر 'نہر امیر المومنین' کے نام سے مشہور ہے (۳) تالیف قلب کے لیے بھی جزیہ معاف ہو سکتا ہے جیسے جب مصر فتح ہوا اور وہاں سے جزیہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ ہوتا تو میں اس کی والدہ ماریہ قبطیہؓ کی عزت افزائی کے لیے تمام قبطیوں یعنی مصریوں کا جزیہ معاف کر دیتا (۴) غیر ملکی معاہدے کے تحت اگر یہ طے ہو جائے کہ ایک غیر مسلم ریاست اپنے مسلمان شہریوں پر ٹیکس نہیں لگائے گی تو اس کے عوض اسلامی ریاست بھی اپنے غیر مسلم شہریوں کا جزیہ معاف کر سکتی ہے (۵) عورتوں، بچوں اور نادار لوگوں سے جزیہ معاف ہوتا ہے۔

س: جزیہ اور زکوٰۃ میں فرق بیان کریں (پ: ۴۲۰، ۴۲۱)

جزیہ	زکوٰۃ
یہ صرف غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے۔	یہ صرف مسلمانوں سے لی جاتی ہے۔
جزیہ مختلف صورتوں میں معاف ہو سکتا ہے۔	یہ اسلام کا رکن ہے جو کسی صورت معاف نہیں ہو سکتا۔
یہ سالانہ **کمائی** پر وصول کیا جاتا ہے، اس لیے عورتوں بچوں ناداروں اور بوڑھوں سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔	یہ سالانہ **بچت** پر ہوتی ہے۔ یعنی زکوٰۃ صاحب نصاب عورتوں اور بوڑھوں پر بھی لاگو ہوتی ہے۔
جزیہ کی شرح مقرر نہیں ہے۔	زکوٰۃ کی شرح مقرر ہے۔
جزیہ صرف حکومت کو ہی ادا کیا جاتا ہے۔	زکوٰۃ غریبوں مسکینوں وغیرہ کو خود سے بھی دی جا سکتی ہے۔

س: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے سماجی حقوق بیان کریں (پ: ۴۲۹ سے ۴۳۹)

غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے مقدمات کے فیصلے اپنی مذہبی کتابوں کے مطابق کروا سکتے ہیں، اس بارے میں قرآن کریم میں واضح آیات ہیں۔ حتیٰ کہ اس مقصد کے لیے غیر مسلموں کے مذہبی رہنماؤں کو بھی اپنے عبادت خانوں میں بعض عدالتی اختیارات مل جاتے ہیں، تاکہ وہ اپنی انفرادی زندگی کے بہت سے دیوانی اور فوجداری مقدمات کو خود حل کر سکیں۔ غیر مسلم اپنے مخصوص مذہبی عبادت خانے اور تدریس گاہیں بنا سکتے ہیں۔ غیر مسلم ذمیوں کو اپنی زمین پر مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کو اپنے الگ لباس پہننے کی اجازت ہوتی ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں جیسا لباس نہیں پہن سکتے۔ غیر مسلم پر قذف کی تہمت سے حد جاری تو نہیں ہوتی البتہ ایسی صورت میں تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی غیر مسلم عورت کے ساتھ ملوث ہو جائے تو اس مسلمان کو وہی سزا ملتی ہے جو ایک مسلمان عورت کے ساتھ ملوث ہونے کے لیے مقرر ہے۔ توحید پر قائم غیر مسلم اہل کتاب عورت سے ایک مسلمان مرد اس کے باپ کی اجازت سے شادی کر سکتا ہے۔ ایک اسلامی ملک میں غیر مسلموں کے قبرستانوں کی بے حرمتی نہیں کی جاتی۔

س: اسلامی ریاست میں مسلمانوں کی خصوصی مراعات بیان کریں (پ: ۴۲۷)

بعض اوقات یہ سمجھا جاتا ہے کہ غیر مسلموں کو جب اتنے زیادہ حقوق حاصل ہیں تو پھر ایک اسلامی ریاست میں بہت سے اعلیٰ عہدے غیر مسلموں کو کیوں نہیں دیے جاتے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں ایک غیر مسلم کو مسلمانوں کا قاضی، سپہ سالار اور حکمران تک بننے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔

یہ سچ ہے کہ غیر مسلموں کو عدالتی طور پر مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔ لیکن باقی تمام امور میں مسلمانوں کو ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں سے زیادہ مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اسی لیے یہ امن و سلامتی پر قائم رہنے والے شریف النفس بے ضرر لوگوں کو خصوصی مراعات دیتا ہے۔ دنیا کی بعض چیزیں بہت خاص ہوتی ہیں جو ہر انسان نہیں مل سکتی۔ ہر انعام اور ہر اعزاز صرف انہیں لوگوں کو ملتا ہے جو اس کے لیے طے کیے گئے مخصوص معیار پر پورا اترتے ہوں۔ مثلاً مسلمانوں کے امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود بھی مسلمان ہو۔ اسلام میں سیاسی اور مذہبی رہنمائی عموماً ایک ہی فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اسی طرح اسلام نے بھی بعض ایسی خصوصی مراعات ایجاد کی ہیں جو صرف اسلام قبول کرنے والوں کو ہی ملتی ہیں۔ مثلاً سلام صرف اسے ہی کیا جاتا ہے جو اس اعلیٰ اعزاز کے لیے پہلے سے طے کیے گئے معیار پر پورا اترتا ہے، ظاہر بات ہے اس کا معیار قبول اسلام ہی ہے۔ اسی طرح ایک غیر مسلم کو عید مبارک کہنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں کیونکہ وہ سرے سے مسلمانوں کی عید پر یقین ہی نہیں رکھتا، اور ایک غیر مسلم کو اسلامی طریقے سے سلام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ اسلام اور اسلامی طریقوں پر یقین ہی نہیں رکھتا۔ ایک غیر مسلم کے لیے قیامت کی نجات کی دعاء کرنا بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس سے منع فرمایا ہے۔ ایک غیر مسلم کے لیے قیامت کی نجات کی دعاء کیوں کی جائے جبکہ وہ سرے سے قیامت پر یقین ہی نہیں رکھتا۔ اسی طرح اسلامی ریاست صرف مسلمان شہریوں کا ہی پورا خرچہ اٹھاتی ہے غیر مسلم شہری اس معیار پر پورا نہیں اترتے کہ ان کا پورا خرچہ ریاست اٹھائے، اس لیے ان کو جزیہ دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح حرمین شریفین میں داخلے کے لیے بھی ایک اعلیٰ معیار مقرر کیا گیا ہے کہ وہ شہری مسلم ہو۔ ایک مسلم عورت سے نکاح کے لیے اسلامی ریاست میں ایک معیار مقرر کیا گیا ہے کہ اس کا ہونے والے شوہر بھی مسلم ہی ہو۔ اسی طرح اسلامی ریاست کے تمام اعلیٰ سربراہی سیاسی اور سماجی عہدے صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہوتے ہیں، غیر مسلم ان کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسے آج تک کبھی بھی امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی یا اسرائیل کا اعلیٰ ترین سیاسی رہنما مسلمان نہیں آیا، کیونکہ یہ لوگ اپنی جمہوریت ہمیشہ اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہیں، کبھی بھی جمہوریت اسلام کے مفاد میں استعمال نہیں ہونے دیتے اسی طرح برطانیہ کا بادشاہ یا ملکہ کبھی بھی مسلمان نہیں آیا بلکہ وہ ہمیشہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پروٹسٹنٹ فرقے سے ہی ہوتا ہے، اگر ملکہ یا بادشاہ یہ مذہب تبدیل کرلے، یا کسی اور مذہب میں شادی کرلے یا عیسائیوں کے ہی کسی اور فرقے میں شادی کرلے تو اس کو اپنی بادشاہت چھوڑنا پڑتی ہے۔ کبھی بھی ہندوستان کا ایسا سربراہ نہیں آیا جس نے کشمیریوں کو ان کا حق دیا ہو۔ غیر مسلم ریاستیں اعلیٰ عہدوں کے لیے بعض مذہبی معیارات بھی رکھتی ہیں، اسلام میں بھی ایسا معیار مقرر کیا گیا ہے۔ غیر مسلموں کو بس محدود اور مشروط غیر کلیدی عہدوں پر کام کرنے کی اجازت ہوتی ہے، تاہم ان سے کوئی ایسی حساس خدمات نہیں لی جاتی جہاں سے یہ اسلامی ریاست کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں۔ دنیا کی ہر ریاست اپنے ہم مذہب شہریوں کو زیادہ عزت دیتی ہے، حتیٰ کہ ایسی ریاستیں بھی جنہوں نے لادینیت کا لبادہ اوڑھا ہوتا ہے وہ بھی اسلام کے بارے میں تعصب کا شکار ہیں۔ غیر مسلم ریاستیں جمہوریت، انسانی حقوق اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے خوبصورت ناموں سے مسلمانوں کو زبردستی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

اسلام میں یہ حکم ہے کہ تمام عزت اللہ کے لیے اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے **(سورۃ المنافقون)**۔ یعنی اگر تم مومن ہو تو دنیا کا کوئی بھی انسان، کسی بھی نسل کسی بھی قبیلے کسی بھی خاندان کسی بھی شہریت کسی بھی قومیت کا کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی تمہارے سے زیادہ عزت والا نہیں ہے۔ غیر مسلم ممالک مثلاً فرانس میں ہمارے رسول کی سرکاری طور پر توہین کی جاتی ہے، تو مسلمان کیوں ایسے ذلیل لوگوں کو بلاوجہ کی عزت دیں جو ہمارے قرآن کریم، احادیث شریف، انبیائے کرامؑ، اہل بیت ازواج مطہرات، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور ہماری تاریخ کے عظیم ترین نمایاں رہنماؤں کی، ہمارے مقدس مقامات کی اور ہماری توہین کرتے ہیں۔ یہ غیر مسلم اگر ان سب عظیم ہستیوں کی توہین نہ بھی کریں تو بھی ان سب عظیم ہستیوں کی عزت بھی تو نہیں کرتے، تو پھر مسلمان کیوں ایسے غیر مسلموں کی عزت کریں۔ مسلمان صرف انہیں کی ہی عزت کرتے ہیں جو اللہ، رسول ﷺ، صحابہ کرامؓ اور تمام مسلمانوں کی عزت کرتے ہیں۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اسی لیے یہ امن و سلامتی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والے لوگوں پر خصوصی پابندیاں لگاتا ہے۔

س: اگر ایک مسلم سلطنت غیر مسلموں کے قبضے میں ہو، اور وہاں کے مسلمان عوام غیر مسلموں کے طرز عمل پر ہی زندگی گزارنا شروع کردے اور پھر کچھ عرصے بعد مسلمان رہنما اس سلطنت کو دوبارہ فتح کرلے اور وہاں کے مسلم عوام مسلم طرز عمل کو نا اپنانا چاہے تو ایسی صورت میں مسلم رہنماؤں کو کیا کرنا چاہیے۔ کیا عوام کو انکی مرضی سے زندگی گزارنے دینی چاہیے یا انہیں اسلام کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور کرنا چاہیے۔

ج: اسلام میں مذہبی آزادی ہوتی ہے۔ ہر کسی کو اسی کے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے حکومت سہولت مہیا کرتی ہے حتیٰ کہ یہودیوں کے فیصلے ان کی مذہبی کتب کے مطابق کیے جاتے ہیں۔ اس حد تک مذہبی آزادی دنیا بھر میں کہیں بھی مسلمانوں کو بھی نہیں حاصل کہ ہمارے فیصلے ہماری کتاب کے مطابق ہوں۔ جہاں تک تعلق ہے سوال کے دوسرے پہلو کا تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے مطابق زندگی گزارنے پر صرف اسی کو مجبور کیا جائے گا جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہوگا۔ جو مسلمان ہونے کا دعوی ہی نہیں کرتا اس پر سرے سے اسلامی پابندیوں کا کوئی اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ قرآن کریم کے احکامات صرف مسلمانوں کے لیے ہیں غیر مسلم ان تمام پابندیوں سے آزاد ہیں، لیکن اگر کوئی یہ چاہتا کہ ایک اسلامی ریاست میں مسلمانوں کو جو خصوصی مرعات ملتی ہیں وہ ان سب کا حق دار بن جائے لیکن اس پر مسلمانوں والی پابندیاں نہ لگیں۔ تو ایک اسلامی ریاست اس تضاد کو منافقت قرار دے کر اس کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ اگر اس منافقت کی اجازت دے دی جائے تو تمام غیر مسلم اسلامی مراعات حاصل کرنا چاہیں گے جو کہ ہم نہیں دے سکتے۔ ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ ایمان کے مطابق رہے، وہ اپنے ایمان سے یا اپنے بڑے رہنماؤں سے یا اپنی کتابوں سے غداری نہ کرے۔ اگر اس کے لیے ایسا کرنا بہت ضروری ہو تو وہ پھر ان سب پر اپنے ایمان کا دعوی ہی نہ کرے، تاکہ ایسی کوئی متضاد صورت حال پیدا ہی نہ ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۳: علوم و فنون کی ترقی میں مسلمانوں کی خدمات

اسلام اور سائنس ایک تعارف (پ: ۴۴۳ سے ۴۴۶، ۴۴۹، ۴۴۷، ۴۵۴)

انسان ہزاروں لاکھوں سال سے اس دنیا میں موجود ہے۔ بعض تحقیقات کے مطابق آدمؑ آج سے پچیس لاکھ سال پہلے آئے۔ بعض لوگوں نے اس سے بھی پہلے کے اندازے لگائے ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق اس کی اصل مدت سوائے اللہ کے کسی کو بھی نہیں معلوم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علوم و فنون میں جتنی ترقی پچھلے چودہ سو سال میں ہوئی ہے اتنی پہلے ہزاروں لاکھوں سالوں میں کیوں نہیں ہوئی اس کی واحد اور واضح ترین وجہ اسلام ہے اب دوسرا سوال یہ ہے کہ اسلام کی وہ کون سی تعلیمات ہیں جنہوں نے دنیا میں اس قدر ترقیوں کے دروازے کھولے دراصل اسلام سے پہلے انسان شرک میں مبتلا تھا، انسان کسی بھی فائدہ مند چیز کو خدا بنالیتا تھا، انسان سورج چاند ستاروں اور حتی کہ گائے بیل کی عبادت کرتا تھا جب انسان کسی چیز کی عبادت کرے تو وہ اس میں ترقی نہیں کر سکتا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے توحید کا درس دیا، جس کی وجہ سے اس مادی دنیا میں تحقیق کے بے شمار مواقع کھل گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام نے دین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیا کی تسخیر و تحقیق کا حکم بھی دیا، یعنی دنیا کو زیادہ سے زیادہ اچھے اور بھرپور طریقے سے استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور تیسری بات جو کہ بہت اہم ہے کہ اسلام نے علم چھپانے سے منع کیا ہے چوتھی بات یہ ہے کہ اسلام نے علم اور اہل علم کی بہت عزت افزائی کی ہے، جس کہ وجہ سے بہت سے خلفائے نے علمائے دین و دنیا کے لیے بہت سی سہولیات اور وظیفے لگائے ہوئے تھے۔ ان وجوہات کی بناپر انسانیت علوم و فنون میں بہت زیادہ آگے نکل گئی۔ قرآن کریم نے پہلی وحی میں ہی قلم کا حکم دیا، چنانچہ مسلمانوں نے دوسری صدی ہجری ہی میں سستا اور وافر مقدار میں کاغذ حاصل کرنے کے لیے بہت سے کارخانے لگا لیے تھے۔

اسلام کے بنیادی ارکان کلمہ نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی کے لیے مسلمانوں کو بہت سے علوم کو ترقی دینی پڑی یا بہت سے علوم نئے ایجاد کرنے پڑے۔ مثلاً نماز کی ادئیگی کے لیے قبلہ کا تعین ضروری ہوتا ہے، اسی طرح نمازوں اور روزوں کے اقات کا تعین بھی قدرتی عوامل سے ہی کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے جغرافیہ اور فلکیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ پھر حج بیت اللہ کے لیے مکہ جانے والے راستوں اور ذرائع آمد و رفت کے بارے میں معلومات ضروری ہوتی ہیں۔ پھر زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے حساب میں مہارت ضروری ہے، وراثت کے سولات حل کرنے کے لیے مسلمانوں نے الجبرا ایجاد کیا۔ قرآن کریم کے بیان کیے ہوئے تاریخی شواہد کو سمجھنے کے لیے علم تاریخ کو ترقی دینی ضروری تھی۔ مساجد کی تعمیر کے لیے فن تعمیرات کو ترقی دی گئی۔

س: مذہبی علوم کی ترقی (پ: ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۵ سے ۴۶۰)

مذہبی علوم کا آغاز قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے لسانیات، تاریخ اور تجوید اور قرآن کریم کے تراجم کے علوم نے ترقی کی۔ حضرت سلیمان فارسیؓ نے قرآن کریم کے بعض حصوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ قرآن کریم کی کتابت اور حفظ قرآن سے جڑے ہوئے بعض نئے علوم بھی سامنے آئے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی طرح حدیث شریف بھی وحی ہے، حدیث شریف سے جڑے ہوئے مذہبی علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ کسی بھی بانیٔ مذہب کی ذاتی زندگی اور سیرت کی حفاظت اس طریقے سے نہیں کی گئی جیسے نبی پاک ﷺ کی سیرت کی گئی ہے۔ مسلمانوں نے حدیث کی حفاظت کے لیے اور اس سلسلے میں حاصل ہونے والی گواہیوں کی سچائی پرکھنے کے لیے علم اسما و رجال، علم جرح و تعدیل اور دوسرے بہت سے علوم ایجاد کیے۔

دنیا میں پہلی بار قانون کو ایک علم کی حیثت مسلمانوں نے دی۔ نبی پاک ﷺ نے ریاست مدینہ کو ایک تحریری آئین دیا، جس بیالیس مختلف شقیں تھیں جن میں واضح طور پر انتظامیہ، مقننہ عدلیہ اور دفاع کے حوالے سے رہنمائی موجود تھی۔ اسلام کے عدالتی نظام پر تفصیلی گفتگو سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔

س: مسلمانوں کی جغرافیہ ، نقشہ نویسی اور فلکیات میں خدمات بیان کریں (پ: ۴۶۵،)

دنیا بھر کے مختلف علاقوں سے آنے والے مسلمانوں کے حج کے سفر کے لیے مسلمانوں نے دنیا کے نقشے متعارف کیے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسلامی سلطنت کے تمام دور دراز علاقوں سے روزانہ کی بنیاد پر خطوط کی ترسیل کا انتظام موجود تھا۔ جس کے لیے باقاعدہ نقشوں کی مدد لی جاتی تھی۔ حضرت امام ابو حنیفہ سے ایک بار ایک معتزلی نے پوچھا کہ زمین کا مرکز کہاں ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ عین اس مقام پر جہاں تم اس وقت بیٹھے ہو۔ یعنی وہ زمین کا گول ہونا جانتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں مسلمانوں نے جتنے بھی زمین کے نقشے بنائے سب میں زمین گول ہی رکھی گئی ہے۔

مسلمانوں نے روس، سکینڈے نیویا اور فن لینڈ کے دور دراز کے علاقوں تک اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی تھیں، آج بھی ان ممالک سے حاصل ہونے والی کھدائیوں سے اسلامی سکے ملتے رہتے ہیں۔ خلیفہ مامون الرشید کے حکم پر جو زمین کے قطر کی جو پیمائش کی گئی تھی وہ تقریباً آج کی پیمائش کے مطابق ہی ہے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کے پاس سمندری راستوں کے بارے میں بھی مکمل معلومات تھیں۔ بحریہ کی زندگی میں استعمال ہونے والے بے شمار الفاظ آج بھی عربی الاصل ہیں۔ مثلاً امیر البحر۔

اسی طرح فلکیات میں آج بھی بہت سے ستارے اپنے عربی ناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ عمر الخیام کا کیلنڈر گریگوری کیلنڈر سے زیادہ صحیح ہے۔

س: مسلمانوں کی طبیعیات اور ریاضی میں خدمات بیان کریں

محمد بن موسیٰ الخوارزمی (پ: ۷۶۴)

قرآن کریم میں زکوٰۃ، عشر اور وراثت کے احکامات بہت تفصیل سے بیان کیے ہیں، چنانچہ شروع سے ہی مسلمانوں کو وراثت کے پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے ایک فنی علم کی ضرورت تھی۔ محمد بن موسیٰ الخوارزمی (۷۸۰ء سے ۸۵۰ء) جدید ریاضی کے بانی کہلاتے ہیں۔ یہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں بغداد کی مشہور جامعہ بیت الحکمہ میں تحقیق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے انہوں نے سرکاری محاصل اور اخراجات اور وراثت کے پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے ایک نیا علم ایجاد کیا اس علم کو ریاضی کہتے ہیں۔ انہوں نے پہلی بار **عشاریہ نظام اور اس پر مبنی عربی اعداد ایجاد** کیے۔ ان سے پہلے رومی اعداد ہوا کرتے تھے جن کو پڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ رومی اعداد سے جمع تفریق ضرب تقسیم ناممکن ہوتی ہے۔ عشاریہ نظام پر مبنی عربی اعداد نے ریاضی کی دنیا میں ایک عظیم شان انقلاب پیدا کیا، یعنی خوارزمی ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے ریاضی میں ایک انقلابی خیال پیش کیا کہ آپ کسی بھی نمبر کو صرف دس آسان حروف سے ظاہر کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ریاضی کی ایک نئی شاخ **الجبرا ایجاد** کی، جس کو انہوں نے اپنی کتاب ''کتاب المختصر فی حساب الجبرِ والمقابلہ'' میں پیش کیا۔ المقابلہ سے مراد ریاضیاتی مساوات ہے۔ ''کتاب المختصر فی حساب الجبرِ والمقابلہ'' یورپ کی جامعات میں بنیادی نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی اور اسی سے مغرب الجبرا سے متعارف ہوا، انہوں نے الجبرا کو کالے جادو کی طرح بہت ہی حیرت انگیز ایجاد سمجھا، کہ جس کی مدد سے ان کے خیال میں دنیا مسخر کی جاسکتی تھی۔ اس سے پہلے یہ جاہل لوگ کالے جادو کی مدد سے دنیا مسخر کرنے کی فضول کوشش میں مصروف تھے۔ لیکن آج انسان نے جو کائنات تسخیر کی ہے وہ واقعی الجبرا کے استعمال سے ہی ممکن ہوا ہے۔ الجبرا کی ایجاد کے بعد ہی طبعی مقداروں میں پائی جانے والی تسبیب کو مساواتی شکل میں مرتب کرنا ممکن ہوا، یعنی جدید طبعی قوانین الخوارزمی کے الجبرا کی وجہ سے ہی مرتب کیے جاتے ہیں۔ آج بھی وہی خوارزمی کا الجبرا ہی پڑھایا جاتا ہے۔ الجبرا کے بغیر جدید ریاضی تو کیا جدید فزکس بھی وجود میں نہ آپاتی۔ اس کے علاوہ انہوں نے الگورتھم یعنی **ایک بڑے مسئلہ کو مرحلہ وار حل کرنے کا طریقہ** ایجاد کیا۔ الگورتھم کے بغیر کمپیوٹر نہ ہوتے۔ یہ دونوں الفاظ انہی کے نام 'الخوارزمی' سے ماخوذ ہیں اس کے علاوہ انہوں نے ایک کتاب ''صورت الارض'' بھی لکھی ہے۔

ابن فرناس (پ: ۲۷۴)

ابن فرناس (۸۱۰ء سے ۸۸۷ء) نے طبیعیات اور علم الہیت میں تحقیق و تجربات کیے۔ انہوں نے ساعت الماء یعنی پانی سے چلنے والی گھڑی بنائی۔ انہوں نے ۸۷۵ء اپنا ہوئی جہاز تخلیق کر کے پہلی انسانی پرواز کا تجربہ کیا۔ اسی وجہ سے فلیپ کے حتی کے مطابق ابن فرناس تاریخ میں پہلے شخص تھے، جنہوں نے سائنسی طریقے سے پرواز کی کوشش کی ۔

الفرغانی

اجرام فلکی کی حرکات پر تحقیق و تحریر۔ عباسی خلیفہ المامون کی زیر سرپرستی (۸۱۳ء تا ۸۳۳ء) بغداد میں ہونے والے زمین کے قطر کی پیمائش کے منصوبے میں شامل رہے۔ بغداد سے مصر واپس آ کر ۸۵۶ء میں اصطرلاب پر ایک تحقیقی شرح لکھی۔ ۸۶۱ء کے دوران میں بنائے گئے نیل پیما کی اپنی زیر نگرانی تعمیر کروائی۔ چاند پر موجود ایک گھڑا 'حفرہ الفرغانی' انہیں کے نام سے منسوب ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابن الہیثم (پ:۴۷۰)

قرآن کریم میں روشنی کو علم وہدایت کے استعارے کے طور پر بہت سے مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلمان شروع سے ہی روشنی کی ماہیت کے بارے میں جستجو رکھتے تھے۔ابن الہیثم (۹۶۵ء سے ۱۰۴۰ء) بغداد کے عظیم سائنس دان تھے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے روشنی پر تجربات کیے تھے۔اس نے ہی سب سے پہلے فاطمی مصر میں اسوان ڈیم بنانے کی تجویز پیش کی تھی۔ مگر وسائل کی کمی کی وجہ سے اس منصوبے پر عمل درآمد نہیں کرا سکا۔ بصریات کے میدان میں تو اسلامی سائنسی تاریخ کو غیر معمولی عظمت حاصل ہے۔ابن الہیثم کی معرکۃ الآراء کتاب 'کتاب المناظر' آج اپنے لاطینی ترجمے کے ذریعہ زندہ ہے۔اس کتاب میں ابن الہیثم نے ہی یونانی نظریہ بصارت کو رد کر کے دنیا کو جدید نظریہ بصارت سے روشناس کرایا اور ثابت کیا کہ روشنی کی شعاعیں آنکھوں سے پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بیرونی اجسام کی طرف سے آتی ہیں۔ انہوں نے پردہ بصارت کی حقیقت پر صحیح طریقہ سے بحث کی اور اس کا دماغ کے ساتھ باہمی تعلق واضح کیا۔ انہوں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ عدسے کی طاقت پڑھانے کا طریقہ دریافت کیا۔ روشنی کے بارے میں ابو علی حسن ابن الہیثم کا کہنا ہے کہ: ''نور ہمیشہ خط مستقیم میں سفر کرتا ہے، اس کے لیے ذریعے یا واسطے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، بلکہ یہ بغیر سہارے کے سفر کرتا ہے۔انہوں نے دنیا کا سب سے پہلا کیمرہ ایجاد کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ''اگر کسی تاریک کمرے میں دیوار کے اوپر والے حصے سے ایک باریک سوراخ کے ذریعہ سورج کی روشنی گزاری جائے تو اس کے بالمقابل اگر پردہ لگا دیا جائے تو اس پر جن جن اشیا کا عکس پڑے گا، وہ الٹا ہو گا''۔ کیمرہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

س: حیاتیات اور کیمیا میں مسلمانوں کی خدمات بیان کریں

ابوالقاسم الزہراوی ۹۳۶ء سے ۱۰۱۳ء

انہوں نے آپریشن کے ذریعے علاج کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا۔ یہ بہت بڑا انقلاب ہے کیونکہ پہلے صرف دوا کے ذریعہ علاج کیا جاتا تھا۔ یہ جدید **آپریشن کے موجد** ہیں انہوں نے آپریشن میں کام آنے والے بہت سے اوزار بنائے جو اب تک استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ اشبلہ اندلس میں پیدا ہوئے تھے اور بارہویں صدی کے بہت بڑے طبیب اور جراح تھے۔

جابر بن حیان (پ:۴۷۵)

جابر بن حیان (۱۹۸ ھ ۸۱۷ ء) فن کیمیا کا باپ تسلیم کیا جاتا ہے۔ جابر بن حیان ایک عظیم فقیہ جعفر صادق (۷۶۵ء) کے شاگرد تھے۔ جابر بن حیان دنیا کے پہلے سائنسدان ہیں جنہوں نے علم کیمیا میں تجربات کو اہمیت دی جابر ایک غریب اور معمولی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ جابر کے متجسس ذہن و دماغ نے بہت سی نئی چیزیں ایجاد کیں اور اس فن میں خاصے مشہور ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی شہرت خلیفۂ بغداد تک پہنچ گئی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے بلانے پر جابر وہاں گئے۔ دربار میں ان کی بڑی قدر ہوئی، بہت کچھ انعام و کرام سے نوازا گیا انہوں نے یہ چیزیں ایجاد کیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۔ عمل تصعید یعنی دواؤں کا جوہر اڑانا: اس طریقے کو سب سے پہلے جابر نے اختیار کیا تاکہ لطیف اجزا کو حاصل کر کے دواؤں کو مزید مؤثر بنایا جاسکے اور محفوظ رکھا جاسکے۔ ۲۔ جابر نے قلماؤ کرنے کا طریقہ بھی دریافت کیا اور اس نئے طریقے سے دواؤں کو قلمایا۔ ۳۔ فلٹر کرنا۔ ۴۔ محقق جابر نے بہت سے قسم کے نمکیات بھی معلوم کیے۔ ۵۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ تیزاب ایجاد کرنا ہے۔ انہوں نے کئی قسم کے تیزاب بنائے۔ تیزاب بنانے میں انہوں نے گندھک شورا، ہیرا کس اور نوشادر کو مناسب انداز سے استعمال کیا۔ تیزاب بنانے میں ایک بار ان کی انگلی بھی جل گئی تھی۔ جابر نے ایک ایسا تیزاب ایجاد کیا جو سونے کو پگھلا دیتا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا انقلاب تھا، کیونکہ اس سے پہلے دھاتوں کی میل کچیل صاف کرنے کے لیے آگ والی بھٹی استعمال کی جاتی تھی، انہوں نے سب سے پہلے بغیر آگ جلائے دھاتیں صاف کرنے کے لیے تیزاب ایجاد کیے۔ ۶۔ عالی دماغ جابر نے دھات کو بھسم کر کے کشتہ بنانے کا نازک طریقہ دریافت کیا۔ کسی دھات کو جڑی بوٹیوں کے ساتھ کس طرح آنچ دے کر بھسم کرتے ہیں۔ اس میں صحیح اندازے اور تجربے کی ضرورت ہے۔ ۷۔ جابر نے لوہے پر تجربے کیے اور بتایا کہ لوہے کو کس طرح صاف کر کے فولاد بنایا جاسکتا ہے۔ جابر نے بتایا کہ لوہے کو زنگ سے کیسے بچایا جاسکتا ہے۔ ۹۔ انہوں نے موم جامہ یعنی وہ کپڑا جس پر پانی کا اثر نہ ہو بنایا تاکہ پانی یا رطوبت سے چیزوں کو خراب ہونے سے بچایا جاسکے۔ ۱۰۔ جابر نے چمڑے کو رنگنے کا طریقہ دریافت کیا۔ ۱۱۔ انہوں نے بالوں کو کالا کرنے کے لیے خضاب کا نسخہ تیار کیا۔ ۱۲۔ جابر کی ایک بڑی اور مفید ایجاد قرع انبیق ہے۔ یہ عرق کھینچنے کا آلہ ہے اور یہ آج بھی مستعمل ہے۔ اس آلے کے ذریعے عرق کشید کرنے سے جڑی بوٹیوں سے لطیف اجزا آجاتے ہیں اور اس کے اثرات محفوظ رہتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۴: اسلام کی عمومی تاریخ

تاریخ سے مراد ماضی میں پیش آئے اہم واقعات کو بیان کرنا ہے۔ اسلام میں تاریخ بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ ماضی کے وہ اہم ترین واقعات جن سے اسلام کو اور پوری انسانیت کو بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہوں۔ اسلام میں تاریخ بیان کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہر ہر واقعہ پوری پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے، ایسا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں بہت سے انبیائے کرام کے واقعات بیان کیے گئے ہیں لیکن کسی بھی نبی کے بارے میں یہ نہیں بتایا کہ ان کے والدین کے کیا کیا نام تھے، وہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، وہ کب اور کہاں پیدا ہوئے، ان کی بیویاں اور بچے کتنے کتنے تھے، ان کی عمر کیا تھی، ان کا قد کتنا تھا، ان کا رنگ کیا تھا، ان کے بہن بھائی کتنے تھے وہ کیا کرتے تھے۔ یہ تمام تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بس قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ اس نبی نے اللہ تعالیٰ کے عظیم کام میں کیا کیا خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح اسلامی مؤرخین بھی صرف ضروری ضروری باتیں بیان کرتے ہیں، جن باتوں کے بغیر تاریخ کا اسلامی تسلسل معلوم کرنا ہی ممکن نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام کی فتوحات اور صحابہ کرام کے فضائل:

س: اسلام کی عرب سے باہر اشاعت اور اس میں آنے والی مشکلات بیان کریں

یا

س: نبی پاک ﷺ عرب میں آئے تھے تو اسلام عرب سے باہر کیسے پھیلا، بیان کریں

نبی اکرم ﷺ نے دنیا کے بڑے بادشاہوں کو خطوط لکھے کہ حقیقی نجات چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو۔ یہ بالکل ایسے ہی تھا جیسے حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو کہا کہ اسلام قبول کر لو، اور جس طرح حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا کو خط لکھا کہ اسلام قبول کر لو۔ فرعون نے انکار کر دیا، وہ ہلاک ہو گیا، ملکۂ سبا نے اسلام قبول کر لیا اور وہ اور اس کی پوری قوم کامیاب ہو گئی۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے قیصر و کسری کو تبلیغی خطوط لکھے۔ ایران کے بادشاہ کسری نے نبی اکرم ﷺ کا خط مبارک چاک کر دیا، اور آپ ﷺ کو اپنے پاس بلانے کے لیے آدمی بھیجے۔ موتہ کے بادشاہ شرجیل جو کہ قیصر روم کے ماتحت تھا اس نے مسلمانوں کے سفیر کو شہید کر دیا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی رومیوں سے پہلی جنگ ہوئی۔ پھر اسی کا تسلسل لشکر اسامہ تھا جو حضرت ابو بکرؓ نے روانہ فرمایا تھا۔ پھر ایران نے مسلمانوں کے خلاف روم کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایران یمن کی بغاوتوں میں باغیوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ اس قسم کے کچھ سیاسی حالات ایسے بن گئے کہ مسلمانوں کو ان بڑی عالمی طاقتوں سے جنگیں کرنا پڑیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کفار مکہ کی طرف سے بے فکر ہو گئے تھے چنانچہ پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ اسلام کے لیے ایک وسیع تر منصوبہ تشکیل دیا، یہ منصوبہ بعد میں مسلمانوں کا عالمی سیاست میں پہلا قدم ثابت ہوا۔ اس منصوبے کے مطابق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے روم، مصر، ایران، حبشہ، یمن، عمان اور دوسری ریاستوں کے حکمرانوں کو تبلیغی خطوط تحریر کیے، اور انہیں قبول اسلام کی دعوت دی۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ روم کے ایک پادری نے اسلام قبول کر لیا لیکن اس کے عیسائی پیروکاروں نے اسے قتل کر دیا، اسی طرح معان یعنی فلسطین کے عامل فروہ بن عمرو جذامی نے بھی اسلام قبول کر لیا لیکن اسے بھی شہنشاہ کے حکم پر قتل کر دیا گیا شام کے علاقے موتہ میں نبی ﷺ کا خط لے جانے والے سفیر کو قتل کر دیا گیا، جس کی وجہ سے بعد میں جنگ موتہ ہوئی، اور پھر اسی کے تسلسل میں بعد میں نبی ﷺ نے لشکر اسامہؓ کو شام روانہ ہونے کا حکم دیا جو حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں شام گیا اور بعد میں یہی واقعہ رومی فتوحات کی وجوہات میں سے ایک وجہ بن گیا ایران کے بادشاہ کسری کو جو خط بھیجا وہ اس نے پھاڑ دیا اور نبی ﷺ کو اپنے پاس پیش ہونے کا حکم دیا، کسری کی یہ گستاخی اسے بلکہ اس کی پوری سلطنت کو لے ڈوبی، کسری دنیا و آخرت میں نامراد ہوا، اور اس کے تمام علاقے مسلمانوں کے پاس آ گئے۔

صلح حدیبیہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں تبلیغی خطوط بھیجے کہ اسلام قبول کر لو۔ اس زمانے میں روم اور فارس دو بڑی بڑی سلطنتیں تھیں، جن کے درمیان تاریخ کی مشہور ۳۰ سالہ جنگ (۶۰۲ء سے ۶۲۸ء) جاری تھی۔ روم کے بادشاہ ہرقل (حکومت ۶۱۰ء سے ۶۴۱ء) نے نبی اکرم ﷺ کے خط پر غور فکر کیا اور ان کی نبوت کی تحقیق کی، لیکن متعصب عیسائی پادریوں کی شاہی دربار میں موجودگی کی وجہ سے وہ قبول اسلام کی طرف کوئی مثبت پیش رفت نہ کر پایا۔ دوسری طرف مجوسی فارس یعنی ایران پر طاقتور ترین بادشاہ کسری کی حکومت تھی جس نے اپنے یہودی اتحادیوں کے ساتھ مل کر ہرقل کے خلاف ۶۱۰ء اور اس کے بعد کی جنگوں میں، جب مسلمانوں کا مکی دور تھا رومی سلطنت کا فلسطین اور مصر تک کا بڑا علاقہ فتح کر لیا تھا اگرچہ بعد میں ۶۲۲ء سے ۶۲۷ء کے زمانے میں، جب مسلمانوں کا مدنی دور تھا کسری مسلسل پسپائی میں جا رہا تھا تاہم کسری کا تکبر اسی طرح قائم تھا اور اسی غرور میں اس نے کہا کہ ایک معمولی عرب کو مجھے اس قسم کا خط لکھنے کی جرات کیسے ہوئی اور اس نے نبی اکرم ﷺ کے دعوتی نامۂ مبارک کو چاک کر دیا اور فوری طور پر آپ ﷺ کو طلب کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے کسری کے لیے بدعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے جیسے اس نے میرا خط چاک کیا ہے۔ کسری کا وفد جب نبی اکرم ﷺ کو لینے کے لیے مدینہ منورہ آیا تو آپ ﷺ نے انہیں رات انتظار کرنے کا کہا اور صبح اٹھ کر آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ آج رات کسری کو اس کے بیٹے نے بغاوت کر کے قتل کر دیا ہے چنانچہ یہ لوگ واپس چلے گئے۔

خسرو پرویز یعنی کسری فارس کا طاقتور ترین حکمران تھا جس نے ۵۹۰ء سے ۶۲۸ء تک حکومت کی، اس کی ۳۰۰ بیویاں اور ۱۸ بیٹے تھے اس نے اپنے ایک ناپسندیدہ بیٹے شیرو کو قید کر رکھا تھا، جب کسری نے رومی ہرقل سے شکست کھائی تو شیرو نے موقعہ غنیمت جانتے ہوئے قید سے فرار حاصل کر لی اور اپنے باپ کسری کو اور اپنے تمام بھائیوں کو قتل کر دیا، اور خود بادشاہ بن گیا۔ یہ عین اس وقت کی بات ہے جب کسری کے لوگ پیارے نبی ﷺ کو لینے کے لیے مدینہ آئے ہوئے تھے۔ شیرو نے روم کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور رومی سلطنت کے تمام علاقے واپس کر دیے۔ کچھ عرصہ بعد کسری کی بیٹی تخت نشین ہو گئی، جس پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جو اپنی حکومت عورت کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد کسری کا پوتا یزد گرد بادشاہ بنا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کسری کی اولاد میں آخری بادشاہ ہے اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا۔ چنانچہ یزد گرد نبی اکرم ﷺ کے بعد ۲۰ سال مسلسل مسلمانوں سے لڑتا رہا اور پسپا ہوتا رہا، اس نے شاہِ روم ہرقل کے ساتھ اتحاد قائم کر کے مسلمانوں کے خلاف بیک وقت مشترکہ جنگوں کے منصوبے بنائے لیکن وقت اور جگہ کے تعین میں غلطی کی وجہ سے جنگ یرموک اور جنگ قادسیہ میں ایک مہینے کا فرق آگیا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو آسانی ہوگئی۔ مسلمانوں کو روم و فارس سے جنگ یرموک اور جنگ قادسیہ ۶۳۶ء میں حضرتِ عمرؓ کے زمانے میں لڑنی پڑیں، لیکن روم و فارس کا اتحاد مکمل طور پر ناکام ہوا اور فارس کا بادشاہ اپنے تمام علاقے مسلمانوں سے ہارتا رہا اور آخر کار وہ بھاگ کر چین چلا گیا پھر اس نے چین سے مسلمانوں کے خلاف مدد طلب کی لیکن چین نے یزد گرد کو کاشغر کے سرحدی ترکوں سے مدد حاصل کرنے کا کہا، لیکن ان سرحدی لوگوں نے یزد گرد کی مدد کرنے کی بجائے اس کو قتل کر دیا اور اس کا مال لوٹ لیا، یہ عہدِ عثمانیؓ کا واقعہ ہے اس طریقہ سے صدیوں کی قائم سلطنت کا آخری بادشاہ اپنے انجام کو پہنچا۔

س: خلفائے راشدہ کے زمانے میں قیصر و کسری کے خلاف لڑی جانے والی چند اہم ترین جنگوں کا مختصر حال بیان کریں (پ: ۴۹۰ سے ۴۹۷)

یرموک کی جنگ: یہ حضرت عمرؓ بن خطاب کی خلافت میں ۵ رجب سن ۱۵ ہجری کو واقع ہوئی۔ ہرقل کے زمانے میں بازنطینی سلطنت اور اس کے عیسائی عرب اتحادیوں کے ساتھ مسلمانوں کے جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کے سالار حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح، حضرت عمرو بن العاص، حضرت شرجیل بن حسنہ اور حضرت یزید بن ابی سفیانؓ شامل تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو اطلاع ملی کے رومیوں کا ساٹھ ہزار نصرانی عرب کا لشکر جنگ کے لیے آگیا ہے۔

حضرت ضرارؓ بن ازور، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، حضرت فضلؓ ابن عباسؓ نے حصار کی صورت گھوڑے ملا لیے اس طرح ایک دوسری کی حفاظت کرتے خود کو اور اپنے ساتھی کو دشمن کے وار سے بچاتے اور دشمن کو قتل کرتے رہے صبح سے شام ہوگئی رومی سپاہی نڈھال ہوگئے مگر مجاہدین تازہ دم لگ رہے تھے جب شام تک ابوعبیدہ کو کچھ خبر نہ آئی تو لشکر کو حملے کا حکم دینے لگے تو ابوسفیان نے کہا اے ابوعبیدہ اب رک جا اور اللہ کے فیصلے کا انتظار کر انشاءاللہ وہ دشمن پر غلبہ پالیں گے تھوڑی دیر بعد جبلہ کا لشکر پیٹھ دیکھا کر بھاگا اور مجاہدین نے آواز بلند کی **لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یہ لشکریوں ڈر کے بھاگا گویا کسی آسمانی مخلوق نے ڈرایا ہو اور جبلہ بن ایہم سب سے آگے تھا اس معرکے میں ۱۰ مسلمان شہید ہوئے ۵ مسلمان قیدی ہوئے رومیوں کے ۵۰۰۰ لوگ قتل ہوئے (**فتوح الشام از علامہ واقدی**)۔ خبر رومی بادشاہ ہرقل کو دی گئی جو انطاکیہ کے شہر میں بیٹھ کر اپنی فوج کی سربراہی کر رہا تھا، خبر سنتے ہی وہ وہاں سے بھاگ کر قسطنطنیہ یعنی استنبول، ترکی چلا گیا اور بڑی حسرت کے ساتھ کہا ع ای کی اس وی ہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

السلام ونعم الوکیل هذا لما وعدنا، الوداع اے سرزمین شام، کتنی خوبصورت سرزمین دشمنوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اس جنگ میں عیسائیوں کو بے انتہا جانی ومالی نقصان ہوا، اور واضع فتح مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت عمرو بن سعید، حضرت ابان بن سعید، حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل، حضرت عبداللہ بن سفیان، حضرت سعید بن حارث، حضرت سہیل بن عمرو، حضرت ہشام بن العاصؓ یعنی حضرت عمرو بن العاصؓ کے بھائی جیسے مسلمان شہید ہو گئے۔

جنگ قادسیہ: یہ جنگ حضرت عمرؓ بن خطاب کی خلافت میں قادسیہ یعنی ساسانی سلطنت موجودہ عراق کے مقام پر چودہ ہجری میں واقع ہوئی۔ مسلمانوں کے سالار حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت مثنی ابن حارثہ، حضرت عاصم بن عمرو التمیمی، حضرت قعقاع بن عمرو التمیمی، حضرت عبداللہ بن المعتم العبسی، حضرت ہاشم بن عتبہ تھے جبکہ ایرانیوں کے سالار رستم فرخ زاد، بہمن جادویہ، ہرمزان، جالینوس تھے جنگ قادسیہ یا قادسیہ کی لڑائی مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ عمر فاروق کے دور میں عرب مسلمانوں جن کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاص اور ایران جن کا سردار رستم تھا کے درمیان میں ہوئی۔ اس میں مسلمانوں کی فتح اور ایران مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

جنگ نہاوند: یہ جنگ ۶۴۲ء میں ہمدان کے قریب نہاوند کے علاقے میں مسلمانوں اور ایرانیوں کی جنگ ہوئی جس کو جنگ نہاوند کہتے ہیں۔ اس جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سپاسالار تھے اور مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی اسی لیے مسلمان اس جنگ کو فتح الفتوحات بھی کہتے ہیں ساسانی بادشاہ یزدگرد ثالث بھاگ کر چین سے مدد حاصل کرنے چلا گیا، لیکن وہاں کے سرحدی ترک قبائل نے اس کو قتل کر دیا، اور ساسانی حکومت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

س: بنوامیہ کی فتوحات بیان کریں (پ: ۴۹۸ سے ۴۹۹)

محمد بن قاسم کی فتح سندھ و ملتان، سندھ سے ملتان تک اسلام کیسے پھیلا

محمد بن قاسم حجاج کے بھتیجے تھے۔ وہ اس وقت فارس کے گورنر تھے۔ سترہ سال کا کم عمر نوجوان ہونے کے باوجود وہ انتہائی ہوشیار اور قابل جرنیل تھے۔ حجاج بن یوسف نے ان کی نگرانی میں بارہ ہزار کی فوج تیار کی جس میں بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام موجود تھے۔ اور حجاج بن یوسف نے سوئی دھاگہ سے لے کر منجنیق تک ضرورت کی ہر چیز کا سامان مہیا کیا۔ بھاری سامان ایک بحری بیڑے کے ذریعے روانہ کیا گیا۔ حجاج بن یوسف نے گزشتہ مہمات سے سبق لیتے ہوئے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ فوج کی اصل کمان ان کے اپنے ہاتھ میں تھے۔ اور محمد بن قاسم کو ہدایت کی گئی کہ وہ فوجی کارروائی کے دوران مرکز کی ہدایات پر عمل کرے۔ محمد بن قاسم مکران کے راستے سندھ کی طرف روانہ ہوئے اور پنجگوار اور ارمن بیلہ کو فتح کرتے ہوئے دیبل پہنچے۔ بحری راستے سے روانہ ہونے والی فوج یہیں اس سے آملی۔ دیبل کی بندرگاہ کراچی کے قریب تھی۔ اہل شہر قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے۔ کئی ماہ محاصرہ جاری رہا لیکن شہر فتح ہونے میں نہ آتا تھا۔ آخر کار حجاج بن یوسف کی ہدایت کے مطابق منجنیق کو ایک خاص زاویہ پر نصب کر کے شہر پر سنگباری شروع کی گئی اسی اثنا میں محمد بن قاسم کو معلوم ہوا کہ جب تک شہر کے وسط کا گنبد محفوظ ہے۔ شہر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والوں کے حوصلے بلند رہیں گے۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے خصوصی طور پر گنبد کو نشانہ بنایا۔ گنبد گرنے سے اہل شہر کے حوصلے پست ہو گئے اور راجا داہر کا حاکم شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر قبضہ کر کے ایک مسجد تعمیر کروائی۔

ملتان محمد بن قاسم کی آخری قابل ذکر فتح تھی۔ محمد بن قاسم کی فتوحات سے مسلمانوں کو بہت سا خزانہ ملا انہوں نے اس خزانہ سے وہ وعدہ پورا کیا جو حجاج نے خلیفہ ولید بن عبد الملک سے کیا تھا کہ وہ مہم پر خرچ ہونے والی تمام رقم کا دگنا بیت المال میں داخل کر دے گا۔ اس جنگ کے دوران عوام کا جتنا نقصان ہوا وہ اسلامی حکومت نے پورا کیا اور کسانوں کو تعمیر و ترقی کے لیے بہت سے وظائف دیے گئے۔ کیونکہ حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو ہدایت کی تھی کہ یہ تمام رقم عوامی فلاح پر خرچ کی جائے۔ اس بہترین سلوک سے عوام میں تیزی سے اسلام پھیلا اور برصغیر جنوبی ایشیا میں اسلام کی بھرپور لہر آئی۔ سندھ کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ایک ایسے خطہ زمین میں اسلام کا بیج بویا گیا جو منگولوں کے فتنہ کے زمانے میں تمام مظلوموں کی پناہ گاہ ثابت ہوا۔

قتیبہ بن مسلم باہلی، عظیم تر اسلامی سلطنت کی شمالی ریاستوں میں اسلام کیسے پہنچا

قتیبہ بن مسلم اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور کے مشہور مسلم سپہ سالاروں میں سے ایک تھا، جس نے ترکستان کی مہمات میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ قتیبہ اڑتالیس ہجری میں پیدا ہوا۔ ابن اشعث کے خلاف معرکہ آرائی میں حجاج بن یوسف نے اس کی صلاحیتوں کو بھانپ لیا۔ عبد الملک نے حجاج بن یوسف کے مشورے سے قتیبہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا جس نے قتیبہ کو اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانے کا موقع فراہم کر دیا اور اپنی انہی صلاحیتوں اس نے بنی امیہ کی سلطنت کو وسعت دے کر اپنا نام اہم سپہ سالاروں کی صف میں شامل کیا۔ قتیبہ فتوحات اور جہاد کے شوق میں چین کی سرحد تک جا پہنچا۔ ولید کا دور قتیبہ کی فتوحات اور ترقی کا دور تھا لیکن سلیمان بن عبد الملک کے دور میں حالات ایسے پیدا ہوئے کہ قتیبہ نے بغاوت کر دی۔

طارق بن زیاد فاتح اندلس، اندلس میں اسلام کی اشاعت کیسے ممکن ہوئی (پ: ۵۰۸)

اندلس شمالی افریقہ کے بالکل سامنے یورپ کے جنوب مغربی کنارے پر ایک حسین و جمیل جزیرہ نما ہے۔ آج کل اس میں پرتگال اور سپین دو ممالک واقع ہیں۔ کسی زمانے میں یہ ملک مغربی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہوتا تھا۔ مسلمانوں کی فتح سے پہلے یہاں کی حکومت سلطنت روم کی ہمسر تھی۔ مسلمانوں کے دور میں یہ پورے یورپ کے لیے روشنی کا مینار تھا۔ فتح سندھ کی طرح اس حسین و جمیل خطہ زمین کو بھی ولید بن عبد الملک کے زمانے میں فتح کیا گیا۔ اس فتح کا سہرا طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر کے سر ہے۔ بنو عباس کے زمانے میں یہاں کے امیوں نے بغداد کے ساتھ تعلق توڑ دیا۔ امیوں کی یہاں ایک ہزار سال حکومت رہی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

س: عباسی خلافت کے دوران پیش آنے والے اہم واقعات بیان کریں (پ: ۵۰۰ سے)

۱۔ مکہ میں خانہ جنگی اور حج کی رکاوٹ (پ: ۱۸۱الف)

عباسیوں کی کمزور سلطنت مسلسل سکڑ رہی تھی اور ان کی مملکت کے بہت سے صوبے خود مختار ہو رہے تھے، مصر حجاز اور بحرین میں شیعہ ریاست قائم ہو گئی۔ سنہ ۹۳۰ء میں قرامطہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا اس حملے کو سعودی شہر مکہ پر سب سے شدید حملوں میں سے ایک جانا جاتا ہے اس سال اسماعیلی شیعہ کے ایک گروہ قرامطہ کے سربراہ ابو طاہر الجنابی نے مکہ پر ایک بھرپور حملہ کیا جس دوران اتنی لوٹ مار اور قتل وغارت ہوئی کہ کئی سال تک حج نہ ہو سکا قرامطہ اس وقت کی عباسی اسلامی خلافت کو نہیں مانتے تھے اور اسی طرح وہ خلافت کے تحت مانے جانے والے اسلام کے بھی منحرف تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ حج پر ادا کیے جانے والے فرائض اسلام سے پہلے کے ہیں اور اس طرح وہ خانہ کعبہ کے حج کو بت شکنی کے زمرے میں سمجھتے تھے ابو طاہر خانہ کعبہ کے دروازے پر آٹھ ذی الحج کو تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور اپنے سامنے اپنے جنگجوؤں کے ہاتھوں زائرین کا قتلِ عام کرواتے اور دیکھتے رہے وہ کہتے رہے کہ 'عبادت کرنے والوں کو ختم کر دو، کعبہ کا غلاف پھاڑ دو اور حجرِ اسود اکھاڑ دو'۔ اس دوران کعبہ میں تیس ہزار حاجیوں کا قتلِ عام ہوا اور انہیں بغیر کسی جنازے، غسل اور کفن کے دفنا دیا گیا مورخین کے مطابق حملہ آوروں نے لوگوں کو قتل کرنے کے بعد کئی ایک کی لاشیں زم زم کے کنویں میں بھی پھینکیں تاکہ اس کے پانی کو گندہ کیا جا سکے۔ شہداء میں طواف کرنے والے سات سو افراد بھی شامل تھے بحرین کے شہر ہجر سے آنے والے قرامطہ حجر اسود نکال کر ساتھ لے گئے۔ تاریخی حوالے بتاتے ہیں کہ بیس سال سے زائد عرصے تک کعبہ کا طواف حجر اسود کے بغیر ہوا۔ ابو طاہر نے مکہ کا راستہ بھی بند کرنے کی کوشش کی تاکہ عازمین حج وہاں جانے کی بجائے ہجر آئیں لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی یہ واقعہ ۳۱۸ھ کا ہے جب بنو عباس کی خلافت میں مقتدر باللہ خلیفہ تھا قرامطہ حجرِ اسود کو اکھاڑ کر اپنے ساتھ اس وقت کے سعودی عرب کے مشرقی صوبے البحرین لے گئے جہاں یہ ابو طاہر کے پاس اس کے شہر الاحسا میں کئی سال رہا۔ بالآخر ایک بھاری تاوان کے بعد اسے واپس خانہ کعبہ میں لایا گیا سنہ ۹۸۳ء میں عراق کی عباسی اور مصر کی فاطمی خلافتوں کے سربراہان کے درمیان سیاسی کشمکش رہی اور مسلمانوں کو اس دوران حج کے لیے سفر کرنے نہ دیا گیا۔ اس کے بعد حج ۹۹۱ء میں ادا کیا گیا۔

۲۔ غزنوی سلطنت: ملتان سے کشمیر تک اسلام کیسے پھیلا (پ: ۵۰۵)

شام کی سلجوقی اور مصر کی فاطمی حکومت کے ساتھ ساتھ افغانستان اور ہند کی غزنوی سلطنت بھی بنو عباس کے زمانے کا ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ سلطنت ترک سلطان محمود غزنوی (۹۹۸ء سے ۱۰۳۰ء) کے زمانے میں لاہور، دہلی سے گجرات تک کے تمام علاقے اور کشمیر کے علاقوں تک پھیل چکی تھی۔ سلطان محمود غزنوی نے نبی اکرم ﷺ کی فتح ہند کی پیش گوئی کو پورا کیا اور شمالی ہند کے علاقہ فتح کیے۔ لاہور، دہلی سے گجرات تک کے تمام علاقے اور کشمیر کے علاقوں میں سلطان محمود غزنوی کی وجہ سے اسلام پھیلا حضرت سید علی ہجویری بھی غزنوی تھے ان کو سلطان محمود غزنوی اپنے ساتھ لاہور لے کر آئے تھے۔ انہیں کے ہاتھ پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پورے لاہور نے اسلام قبول کیا تھا۔ سلطان محمود غزنوی بہت سے بزرگان دین کو اپنے ساتھ لائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک مشہور مورخ ابوریحان البیرونی کو بھی اپنے ساتھ ہند لائے۔ سلطان محمود غزنوی نے ایک بہت بڑی سلطنت قائم کی جس کو غزنوی سلطنت کہتے ہیں ترکوں کی غزنوی حکومت ۱۱۸۶ء تک قائم رہی۔

۳۔ صلیبی جنگیں اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت (پ: ۵۰۳)

عباسیوں کے زمانے میں صلیبی جنگیں ہوئیں اس وقت شام سلجوقیوں کی اور مصر اور فلسطین میں آزاد خیال فاطمی شیعہ کی حکومت تھی، فاطمیوں نے یروشلم میں مسیحیوں کی مقدس عبادت گاہ کی بے حرمتی کی جس کا ناجائز بہانہ بنا کر صلیبیوں نے جنگیں شروع کر دیں جو دو سو سال تک چلتی رہیں۔ فاطمیوں نے جنگ شروع ہوتے ہی بغیر کسی مزاحمت کے فلسطین صلیبیوں کے حوالے کر دیا اور حتی کہ لبنان کے علاقوں میں ہونے والی جنگوں میں صلیبیوں کے اتحادی بنے رہے اس صورت حال میں خلیفہ بغداد بھی لاتعلق رہا، حتی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی جو صلیبی جنگوں میں عالم اسلام کے عظیم الشان سپہ سالار تھے، وہ سامنے آئے، انہوں نے اس علاقے سے صلیبیوں اور ان کا ساتھ دینے والی فاطمیوں کی حکومتیں ختم کر دیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے انگلستان کے ایک گستاخ رسول بادشاہ رینالڈ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا۔ جب صلیبوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو تمام مسلمان شہید کر دیے اور اٹھاسی سال یعنی چار نسلوں تک صلیبیوں کے زیر قبضہ رہنے کے بعد دو اکتوبر ۱۱۸۷ء کو جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا تو تمام صلیبیوں کو امان دے دی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ہم نے زبور میں یہ بات لکھ دی تھی کہ اس سرزمین کے وارث بس مسلمان ہی ہوں گے (**سورۃ الانبیاء**)۔ جب یہودیوں کا زمانہ تھا تو بیت المقدس یہود کے پاس تھا، جب عیسائیوں کا زمانہ آیا تو یہودیوں نے عیسائیوں کے لیے عزت کے ساتھ بیت المقدس خالی نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو بیت المقدس سے ذلیل کر کے بے دخل کر دیا، اور ان کا عبادت خانہ بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا کہ 'ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سالم نہ رہی'۔ پھر جب مسلمانوں کا زمانہ آیا تو عیسائیوں نے آنے والی نئی امت کی تمام نشانیوں کو پہچان کر باعزت طریقے سے بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ بن خطاب کے حوالے کر دیں۔ لیکن پھر عیسائیوں کے دلوں میں بیماری پیدا ہوئی تو انہوں نے ناجائز طور پر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن یہ ناجائز قبضہ صلیبوں کے لیے بہت منحوس ثابت ہوا۔ ان کے تمام بادشاہ چھبیس برس کی اوسط عمر میں مر جاتے تھے جبکہ یہی حکمران جب فرانس میں ہوتے تھے تو ان کی اوسط عمر ستاون برس ہوتی تھی۔ بیت المقدس کے ناجائز صلیبی حکمرانوں کی ہلاکت مسلمانوں سے جنگ یا آپس کی خانہ جنگی کی وجہ سے نہ بھی ہوتی تو وہ کسی ناگہانی آفت یا بیماری کا شکار ہو کر مر جاتے۔ اس کے علاوہ ان حکمرانوں کی نرینہ اولاد بھی بہت کم ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کی بیٹیاں ملکائیں بن جاتی تھیں، بعض بیٹیاں اپنے باپ بادشاہ کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے ان سے لڑائیاں بھی کرتی تھی اور ان لڑائیوں میں مسلمانوں سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدد مانگتی تھیں، پھر آگے ان کے بیٹے اپنی ماؤں سے حکومت حاصل کرنے کے لیے لڑائیاں کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ بیت المقدس پر صلیبیوں کا یہ ناجائز قبضہ ان لوگوں کے لیے نحوست بن گیا۔ صلیبی پھر کبھی یہاں آنے کی جرات نہیں کرتے لیکن اب ان کے بعض فرقوں نے یہودیوں کو اس سرزمین پر ناجائز طور آباد کیا ہے۔ لیکن اب ان شاءاللہ یہودیوں کی اس جعلی صیہونی ریاست کا صلیبیوں کی ناجائز ریاست سے بھی زیادہ برا حال ہونے والا ہے۔ کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے کہ یہ سرزمین صرف مسلمانوں کی ہے۔

بیت المقدس کی موجودہ صورت حال اور مستقبل:

عظیم تر اسرائیل کی بات صرف ایک جھوٹا دعوی ہے۔ جس کے مطابق جب صیہونی ریاست دریائے فرات سے دریائے نیل تک پھیل جائے گی جب مسجد اقصی شہید کرنے کے بعد یہاں تیسرا ہیکل تعمیر ہو گا تب یہودیوں کا بادشاہ دجال آئے گا جس کی تاج پوشی اسی ہیکل میں ہو گی۔ یہ تمام کہانی من گھڑت ہے۔

احادیث میں اس پوری کہانی کی واضح تردید موجود ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ جب اسلامی نظام باقی ہر ایک معاشی معاشرتی سیاسی نظام پر عقلی اور منطقی طور پر فتح حاصل کر لے گا اور ہر سو اسلام پھیلنے لگے گا، موجودہ اسرائیل کی ناجائز حکومت پر مسلمان قبضہ کر لیں گے۔ صحیح احادیث کے مطابق یہ ایسا وقت ہو گا جب کسی نئے انسان کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جبکہ اس وقت مسلمان بیت المقدس شام قسطنطنیہ اور اس کے قریب تمام علاقے فتح کر چکے ہوں گے تو پھر اس کے بعد دجال مسلمانوں کی حیرت انگیز فتوحات کی وجہ سے غصے میں آکر باہر نکل آئے گا۔ لیکن صحیح احادیث کے مطابق دجال کبھی بھی مسجد اقصی میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

تورات زبور انجیل اور قرآن کریم سورت بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں ہے کہ بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فسادات کی وجہ سے بیت المقدس سے ہمیشہ کیلئے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات الٹرا آرتھوڈوکس یعنی اصل یہودی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ ریاست اسرائیل کے خلاف ہیں۔ بے دخلی والی بات اصل عیسائوں کو بھی معلوم ہے۔ اسی لیے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی تھی کہ بیت المقدس میں یہودی نہ آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورت بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں لکھا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو دو موقعے دیے۔ دوسرا اور آخری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے لیے آخری موقع تھے۔ یہ موقع انہوں نے ضائع کر دیا۔ اس کے بعد فسادات کی وجہ سے ان کو یہاں سے ہمیشہ کیلیے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی بائیبل میں بھی ہے کہ اب تمہاری بید خلی مقرر ہو چکی ہے اب ہیکل سلیمانی کی ایک بھی اینٹ سالم نہیں رہے گی۔ یہ پیش گوئی پچاس سال کے اندر اندر پوری ہوئی یہ بات خود یہودیوں کو بھی معلوم ہے۔ اسی وجہ سے اصل یہودی اسرائیل کے خلاف ہیں۔ ان کا یہ مؤقف ہے کہ بید خلی کے بعد اب ہمارا یہاں کوئی حق نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۔ مصر کے سلطان بیبرس

تارتاریوں نے اسلام خلافت کا خاتمہ کر دیا اور مغربی حصوں پر دوبارہ صلیبیوں نے قبضہ کر لیا۔ مصر کے سلطان بیبرس نے یہ تمام علاقے پھر سے حاصل کیے اور یہاں سے تارتاریوں، صلیبیوں اور حتی کہ باطنی حشیشین کے فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ شاہ خوارزم جلال الدین کی طرح سلطان بیبرس نے بھی ہلاکو کے ایک بیٹے کو قتل کیا تھا۔

س: اسلامی تاریخ میں فتوحات اور تبلیغ اسلام کے حوالے سے عربوں اور ترکوں کے کردار پر روشنی ڈالیں

''جب اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے گی اور فتوحات ہو جائیں گی، اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ بہت بڑی تعداد میں اسلام قبول کرتے جارہے ہیں (**سورۃ النصر**)۔ اسی بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''یہ دین اسلام وہاں وہاں تک ضرور پہنچ جائے گا جہاں جہاں پر دن اور رات آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کسی گھر کو یا کسی اونی جھونپڑی کو بھی نہیں چھوڑے گا مگر وہاں اسلام ضرور پہنچے گا، شرافت کے ساتھ یا ذلت کے ساتھ ہر ایک اسلام ضرور قبول کرلے گا'' (**صحیح ابن حبان**)۔ اسلامی تاریخ میں دو اقوام نے زیادہ تر حکومتیں کی ہیں، اور اسلام پھیلایا ہے اس لحاظ سے مسلمانوں کی تاریخ کو دو حصوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ عربوں کی حکومت (۶۲۲ء سے ۱۲۵۰ء تک)　۲۔ ترکوں کی حکومت (۱۲۵۰ء سے ۱۹۲۳ء تک)

۱۔ عربوں کی حکومت (۶۲۲ء سے ۱۲۵۰ء تک)

ریاست مدینہ اور خلافت راشدہ

پہلی قوم عرب ہے جس نے تقریباً چھ سو سال حکومت کی مسلمانوں نے ایک ہجری میں یعنی ۶۲۲ء میں ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت خود پیارے نبی ﷺ ریاست کے سربراہ تھے۔ نبی ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ تعالی عنہ خلیفہ بنے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت راشدہ کی بنیاد رکھی۔ نبی ﷺ کے بعد خلافت راشدہ مسلمانوں کی پاکیزہ ترین حکومت تھی۔ خلافت راشدہ ۶۳۲ء سے ۶۶۱ء تیس سال تک قائم رہی۔ ۶۵۴ء میں مسلمان ریاست کا کل رقبہ نوے لاکھ مربع کلومیٹر تھا۔ نبی ﷺ نے روم اور ایران کی فتوحات کی جو خوشخبریاں دی تھیں وہ اسی زمانے میں پوری ہوئیں۔ سیدنا ابو بکرؓ ۶۳۲ء- ۶۳۴ء تک خلیفہ رہے، سیدنا عمرؓ ۶۳۴ء - ۶۴۴ء تک خلیفہ رہے، سیدنا عثمانؓ ۶۴۴ء-۶۵۶ء تک خلیفہ رہے اور سیدنا علیؓ ۶۵۶ء - ۶۶۱ء تک خلیفہ رہے، حضرت علیؓ کے بعد ان کے بیٹے سیدنا حضرت امام حسنؓ خلیفہ بنے۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کی وجہ سے ملک میں خانہ جنگی شروع ہوئی جس کی وجہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ بالآخر پیارے نبی ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق امام حسنؓ (وفات ۶۸۰ء) نے حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ بیعت کر کے اپنی حکومت ان کے حوالے کر دی، حضرت امام حسنؓ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی'' میرا یہ بیٹا رہنما ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بڑے ٹوٹے ہوئے حصے جوڑے گا"(**صحیح البخاری کتاب الصلح**)۔اس طرح امام حسنؓ کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی اسلامی حکومت ۶۶۱ء میں دوبارہ ایک ہوگئی۔ اس طرح خلافت راشدہ بنوامیہ کی حکومت میں پرامن طور پر تبدیل ہوگئی۔

خلافت بنوامیہ

حضرت امام حسن کی صلح کے بعد بنوامیہ کی حکومت قائم ہوگئی۔بنوامیہ بھی خلفائے راشدین کی طرح قریشی عرب ہی تھے۔بنو امیہ کی حکومت ۶۶۱ء- ۷۵۰ء تک قائم رہی ان کے زمانے میں مسلمانوں کی بے مثال فتوحات نے ایک عظیم ترین اسلامی سلطنت قائم کی جو تقریباً ایک صدی تک قائم رہی۔ ۷۵۰ء میں مسلمان کل ایک کروڑ پچاس لاکھ مربع کلو میٹر کے رقبہ پر حکمران تھے۔نبی اکرم ﷺ نے قریش سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم کلمہ پڑھ لوگے تو عرب وعجم تمہارا ہو جائے گا،**قولوا لااله الا الله تملكوا العرب والعجم**۔بنوامیہ کے زمانے میں عرب وعجم کی فتح کی یہ خوشخبریاں پوری ہوئیں خلیفہ ولید بن عبد الملک(۷۰۵ء- ۷۱۵ء) کے زمانے میں محمد بن قاسم ۷۱۲ء نے بلوچستان، مکران،سندھ اور ملتان تک کے علاقے فتح کیے اور ان علاقوں میں اسلام پھیلایا اسی طرح قتیبہ بن مسلم باہلی ۷۱۵ء نے خراسان،افغانستان،کاشغر،بلخ،بخارا، سمرقند،ازبکستان اور وسط ایشیائی ریاستیں فتح کیں۔اسی زمانے میں موسی بن نُصیر جو کہ افریقہ کے علاقے مغرب یعنی مراکش کے عامل تھے انہوں نے اپنے سپہ سالار طارق بن زیاد کو اندلس کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ خلافت بنوامیہ کی سرحدیں ایک طرف چین اور دوسری طرف اسپین تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ۷۵۰ء میں دمشق کی مرکزی خلافت بنوعباس کی بغاوت سے ختم ہو جانے کے باوجود اس خاندان کا ایک شہزادہ عبدالرحمن الداخل اسپین میں حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔جہاں ۱۴۹۲ء تک اموی سلطنت قائم رہی۔

خلافت بنو عباس

یہ خلافت بنوامیہ کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں قائم ہوئی اور پانچ صدی تک (۷۵۰ء— ۱۲۵۸ء) قائم رہی۔بنوعباس نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے تھے ان کے زمانے میں اسلامی حکومت دو حصوں میں تبدیل ہوگئی تھی۔ بغداد کی مرکزی خلافت تو بنوعباس کے پاس تھی لیکن اندلس کے علاقے بنوامیہ کے پاس ہی رہے۔بنوعباس کے مشہور خلیفہ ہارون الرشید کی حکومت ایک طرف سے کشمیر لداخ اور چین کی سرحد تک اور دوسری طرف یورپ کی سرحد تک تھی۔لیکن بنو عباس نے کوئی خاص فتوحات نہیں کیں،اور رفتہ رفتہ ان کی حکومت سکڑتی گئی۔عباسیوں نے باقاعدہ تربیت یافتہ فوج کھڑی کی اور اس کے لیے ترکی النسل جوان جمع کیے جس کی وجہ جاگیردارانہ نظام اور خود مختار ریاستیں پیدا ہونے لگی حتی کہ خلیفۂ بغداد کے پاس صرف بغداد تک ہی محدود ہو کر رہ گیا،اور آزاد علاقائی حکمران خلیفہ سے زیادہ طاقتور ہونے لگے۔ اسی دوران ہند کے علاقے ایک ترک سلطان محمود غزنوی نے فتح کیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ترکوں کی حکومت (۱۲۵۰ء سے ۱۹۲۳ء تک)

تبلیغ اسلام کے حوالے سے ترک شاید عربوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے لیکن یہ بات بھی سچ ہے کہ جو کام عرب نہیں کر سکے وہ ترکوں نے کر دکھایا، جیسے عثمانی سلطان محمد فاتح کی فتح قسطنطنیہ، اور ترکوں نے عربوں کی فتوحات کے کام کو آگے بڑھایا۔

غزنوی سلطنت، برصغیر کے شمالی علاقوں میں اسلام کس طرح پہنچا

ترکوں میں ایک بہت ہی اہم ترین نام ترک غلام سبکتگین کے بیٹے سلطان محمود غزنوی (۹۹۸ء سے ۱۰۳۰ء) کا ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی فتح ہند کی پیش گوئی کو پورا کیا اور شمالی ہند کے علاقہ فتح کیے۔ لاہور، دہلی سے گجرات تک کے تمام علاقے اور کشمیر کے علاقوں میں سلطان محمود غزنوی کی وجہ سے اسلام پھیلا حضرت علی ہجویریؒ بھی غزنوی تھے ان کو سلطان محمود غزنوی اپنے ساتھ لاہور لے کر آئے تھے۔ انہیں کے ہاتھ پر پورے لاہور نے اسلام قبول کیا تھا۔ سلطان محمود غزنوی بہت سے بزرگان دین کو اپنے ساتھ لائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک مشہور مورخ ابوریحان البیرونی کو بھی اپنے ساتھ ہند لائے۔ سلطان محمود غزنوی نے ایک بہت بڑی سلطنت قائم کی جس کو غزنوی سلطنت کہتے ہیں ترکوں کی غزنوی حکومت ۱۱۸۶ء تک قائم رہی۔

سلطان محمود غزنوی نے برصغیر پر حملے کیوں کیے

سبکتگین اور ان کے بیٹے سلطان محمود غزنوی کا پنجاب کے راجہ کے ساتھ امن معاہدہ تھا، راجہ نے امن معاہدہ توڑ دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو پنجاب اور ہند کی فتوحات کرنی پڑیں، کیونکہ سورت توبہ کے مطابق عہد شکنوں کو معاف کرنا بھی گناہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی برصغیر میں حکومت اسی بنیاد پر قائم ہوئی اور اسی بنیاد پر ختم ہوئی۔

سلجوقی سلطنت

ترکوں میں دوسرا بڑا نام طغرل بیگ (۹۹۰ء سے ۱۰۶۳ء) کا ہے یہ سلطان محمود غزنوی کے ہم عصر تھے۔ ان کا تعلق ترکوں کے غز یعنی اوغوز قبیلے کی شاخ سلجوق سے تھا انہوں نے عباسیوں کے زمانے میں ایران عراق شام اور موجودہ ترکی کے علاقوں میں ایک عظیم شان سلجوقی سلطنت قائم کی۔ اسی طرح خوارزم کے علاقے جن میں بخارا سمرقند شامل ہیں یہاں ساتویں صدی میں اسلام پہنچ چکا تھا، سلجوقیوں نے اس علاقے میں **خوارزمی سلطنت** بھی قائم کی۔ الپ ارسلان نے اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد سلجوقی سلطنت میں ایک طرف ہرات اور ماوراء النہر یعنی خوارزم کے علاقے اور دوسری طرف فاطمی حکمران کو شکست دے کر مکہ اور مدینہ کے علاقے شامل کر لیے تھے۔ بازنطینوں نے حملہ کیا تو اگست ۱۰۷۱ء کو ملاز کرد کے مقام پر ان کو عبرتناک شکست دی اور قیصر روم رومانوس چہارم کو گرفتار کر لیا، قیصر روم نے نہ صرف تاوان جنگ ادا کیا اور خراج دینے پر رضامند ہوا، بلکہ اپنی بیٹی سلطان کے بیٹے سے بیاہ دی اور آرمینیا اور جارجیا کے علاقے اس کو دے دیے۔ الپ ارسلان کے جانشیں ملک شاہ اول کو ۱۰۸۷ء میں عباسی خلیفہ نے 'سلطان مشرق و مغرب' کا خطاب کیا۔ ان کی حکومت چین سے روم تک تھی ملک شاہ کے ایک وزیر نظام الملک نے بغداد میں جامعہ نظامیہ بنائی، اور اسی زمانے میں ایران میں باطنی شیعہ حسن بن صباح نے زور پکڑا جس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فدائین نے عالم اسلام کی کئی معروف شخصیات کو موت کے گھاٹ اتار دیا، جن میں سلجوقی وزیر اعظم نظام الدین طوسی اور صلیبوں سے لڑنے والے مشہور سپاہ سالار نور الدین زنگی بھی شامل ہیں۔ باطنی حشیشین نے سلطان صلاح الدین ایوبی پر بھی بہت سے قاتلانہ حملے کیے۔

خوارزمی سلطنت

خوارزمی سلطنت نے تارتاری منگولوں کا راستہ بہت دیر تک روکے رکھا آخری شاہ خوارزم جلال الدین (۱۲۲۰ء سے ۱۲۳۱ء تک) نے چنگیز خان کے بیٹے کو قتل کیا اور پہلی بار مسلمانوں نے تارتاریوں کو شکست دی اور ان کو قیدی بنایا۔ لیکن جلال الدین کے بعد تارتاریوں کا راستہ کھل گیا اور چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے ۱۲۵۰ء میں بغداد تباہ کر کے عباسی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ ہلاکو خان کو ایک مسلمان سپہ سالار رکن الدین بیبرس نے روکا، جس کی وجہ سے ہلاکو خان کی یورپی صلیبیوں کے ساتھ مل مسلمانوں کے خلاف مشترکہ اتحاد بنانے کی تمام کوشش ناکام ہو گئی۔ تارتاری منگول چین کے شمال میں واقع ملک منگولیا سے آئے اور انہوں نے پوری دنیا میں خاص طور پر عالم اسلام میں تباہی مچادی، لیکن بعد میں ان کی نسلیں خود مسلمان ہو گئیں۔ سقوط بغداد کے بعد ترکوں کے مختلف قبائل اور مختلف ریاستیں ایک عظیم الشان خلافت کی صورت اختیار کرنے لگیں۔ اس طرح ترکوں کی خلافت عثمانیہ کا آغاز ہوا۔

خلافتِ عثمانیہ (پ: ۵۰۶)

اس کے بعد ترکوں میں ایک بہت ہی اہم ترین نام ارطغرل (۱۱۹۸ء سے ۱۲۸۰ء) کا ہے۔ ان کا تعلق ترکوں کے غز یعنی اوغوز قبیلے کی شاخ قائی سے تھا۔ یہ ترک اوغوز کی شاخ قائی قبیلہ کے رہنما سلیمان شاہ کے بیٹے اور سلطنت عثمانیہ کے بانی عثمان اول کے والد تھے۔ قائی قبیلے کے لوگ تارتاریوں سے بچتے ہوئے سلجوقیوں کی سلطنت کے مغربی علاقوں میں آبسے۔ ارطغرل نے سلجوقی شہزادی حلیمہ خاتون سے شادی کر لی، اس طریقہ سے قائی قبیلے نے سلجوقیوں کی جگہ لے لی، اور ایک عظیم الشان سلطنت عثمانیہ قائم کی، جو آدھی یورپ اور آدھی ایشیا میں تھی۔ اس سلطنت نے یورپ کے بہت سے علاقے اپنی حدود میں شامل کر لیے اور عیسائیوں کو بہت سخت طریقے سے مصروف رکھا، حتی کہ کئی بار ایسے مواقع بھی آئے کہ یورپ کے لوگ سمجھنے لگے کہ اب شاید عثمانی پورا یورپ ہی فتح کر لیں گے۔ حتی کے سلطان محمد فاتح جو کہ ارتغل غازی کے پڑپوتے تھے انہوں نے ۱۴۵۳ء میں بازنطینی رومیوں کی سینکڑوں سالہ پرانی شہنشاہت ہمیشہ کے لیے ختم کر کے ان کا دارالحکومت قسطنطنیہ فتح کر لیا اور ایسے نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی پوری کی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "عنقریب تم قسطنطنیہ فتح کرو گے، یہ امیر سب سے بہترین امیر ہو گا اور یہ لشکر سب سے بہترین لشکر ہو گا"، **لتفتحن قسطنطينية، ولنعم الأمير أميرها، ولنعم الجيش ذلك الجيش**، اس شاندار پیش گوئی کو پورا کرنے والا عثمانی سلطان محمد فاتح صرف اکیس سال کی عمر کا جوان تھا۔ قسطنطنیہ فتح کرنے کی کوششیں صحابہ کرام کے زمانے سے مسلسل جاری تھیں، مجاہدین صحابہ کرامؓ کے مقبرے ابھی بھی قسطنطنیہ یا قسطنطیبول یعنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موجودہ استنبول کے آس پاس کے علاقوں میں موجود ہیں، جن میں مشہور حضرت ابوایوب انصاریؓ کا روزۂ مبارک ہے۔ عثمانیوں کی یہ خلافت چھ صدیوں (۱۳۰۰ء-۱۹۲۳ء) تک قائم رہی۔ ترک عثمانیوں کی بہت سی عمارات آج بھی عالم اسلام اور مکہ مدینہ میں موجود ہیں۔ خلافت عثمانیہ کے آخری ترک خلیفہ سلطان عبدالحمید دوم نبی اکرم ﷺ کے بعد سویں خلیفہ تھے۔ یہ حکومت عالمی طاقتوں نے جنگ عظیم اول کے بعد تباہ کر دی۔

مغلیہ ہند (پ: ۵۰۵)

عثمانیوں کے زمانے میں ہند کے علاقوں میں مغلوں کی حکومت تھی جو تین صدیاں (۱۵۲۶ء- ۱۸۵۷ء) قائم رہی۔ مغل بھی ترکی النسل تھے۔ اورنگ زیب عالم گیر (۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء) بہت نیک اور درویش بادشاہ تھا۔ ان کی ریاست بہت ہی امیر تھی جس کی مجموعی قومی پیداوار پوری دنیا کی پچیس فیصد تھی۔ جبکہ عین اسی وقت امریکہ اور برطانیہ دونوں کی ملا کر مجموعی قومی پیداوار پوری دنیا کی صرف ایک فیصد تھی۔ اورنگ زیب کے زمانے میں حکومت کی سرحدیں کابل سے ڈھاکہ تک اور کشمیر سے پانڈی چری تک چالیس لاکھ مربع کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلی ہوئی تھیں۔ یہی نہیں، اورنگ زیب کی فوجیں دکن کے سلطانوں، افغانوں اور مرہٹوں سے لڑ لڑ کے اس قدر تجربہ کار ہو چکی تھیں وہ اس وقت دنیا کی کسی بھی فوج سے ٹکرا سکتی تھیں دہلی کی فوج تو ایک طرف رہی، صرف بنگال کے صوبہ دار شائستہ خان کے فوجیوں کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی۔ ایک اندازے کے مطابق مغل فوج کی کل تعداد نو لاکھ سے بھی زیادہ تھی اور اس میں ہندوستانی، عرب، افغان، ایرانی، حتی کہ یورپی تک شامل تھے۔ اس سلطنت کے زوال کی بڑی وجہ مسلمانوں کی سادہ لوحی تھی، سادہ لوح مسلمانوں نے عیار انگریزوں کے جھوٹھے معاہدوں پر یقین کر لیا اور ان کو وعدہ خلافی پر شرعی سزا دینے کی بجائے معاف کرتے رہے، یہی غلطی مغلیہ سلطنت کی وجہ بن گئی۔ حالانکہ سورت توبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے معاہدے کی خلاف ورزی گناہ ہوتی ہے اسی طرح معاہدے توڑنے والے کو معاف کرنا بھی گناہ ہوتا ہے۔

جنگ چائلڈ

اورنگ زیب کے زمانے میں مغلوں نے انگریزوں ، پرتگیزی اور ولندیزی تاجروں کو ایک امن معاہدے کے مطابق آزادانہ تجارتی سہولیات دی ہوئی تھی لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی لندن کے سربراہ جوزایا چائلڈ نے مغلوں کے ساتھ کیے گئے امن معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال میں مغل بحری جہازوں کو لوٹ لیا۔ اس جنگ کو 'جنگ چائلڈ' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں سیاہ فام مغل امیر البحر سیدی یاقوت نے ایک طاقتور بحری بیڑے کی مدد سے بمبئی کا محاصرہ کر لیا سیدی یاقوت نے قلعے سے باہر کمپنی کے علاقے لوٹ کر وہاں مغلیہ جھنڈا گاڑ دیا، اب قلعہ سیدی یاقوت کے نرغے میں تھا۔ جلد ہی اشیائے خورد و نوش ایک ایک کر کے ختم ہونے لگیں۔ دوسری طرف بیماریوں نے ہلہ بول دیا اور قلعے میں محصور انگریز بمبئی کے مسموم موسم کا شکار ہو کر یکے بعد دیگرے مرنے لگے دوسری طرف کمپنی کے ملازم آنکھ بچا کر بھاگ نکلتے تھے اور سیدھے جا کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بمبئی کے مسلمان امیر البحر سیدی یاقوت سے جا ملتے تھے اور ان میں سے کئی مذہب تبدیل کر کے مسلمان بھی ہو گئے۔ آخر انگریزوں کی ہمت جواب دے گئی اور انہوں نے اپنے دو سفیر اورنگ زیب کے دربار میں بھجوا دیے تاکہ وہ شکست کی شرائط طے کر سکیں۔ یہ کئی ماہ کی بے سود کوششوں کے بعد بالآخر ستمبر ۱۶۹۰ء کو آخری طاقتور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دربار تک رسائی حاصل کرنے کامیاب ہو گئے۔ دونوں اس حال میں پیش ہوئے کہ دونوں کے ہاتھ مجرموں کی طرح سے بندھے ہیں، سر سینے پر جھکے ہیں، اور حلیہ ایسا ہے کہ کسی ملک کے سفارتی نمائندوں کی بجائے بھیکاری لگ رہے ہیں دونوں سفیر مغل شہنشاہ کے تخت کے قریب پہنچے تو عمال نے انہیں فرش پر لیٹنے کا حکم دیا۔ اورنگ زیب عالم گیر نے اپنی فطری درویشی اور نرم دلی کی وجہ سے تاریخ کی ایک بہت بڑی غلطی کرتے ہوئے عہد شکنی کرنے والے انگریزوں کے سفیروں کو معمولی جرمانہ اور وفاداری برقرار رکھنے کا عہد لے کر معاف کر دیا، کہتے ہیں بڑے لوگوں کی غلطی بھی بہت بڑی ہوتی ہے، اگر اورنگ زیب عالمگیر معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے فسادی انگریزوں کو اسلامی شریعت کے مطابق ملک بدر کر دیتے تو تو آج برصغیر کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی نبی اکرم ﷺ نے میثاق مدینہ کی عہد شکنی کرنے والے یہود یوں کو قتل بھی کیا اور جلاوطن بھی لیکن اورنگ زیب کی حدود اللہ میں ناجائز معافی کا یہ نتیجہ نکلا کہ انگریزوں کو معلوم ہو گیا کہ یہاں غداروں اور عہد شکنوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جلد ہی انگریز عہد شکنی اور مکر فریب کے ذریعے مکمل طور پر مسلمانوں کے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ اس جنگ سے انگریزوں کو معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں شکست نہیں دی جا سکتی تو انہوں نے مسلمانوں کو سازشوں کی مار مارنے کا ارادہ کیا لیکن جھوٹ پر قائم عمارت زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی تو اسی لیے یہاں انگریزوں کی حکومت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکی۔

برصغیر میں مغلیہ دور تھا جبکہ اسی وقت ایران میں صفویوں کی شیعہ حکومت (۱۵۰۲ء سے ۱۷۳۶ء) تھی، صفوی بھی ترکی النسل ہی تھے۔ صفویوں کے زمانے میں پہلی بار ایران میں شیعہ اکثریت میں آ گئے تھے۔ اس سے پہلے پندرہویں صدی تک ایران کی دو تہائی اکثریت سنی العقیدہ تھی۔ جبکہ دوسری طرف ہندوستان میں مغلیہ حکمران تھے، مغلیہ ہند کو انگریزوں نے ختم کیا اور یہاں آ کر تمام مال و دولت لوٹ کر چلے گئے، انگریزوں نے لوٹ کھسوٹ کا ایسا بازار گرم رکھا جس کی کوئی اور مثال تلاش کرنا مشکل ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵: مسلمان کی روزمرہ کی زندگی

س ۱: پیدائش اور اس کی سنتیں بیان کریں

بچے کی پیدائش پر یہ امور کیے جاتے ہیں۔

اذان اور تکبیر

پیدائش کے فوراً بعد بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جاتی ہے۔ " آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ بن علیؓ کے کان میں اس وقت اذان دی جب انہیں حضرت فاطمہؓ نے جنم دیا ایسی اذان جیسی نماز کے لیے دی جاتی ہے"(**سنن ابوداؤد**)۔ حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ "جب حضرت فاطمہؓ کے ہاں امام حسینؓ کی پیدائش ہوئی تو میں نے دیکھا کہ پیارے نبی ﷺ نے خود ان کے کان میں اذان دی"(**مسند احمد**)۔

تحنیک

پیدائش کے فوراً بعد بچے کو کوئی میٹھی چیز چبا کر دی جاتی ہے جسے گھٹی بھی کہتے ہیں۔ پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں لوگ اپنے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو آپ ﷺ کے پاس لایا کرتے تھے آپ ﷺ کھجور چبا کر بچہ کے منہ میں ڈالا کرتے تھے۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے بچہ جو اسلام میں پیدا ہوا وہ عبداللہؓ بن زبیرؓ ہے وہ اسے رسول اللہؐ کے پاس لائے آپ ﷺ نے ایک کھجور لے کر چبائی پھر ان کے منہ میں ڈال دی ان کے پیٹ میں سب سے پہلے جانے والی چیز رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک ہے(**صحیح بخاری**)۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک کی اس کے حق میں برکت کی دعا کی پھر مجھے واپس دے دیا(**صحیح بخاری**)۔

رضاعت

رضاعت کا مطلب ہوتا ہے دودھ پلانا، بچے کی ماں اپنے بچے کو دو سال دودھ پلائے، اگر وہ خود نہیں پلا سکتی تو وہ کسی عورت سے پلوا لے، پھر اس صورت میں دودھ پلانے والی عورت کو بچے کا باپ خرچہ دے گا(**سورۃ البقرہ**)۔

عقیقہ (پ: ۵۲۲)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لڑکے کے عقیقے میں دو اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے خواہ وہ بکرے ہوں یا بکریاں"(**جامع ترمذی**)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقے کے ساتھ رہن ہے (یعنی اولاد کی پیدائش پر اللہ کریم کا شکر ادا کرنا ایک قرض کی طرح ضروری ہوتا ہے) لہذا چاہیے کہ ساتویں دن اس کا عقیقہ کر دیا جائے اور پھر اس کا نام رکھ کر سر منڈوایا جائے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہیے اگر ساتویں دن جانور نہ ملے تو چودھویں دن اور اگر اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دن بھی کوئی جانور نہ ملے ہو تو اکیسویں دن کیا جائے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ عقیقے میں اسی قسم کی بکری جائز ہے جو قربانی میں جائز ہے (جامع ترمذی)۔

ختنہ (پ: ۵۲۳)

ختنہ عموماً سات دن کے لڑکے کا کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے ختنے ساتویں دن کرائے (سنن بیہقی للکبری)۔ تاہم پیارے نبی ﷺ نے بلوغت کی عمر تک ختنے کی اجازت دی تھی۔ ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ جس وقت پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت آپؐ کی عمر کیا تھی، تو انہوں نے جواب دیا کہ اس وقت میرا ختنہ ہو چکا تھا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ لوگ اس وقت تک ختنہ نہیں کراتے تھے جب تک کہ بالغ نہ ہو جاتے'' (صحیح بخاری)۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں درانتی سے اپنا ختنہ خود کیا'' (صحیح مسلم)۔

اسلامی نام

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہارے ناموں میں سے اللہ کے ہاں پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں'' (صحیح مسلم)۔ پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے لوگ انبیاء علیہم السلام اور گزرے ہوئے نیک آدمیوں کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھتے تھے'' (صحیح مسلم)۔ جیسے آپ ﷺ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابراہیمؓ رکھا۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک کی اس کے حق میں برکت کی دعا کی پھر مجھے واپس دے دیا (صحیح بخاری)۔ اسی طرح صحابۂ کرام کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام رکھنا بھی سنت ہے۔ صحابۂ کرام آپس میں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے وہ ایک دوسرے کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھا کرتے تھے جیسے حضرت علیؓ نے اپنے ایک بیٹے کا نام حضرت ابو بکرؓ صدیق کے نام پر ابو بکر رکھا تھا، یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد دنیا میں دوسرے انسان تھے جن کا نام ابو بکر رکھا گیا۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر اور ایک بیٹے کا نام عثمان بھی رکھا تھا۔ یعنی حضرت علیؓ اپنے سے پہلے آنے والے خلفائے راشدین کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے، اسی لیے انہوں نے ان خلفائے راشدین کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ نام عموماً پیدائش کے وقت یا ساتوں دن رکھا جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے بچے کا برا نام رکھنے کو سخت ناپسند کیا ہے برے نام سے مراد جس میں سختی مشقت یا شرک پایا جاتا ہو، یہ اسلام میں حرام ہے۔

بسم اللہ کی رسم (پ: ۵۲۴)

عموماً جب بچے چار سال کے ہو جاتے ہیں تو انہیں قرآن کریم کی سورۃ العلق سے پہلا سبق پڑھانے کے بعد سب گھر والے ایک دعوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آمین کے رسم

عموماً جب بچے کا قرآن کریم مکمل ہو جاتا تو آخری سبق پڑھنے کے بعد سب گھر والے ایک دعوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

نماز روزہ اور بچوں کی اسلامی تعلیم

جیسے بچے نماز ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں تو انہیں نماز کی ادائیگی سکھائی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ مختلف روزمرہ کی دعائیں بھی سکھائی جاتی ہیں۔ بچی بچہ جب سات سال کے ہوتے ہیں تو انہیں نماز کی سختی سے پابندی کرائی جاتی ہے روزے بھی نماز کی طرح ہی فرض ہیں اسلامی گھرانوں میں عموماً بلوغت سے قبل ہی بچے روزے کے لیے اسرار کرنے لگتے ہیں، تاہم انہیں عموماً پورے رمضان میں ایک ہی روزہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ پھر جب بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو وہ باقی لوگوں کی طرح تمام روزے مکمل کرتے ہیں۔

اسلامی لباس اور وضع قطع

بچوں کو شروع سے ہی اسلامی لباس اور وضع قطع کی عادت ڈالی جاتی ہے لباس شرم حیاء کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتا ہے۔

س: اسلام میں حلال و حرام کھانے تفصیل سے بیان کریں (پ: ۵۴۳ سے ۵۴۶)

اسلام میں حلال و حرام کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ شراب اور نشہ آور اشیاء حرام ہیں

اسلام میں ہر قسم کی نشہ آور چیز حرام ہے۔ حضرت جابر روایت کرتے ہیں ''نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب پی جا رہی ہو'' **(سنن دارمی)**۔

۲۔ ناجائز ذبیحہ حرم ہے

جانور کو اسلامی طریقے سے اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا ضروری ہے، اگر ٹھیک سے ذبح نہیں کیا تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ اگر ذبح کرتے ہوئے خون نکلنے سے پہلے یا جانور کے پوری طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے ایک ہی وار میں فوراً گردن کی ہڈی توڑ دی جائے یا حرام مغز کاٹ دیا جائے تو خون پوری طرح سے نہیں نکلتا، اس طرح جانور ہلاک کرنے کو جھٹکا کہتے ہیں۔ جھٹکا اسلام میں منع ہے۔ غیر مسلم ممالک میں جو حلال جانوروں کا گوشت ملتا ہے وہ بھی ٹھیک سے ذبحہ نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جانوروں کو بجلی کے جھٹکے سے، گلہ گھونٹ کر، یا سر میں گولی مار کر ہلاک کرتے ہیں اور مشینی طریقے سے ان کے گوشت کو ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے اس لیے یہ حرام ہو جاتا ہے۔ البتہ ایسے اہل کتاب جو کسی قسم کا شرک نہ کرتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی اور سے دعائیں نہ مانگتے ہوں اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کے مطابق ٹھیک سے حلال جانور کو ایک اللہ کا نام لے کر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہوتا ہے۔ اگر ایسی سہولت میسر نہ ہو تو ان ممالک میں صرف سبزی یا سمندری خوراک کھانی چاہیے، کیونکہ ان چیزوں کو ذبح نہیں کرنا ہوتا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۳۔ حلال و حرام جانور

حلال و حرام کے بیان کے لیے جانوروں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

الف۔ گھریلو مویشی

قرآن کریم کے مطابق گھریلو مویشی چرندے حلال ہیں بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ سوائے چار کے جو یہ ہیں: **(۱) مردار، (۲) بہتا ہوا خون:** البتہ ایسا خون جو ذبیحہ کے بعد بھی گوشت اور ہڈیوں کے اندر ہی رہتا ہے اور خارج نہیں ہو سکتا وہ حلال ہوتا ہے **(۳) سور کا گوشت** کیونکہ یہ مسخ شدہ عذاب یافتہ جانور ہے فَإِنَّهُ رِجْسٌ **(۴) کوئی بھی ایسا جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبیحہ کیا گیا ہو** کیونکہ یہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے مومنو، حلال کر دیئے گئے ہیں تم پر گھریلو مویشی سوائے وہ جو یہاں تمہیں بیان کیے جائیں گے، تم پر مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کیا گیا جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جو چوٹ سے مرا ہو اور جو گر کر مرا ہو اور جو کسی جانور کے سینگ سے مرا ہو اور جس کو کسی درندے نے کھایا ہو سوائے وہ جس کو تم نے مرنے سے پہلے ذبح کر لیا ہو اور تم پر حرام کیا گیا ہے جو کسی آستانہ پر ذبح کیا گیا ہو اور تم پر حرام کیا گیا ہے اور تم ایک دوسرے کے حصے تیروں کے ذریعے سے تقسیم نہ کرو، یہ سب باتیں گناہ ہیں، آج یہ کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں اس لیے تم ان سے نہ ڈرو مجھ ہی سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے، تو جو شخص بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے لیکن گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا ہے" **(سورۃ المائدہ آیت ۱ - ۳)**۔

ب۔ پرندے، جنگلی اور صحرائی جانوروں کا شکار

یہ جانور اور پرندے دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) شکار ہو جانے والے جانور اور پرندے (۲) شکاری جانور اور پرندے

جو شکاری جانور ہوتے ہیں وہ اسلام میں حرام ہیں، اور جو جانور خود شکار ہوتے ہیں وہ جائز ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے تمام کچلی والے یعنی نوکیلے دانتوں سے شکار کرنے والے درندوں اور تمام پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے" **(صحیح مسلم)**۔ یعنی شیر کتے عقاب وغیرہ حرام ہیں۔ دوسری طرف قرآن کریم کے مطابق "**انعام کی مثل** یعنی گھریلو مویشیوں سے ملتے جلتے جنگلی صحرائی اور پہاڑی جانوروں کا شکار حلال ہیں" **(سورۃ المائدہ آیت ۹۵)**۔ مثلاً نیل گائے، مارخور، ہرن، بارہ سینگا وغیرہ اسلام میں حلال ہیں۔

ج۔ سمندری شکار

قرآن کریم کے مطابق آبی جانوروں کا شکار اور تازہ سمندری کھانے اسلام میں حلال ہیں۔ خشکی کے وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہے ان کو ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے، جبکہ وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مچھلیاں وغیرہ ان کا تازہ مردار بغیر ذبح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ہی حلال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور تمہارے لیے سمندری شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے'' (**سورۃ المائدہ آیت ۹۶**)۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور وہی ہے جس نے سمندر کو تمہاری نفع رسانی میں لگا رکھا ہے تاکہ تم اس سے **تازہ گوشت** کھاؤ اور اس سے وہ زیور نکالو جو تم پہنتے ہو، اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو کہ موجوں کو سمندر میں چیر کر جا رہی ہیں اور تاکہ تم تلاش کرو اس کے فضل کو اور تاکہ اس کے شکر گزار بنو'' (**سورۃ النحل آیت ۱۴**)۔ یعنی سمندر کا تازہ گوشت کھانا چاہیے۔

س: اسلام حلال و حرام کی حکمتیں بیان کریں

جہاں تک تعلق ہے اسلام میں احکامات خوراک کا تو اس سلسلہ میں یہ بات بہت اہم ہے اسلام میں حلال و حرام کی حکمتوں کا تعین خالصتاً قرآن و سنت کی روشنی میں ہی کیا جانا چاہیے۔

(۱) عذاب کا شکار مسخ شدہ جانور

اللہ تعالیٰ نے بعض قوموں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے مسخ کر دیا تھا یعنی ان کے جسموں کو جانوروں کے جسموں میں تبدیل کر دیا تھا۔ آج بھی بعض ایسے جانور ہوتے ہیں جو پہلے انسان تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا یعنی عذاب کی وجہ سے مسخ کر کے جانور میں تبدیل کر دیا، جیسے بندر سور اور چوہا وغیرہ یہ سب جانور یہودیوں کی اولاد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مسخ شدہ جانوروں کو اسلام کے احکاماتِ خوارک کے ساتھ جوڑا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کو جب گوہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے گوہ کھانے سے انکار کر دیا اور حکمت یہ بھی بتائی کہ یہودیوں کا ایک قبیلہ رینگنے والے جانوروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ وہ جانور گوہ ہے (**صحیح مسلم کتاب شکار کا بیان**)۔ شاہ ولی اللہ نے بھی سور کے حرام ہونے کی حکمت اس کا مسخ شدہ ہونا بیان کی ہے (حجۃ اللہ البالغہ)۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکہ بعض یہودیوں کی شکلیں بگاڑ کر انہیں سور بنا دیا گیا تھا، وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ (**سورۃ المائدہ آیت ۶۰**)، اس لیے سور حرام ہے قرآن کریم میں سور کے حرام ہونے کی یہ حکمت ذکر کی گئی ہے کہ وہ 'رجس' ہے فَإِنَّهُ رِجْسٌ (**سورۃ الانعام آیت ۱۴۵**) 'رجس' کا لفظ قرآن کریم میں کئی مقامات پر عذاب کے لیے بھی آیا ہے۔ مسخ شدہ جانوروں میں سب سے پہلا نام سور کا ہے پھر بندر، اور اسی طرح چوہا، سانپ وغیرہ بھی مسخ شدہ جانور ہیں۔ اسی طرح سورۃ الدخان میں دھویں کے عذاب کا ذکر ہے، اس لیے دھویں یعنی سیگریٹ کو بھی ناجائز کہا جا سکتا ہے۔

(۲) مسلمان کی پہچان اور شعائرِ اسلام

جس طرح نماز روزہ اور حج مسلمانوں کی پہچان ہے اسی طرح کھانے پینے کے طور طریقے بھی مسلمانوں کی پہچان ہوتے ہیں۔ حلال و حرام سے مسلمانوں کی پہچان ہوتی ہے کہ وہ کیا کھاتے ہیں اور کیا نہیں کھاتے۔ حلال و حرام کے احکامات اسلامی پہچان اور شعائر ہیں۔ جیسے ہر قوم کی پہچان اس کے کھانوں سے ہوتی ہے مثال کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے یہودیوں کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ اونٹ نہیں کھاتے (**صحیح بخاری کتاب مخلوق کی ابتدا**)۔ چینی لوگوں کے مخصوص کھانے ان کی پہچان ہیں، چین کے لوگ گلہ گھونٹ کر مارتے ہیں، ہندو اپنی قربانی کے جانور جھٹکا کرتے ہیں اور مسلمان ذبح کرتے ہیں، اسی طرح

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی پہچان ان کے کھانوں سے ہوتی ہیں۔اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مسلمان کی پہچان بتائی کہ جو ہمارا ذبیحہ کھاتے ہوں،وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا(**صحیح بخاری کتاب نماز کا بیان**)۔

(۳) عقل کو نقصان پہچانے والے کھانے

اسی طرح اسلام کے حلال کیے ہوئے کھانے عقل کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں۔اور حرام کیے ہوئے کھانے عقل کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں مثلاً شراب اور نشہ آور اشیا اور نشہ آور عادتیں عقل کے لیے نقصان دہ ہیں اور اسلام میں ان کو سختی سے حرام کیا گیا ہے۔

(۴) ناپاک کھانے

قرآن کریم مسلمانوں کے لیے پاک کھانے حلال کرتا ہے اور خبیث جانور مثلاً چوہا وغیرہ حرام کرتا ہے قرآن کریم میں ہے ''جو پیروی کریں گے اس نبی امی رسول کی ' جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے بدی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں جائز ٹھہراتا ہے اور نا پاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور پابندیاں اٹھاتا ہے جو ان پر اب تک رہی ہیں ' لہذا جو لوگ اس پر ایمان لائے اور جو اس کا احترام بجالائے اور جنہوں نے اس کی مدد کی اور اس روشنی کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتاری گئی ہے' وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''(**سورۃ المائدہ آیت ۱۵۷**)۔ اسی طرح اسلامی قانون میں دھویں کو ناپاک کہا گیا ہے،اس لیے دھویں یعنی سیگریٹ کو بھی ناجائز کہا جا سکتا ہے۔

(۵) جسمانی نقصان پہچانے والے کھانے

اسی طرح اسلام کے حلال کیے ہوئے کھانے صحت کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں۔اور حرام کیے ہوئے کھانے صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں مثلاً مردار اور خون صحت کے لیے نقصان دہ ہیں اور اسلام میں ان کو سختی سے حرام کیا گیا ہے تمام بیماریوں کے جراثیم خون میں ہوتے ہیں،مردار کا خون اندر ہی جم جاتا ہے۔اسی طرح تمام نشہ آور چیزیں اسلام میں حرام ہیں۔

(۶) اخلاقی اور معاشرتی نقصان پہچانے والے کھانے

ایسے کھانے جن سے معاشرتی برائیاں، جرائم، لڑائیاں جھگڑے اور دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں وہ اسلام میں حرام ہیں، مثلاً شراب کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ''اے مومنو یہ شراب اور جوا یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی، شیطان تو بس یہ چاہتا ہے کہ تمہیں شراب اور جوئے میں لگا کر تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈالے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو بتاؤ کیا اب تم ان سے باز آتے ہو(**سورۃ المائدہ آیت ۹۰، ۹۱**)۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۷) مذہبی نقصان پہچانے والے کھانے

ایسے کھانے جن سے مذہبی برائیاں اور جرائم پیدا ہوتے ہیں وہ اسلام میں حرام ہیں، مثلاً ایسا جانور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو یا اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام بھی لے لیا گیا ہو یعنی غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ اسلام میں حرام ہے اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ شرکیہ کام اور گناہ کا کام ہے۔

(۸) نامعلوم حکمت

حلال و حرام صرف اللہ اور اس کے سچے رسول ﷺ کا اختیار ہے چاہیے وہ اس کی حکمت بتائیں یا نہ بتائیں۔ بعض ایسے جانور ہیں جن کا حرام ہونا تو معلوم ہے مگر ان کے حرام ہونے کی حکمت احادیث میں نہیں بتائی گئی ہوتی۔

۱۔ گھوڑا خچر، گدھا اور زیبرا سب ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن گھریلو گدھا حرام ہے جبکہ جنگلی گدھا یعنی زیبرا حلال ہے حالانکہ شکل و صورت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، یعنی **صرف شکل و صورت میں مشابہت کی وجہ سے ضروری نہیں کہ ایک چیز حرام ہو جائے**۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حلال و حرام میں قیاس آرائی بھی اکثر ناکام ہوتی ہے۔ گھوڑا حلال ہے جبکہ گدھا حرام ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے وقت خچر، گدھا کھانے سے منع فرمایا تھا۔

۲۔ عربی میں ڈالفن مچھلی کو 'خنزیر البحر' یعنی 'سمندری سور' یا 'سی ہاگ' کہتے ہیں، لیکن **کسی چیز کا نام سور رکھنے سے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ چیز حرام ہو جائے**، کیونکہ امام شافعی اور امام مالک کے مطابق ڈالفن مچھلی حرام نہیں ہوتی۔ جیسا کہ نبی کراک ﷺ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک اور اور اس کا مردار حلال ہے **(موطا امام مالک)**۔

(۹) جلالہ

ایسا حلال جانور جو گندگی کھاتا ہو اس کو جلالہ کہتے ہیں۔ ایسے جانور کا دودھ پینے اور اس کا گوشت کھانے سے منع کیا گیا ہے **(سنن ابی داؤد)**۔ گندگی کھانے والی مرغیوں کے انڈے یا گوشت کھانے سے پہلے ان کو تین دن تک بند رکھ کر صاف غذا کھلائی جائے پھر ان کے انڈے یا گوشت کھائے جا سکتے ہیں **(مصنف عبد الرزاق)**۔ اور جلالہ اونٹ کا گوشت کھانے یا دودھ پینے یا اس کے اوپر سواری کرنے سے پہلے چالیس دن اس کو صاف خوراک کھلانے کا حکم ہے **(المستدرک الصحیحین)**۔ کسی حرام جانور کو جتنی مرضی عمدہ خوراک اور بہترین خوراک کھلا دی جائے وہ جانور حلال نہیں ہو سکتا اسی طرح کوئی حلال جانور گندگی کھانے کی وجہ سے حرام نہیں ہو جاتا، جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے وہ حلال ہی رہتی ہے اور حرام چیز حرام ہی رہتی ہے البتہ جلالہ کا گوشت کھانے سے قبل اس کو اچھی اور صاف خوراک کھلانے کا حکم دیا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تہذیب و تمدن

س: اسلامی تہذیب و تمدن سے کیا مراد ہے یا

س: اسلامی تہذیب و ثقافت سے کیا مراد ہے

ج: تہذیب 'ھذب' سے نکلا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں شائستگی اور اعلیٰ خصوصیات، جبکہ تمدن 'مدن' سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہوتا ہے شہر اور معاشرہ۔ اس طریقے سے اسلامی تہذیب و تمدن سے مراد ہوا کہ 'اسلامی معاشرے کی وہ نمایاں اور اعلیٰ خصوصیات جن کی وجہ سے ایک اسلامی معاشرہ باقی دنیا کے سب غیر اسلامی معاشروں سے الگ طور پر پہچانا جاتا ہے'۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کا بھی یہی مفہوم ہے۔

س: اسلامی تہذیب و ثقافت کو قرآن کریم کی اصطلاح میں کیا نام دیا جا سکتا ہے

ج: اسلامی تہذیب و ثقافت کو قرآن کریم کی اصطلاح میں 'شعائر اللہ اور صبغت اللہ' دیا جا سکتا ہے۔ شعائر شعیرۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہے علامت۔ یعنی اسلامی تہذیب و ثقافت کی تمام علامات شعائر کہلاتی ہیں۔

س: اسلامی تہذیب و ثقافت کی خصوصیات مختصراً بیان کریں یا

س: کسی معاشرے کی کون سی خصوصیات ہیں جن سے اس معاشرے کا اسلامی ہونا معلوم کیا جا سکتا ہے

ج:

مقامات: عبادت جیسے کعبہ، عرفہ، مزدلفہ، جمرات، صفا مروہ، منیٰ تمام مساجد۔ سورۃ البقرہ میں ہے کہ بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اوقات: جیسے رمضان اور حج کے مہینے میں رونقیں اور عیدین کی خوشیاں، جمعہ۔

اعمال: جیسے روزہ، زکوۃ، حج، اذان، اقامت باجماعت نماز اور جہاد فی سبیل اللہ، زنا سے پاک معاشرہ اور نکاح، سود سے پاک کاروبار، عدل انصاف۔

عقائد: خالق کائنات اللہ اور توحید پر ایمان، ماخذ ہدایت رسل اور کتابوں پر ایمان اور آخرت کی جوابدہی کا تصور۔

جمالیات: اسلامی معاشرے کی حس مزاح جھوٹ دھوکہ اور بیہودہ مشاغل سے پاک ہوتی ہے۔

معاشرت: مساوات، امیر غریب کے لیے مساوی قانون (اسلامی قانون میں عیسائی اور مشرک قانون کی طرح جرمانے نہیں ہوتے جو امیر غریب کا فرق پیدا کرتے ہیں)، پاکیزگی شرم و حیا، پردہ پوشی، دکھ سکھ میں شرکت، سادگی، اخوت، رواداری، نیکی کا حکم اور برائی سے ممانعت، روحانیت اور دنیاداری میں توازن، تحائف کا لین دین، اختلاف رائے اور آزادیٔ رائے کا محدود حق، حرص و ہوس اور لالچ سے پرہیز، صبر واستقامت اور صبر و تحمل، سچائی اور عہد وفائی، ایثار و قربانی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کھانے: مردار، سور، بہتا ہوا خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور اسلامی تہذیب میں نہیں کھایا جاتا۔

لباس: اسلامی تہذیب میں حیا والے لباس استعمال کیے جاتے ہیں۔

س: اسلامی تہذیب و ثقافت کا باقی غیر مسلم تہذیبوں پر کیا اثر ہوا ہے

ج: غیر مسلم تہذیبوں نے اسلامی تہذیب سے بہت کچھ سیکھا ہے تاہم وہ اسلامی تہذیب کی اصل حقیقی روح کو نہیں پہنچ پائیں۔ مثلاً اسلامی مساوات سے انہوں نے جمہوریت کا غلط تصور اخذ کر لیا ہے اور اسی طرح باقی تمام معاملات میں بھی انہوں نے ناقص استدلال کیا ہے۔

سابقہ پرچے

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۲۰۱۲ء، حصہ دوم (بیس نمبر): سوال ۲۔ (۱) وضو سے مراد، کتنے اعضاء کو دھونا ضروری ہے (۲) نماز کب فرض ہوئی، نمازوں کے نام اور اوقات بیان کریں (۳) صلوۃ التراویح سے کیا مراد ہے اور یہ کس مہینے میں باجماعت ادا کی جاتی ہے (۴) سجدۂ سہو سے کیا مراد ہے (۵) نمازِ قصر سے کیا مراد ہے (۶) زکواۃ کے لغوی اور اصطلاحی معنی (۷) صوم سے کیا مراد ہے اس کا ایک روحانی اور ایک معاشرتی فائدہ بیان کریں (۸) عقیقہ سے کیا مراد ہے یہ کب کرنا سنت ہے (۹) تقوی کے معنی بیان کریں، اور واضح کریں کہ تمام اسلامی احکامات کی غرض و غایت تقوی ہے (۱۰) اسلامی شریعت میں باپ کی وراثت میں مرد کو عورت سے دوگنا حصہ کیوں ملتا ہے، حکمت بیان کریں۔ **حصہ سوم (چالیس نمبر):** (۱) انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عقیدۂ توحید کے اثرات (۲) اسلامی معاشرے میں عورت کے حقوق و فرائض (۳) اسلام میں معاشی جدوجہد کو کیا مقام حاصل ہے (۴) اسلامی تصورِ اخوات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۲۰۱۴ء، حصہ دوم: سوال ۲۔ (۱) جہاد کے لغوی اور اصطلاحی معنی (۲) زکواۃ کے لغوی اور اصطلاحی معنی (۳) صلواۃ القصر سے مراد (۴) تقوی کے لغوی اور اصطلاحی معنی، اور تمام احکامات کی بنیاد تقوی پر کیوں رکھی گئی ہے (۵) ترجمہ کریں: **النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني** (۶) اسلامی قانون وراثت کے دو فوائد بیان کریں (۷) اسلامی تصور آخرت ہماری زندگی کو کیسے بہتر بنا سکتا ہے (۸) عقیقہ کسے کہتے ہیں اور یہ کب کرنا سنت ہے (۹) سجدۂ سہو سے مراد (۱۰) **تحنیك** سے کیا مراد ہے۔ **حصہ سوم:** (۱) عقیدۂ رسالت سے کیا مراد ہے اور دنیا میں رسولوں کا سلسلہ کیوں شروع کیا گیا ان پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے (۲) انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات تفصیل سے بیان کریں (۳) اسلامی معاشرے میں عورت کے حقوق و فرائض بیان کریں۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۲۰۱۵ء، حصہ دوم (بیس نمبر): سوال ۲۔ (۱) اسلام کے بنیادی عقائد (۲) صلواۃ کے معنی اور اس کے دو فوائد (۳) میثاق مدینہ سے مراد (۴) ختم نبوت قرآن کی روشنی میں (۵) جہاد اور فساد میں کیا فرق (۶) روزے کے پانچ آداب (۷) حقوق العباد نہ ادا کرنے سے پیدا ہونے والے کوئی سے پانچ معاشرتی مسائل (۸) انسانی جان کو قتل کرنے کی سزا کیا ہے اور اس سزا کے نفاذ کا اختیار کس کے پاس ہوتا ہے (۹) کھانے کے پانچ آداب (۱۰) سورۃ الحجرات میں بیان کردہ آداب نبوی ﷺ۔ **حصہ سوم (تیس نمبر):** (۱) خطبہ حجۃ الوداع پر تفصیلی نوٹ (۲) تعمیر سیرت کے لیے مطالعۂ سیرت النبی ﷺ کی اہمیت (۳) نماز انسانی زندگی میں کیا کیا تبدیلیاں لاتی ہے۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۲۰۱۷ء، حصہ دوم (بیس نمبر): سوال ۲، کوئی سے پانچ: (۱) نمازِ تہجد کی روحانی اہمیت (۲) روزے کے آداب (۳) قضاء نماز کا طریقہ (۴) نماز قصر سے مراد (۵) زکواۃ کے مصارف (۶) تجہیز، تکفین، تدفین کی الگ الگ تعریف (۷) گناہ اور جرم میں کیا فرق ہے۔ **حصہ سوم (تیس نمبر) کوئی سے تین:** (۱) تزکیہ نفس سے کیا مراد ہے، یہ کیسے ممکن ہے (۲) زکواۃ لینے اور دینے کے معاشرتی فوائد (۳) سود کی روک تھام کے طریقے (۴) گناہ اوپر سے نیچے تیزی سے پھیلتا ہے یا نیچے سے اوپر تیزی سے پھیلتا ہے، دلائل سے وضاحت کریں (۵) حرام کمائی معاشرے میں کیا کیا تباہ کاریاں لاتی ہے۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۸ ۲۰۱ء، حصہ دوم (بیس نمبر): سوال ۲، کوئی سے پانچ: (۱) طلاق کی اقسام (۲) عدل و احسان میں فرق (۳) عقیقہ سے مراد (۴) تدفین پر نوٹ (۵) حق مہر سے مراد (۶) زکواۃ ادا کرتے وقت کن امور کا خیال ضروری ہے (۷) بچوں کے حقوق۔ **حصہ سوم (تیس نمبر) کوئی سے تین:** (۱) حج کی روحانی اہمیت (۲) موت اور تصورِ آخرت انسانی زندگی میں کیا کیا تبدیلیاں لاتے ہیں (۳) والدین کی کن کوتاہیوں کی وجہ سے اولاد بے راہ روی کا شکار ہوتی ہے (بے جا سختی یا لاڈ، محاسبہ نہ کرنا، تعلیم و تربیت نہ کرنا) (۴) کسب حلال کے آداب (۵) برائی کے خلاف دباؤ بڑھانے کی مؤثر تجاویز۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۲۰۱۹ء، حصہ اول (دس نمبر): سوال ۱۔ درست جواب کا انتخاب (۱) صفا مروہ کے درمیان رکن حج کا نام: رمی، سعی، وقوف (۲) نمازِ جنازہ کی تکبیرات: ۴، ۵، ۶ (۳) حج فرض ہوا: ۹ھ، ۱۰ھ، ۱۱ھ (۴) زکواۃ کے مصارف: ۸، ۹، ۱۰ (۵) خاتم النبیین کی اصطلاح: آدمؑ، ابراہیمؑ، محمد ﷺ (۶) قصر ادا کرتا ہے: مقیم، زخمی، مسافر (۷) نکاح کے لغوی معنی: پناہ گاہ، شادی، دائرہ میں داخلہ (۸) حج کا لغوی معنی: زیارت کا ارادہ کرنا، مکہ جانا، اللہ سے معافی مانگنا (۹) وراثت کی تقسیم میں خاتون کی نسبت مرد کا حصہ: ایک گناہ، دوگناہ، تین گناہ (۱۰) حقوق العباد میں پہلا حق: اولاد، والدین، رشتہ دار۔ **حصہ دوم (بیس نمبر): سوال ۲۔** (۱) طہارت یا غسل کے فرائض لکھیں (۲) تحنیک کسے کہتے ہیں (۳) شوہر کے دو فرائض

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لکھیں(۴)دو کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں(۵) مسلمان روزے کس ماہ میں رکھتے ہیں اور عید کس ماہ میں مناتے ہیں(۶)جہاد کی اقسام لکھیں(۷)رزق حرام کے نقصانات لکھیں(۸)طلاق کی اقسام لکھیں(۹)نماز قصر کب پڑھی جاتی ہے(۱۰)تقوی کا مفہوم بیان کریں۔ **حصہ سوم(تیس نمبر):** (۱)زکواۃ کے فوائد بیان کریں(۲)رسالت کا اصطلاحی مفہوم اور اس کی اہمیت(۳) مرد اور عورت کے اجتماعی تعلقات کے بارے میں اسلامی تعلیمات بیان کریں(۴) مناسک حج تفصیل سے بیان کریں۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی پہلا سمسٹر ۲۰۲۰ء، حصہ اول(دس نمبر): سوال ۱۔ درست جواب کا انتخاب (۱)نماز کب فرض ہوئی (۲)نماز خوف کب ادا کی جاتی ہے(۳) جہاد کے کیا معنی ہیں(۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)۔ **حصہ دوم(بیس نمبر): سوال ۲۔** (۱)توحید کی اقسام (۲)کن افراد کو روزے میں رخصت ہے(۳) دو مصارف زکوۃ لکھیں(۴)تحنیک کسے کہتے ہیں(۵) حق مہر کیا ہوتا ہے(۶)بیوی کے دو فرائض لکھیں(۷)رزق حلال کے دو فوئد لکھیں(۸)عقیقہ کسے کہتے ہیں (۹)قعدہ کسے کہتے ہیں(۱۰)جہاد کی اقسام لکھیں۔ **حصہ سوم(تیس نمبر):** (۱)آخرت پر ایمان لانے کی مختصر اہمیت لکھیں (۲)مثالی شوہر کے پانچ فرائض لکھیں(۳) نماز تراویح پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی چوتھا سمسٹر ۲۰۱۴ء

Q2. Short Q's: (20 Marks) (1). What Allah demands from the Muslims who Offers Qurbai on 10th of Zilhija (تقوی). (2). what is the basic purpose of Fast in Islam (تقوی)? (3). How many obligatory things in Ablution ((وضو کے فرائض? (4). who is the best among the Muslims, Quote a Hadith (خیرکم لاھلکم)? (5). what are the primary sources of Sharia (قرآن وسنت)? (6). Differentiate between Jihad and Ijthad (Political straggle in the cause of Islam is called Jihad whereas religious straggle to solve new issues is called Ijthad). (7). Explain Riba (سود). (8). Name the fundamentals of Islamic civilization (ایمان،عدل وانصاف،حیاء). (9). Explain Madina Pact in three lines (میثاقِ مدینہ). (10). Differentiate b/w Haj and Umrah.

(عمرہ کسی وقت بھی ہو سکتا ہے جبکہ حج صرف آٹھ ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ کے دوران ہوتا ہے؛ حج میں عرفات، مزدلفہ اور منی میں بھی جاتے ہیں، جبکہ عمرے میں ان مشاعر پر نہیں جاتے، عمرے میں صرف طواف اور سعی ہوتی ہے)۔

Q3. Brief Q's: (30 Marks) (1). Problems faced by Muhammad ﷺ in Makka. باب نمبر ایک (2). Economic system of Islam (باب نمبر دس، محاصل، اخراجات، وراثت اور سود جوے کی ممانعت). (3). Compilation of Holy Quran. باب دو

جامعہ پنجاب آئی ٹی چوتھا سمسٹر ۲۰۱۵ء حصہ اول(دس نمبر): سوال ۱۔ درست جواب کا انتخاب (۱)تمام انبیا نے تبلیغ کا آغاز کیا: اعمال سے نماز سے عقائد سے روزے سے (۲)قرآن کریم میں شرک کہا گیا ہے: غیبت حسد بہت بڑا ظلم تکبر (۳)خاتم النبیین سے مراد ہیں: حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیمؑ(۴)عالم گیر کتاب ہے: قرآن کریم تورات زبور انجیل(۵)مساوات کی عملی تربیت: گھر مسجد بازار میدان(۶)وحی لانے والے فرشتے کا نام: حضرت جبرائیلؑ حضرت میکائلؑ حضرت اسرافیلؑ حضرت عزرائیلؑ (۷)پیارے نبی ﷺ غور وفکر کے لیے تشریف لے جاتے تھے: غار ثور غار حراء غار کہف جبل طور (۸) پیارے نبی ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا: بدر میں احد میں عرفات میں خانہ کعبہ میں (۹) روزہ فرض کرنے کی حکمت: کھانا پینا ترک کرنا سونا ترک کرنا حصول تقوی خواہشات کو ترک کرنا(۱۰) عدل کر وہ قریب ہے: تقوی کے صبر کے شکر کے روزہ کے۔ **حصہ دوم: سوال ۲۔ کوئی سے پانچ اجزاء:** (۲۰ نمبر)(۱)عبادات کے روحانی اور مالی اثرات (باب پانچ، تقوی کا حصول اور دولت کی گردش، امیر غریب کے فرق میں کمی) (۲)اسلام میں حلت و حرمت کی حکمتیں (باب پندرہ، حلال کھانے ہماری پہچان ہیں جبکہ حرام چیزیں صحت، اخلاق اور ایمان پر برا اثر ڈالتی ہیں مثلاً نشہ عقل کو غیر اللہ کا ذبیحہ اور مسخ شدہ جانور ایمان کو جبکہ خون اور مردار اخلاق و صحت کو)(۳)قرآن سنت کے مطابق کبیرہ گناہ (باب سات اور باب نو، شرک، والدین کے ساتھ برا سلوک، جادو، حسد، سود خوری؛ قتل؛ زنا، قذف، ڈاکہ، ارتداد، چوری، شراب، بغاوت)(۴)زکواۃ کے مالی فوائد (باب دس، غریب بھی اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں)(۵)مناسک حج (باب پانچ، احرام- منی- عرفات- مزدلفہ- منی- کنکریاں- قربانی- حجامت- احرام اتارنا- طواف کعبہ- سعیٔ صفی مروہ- منی میں دو دن رہنا اور کنکریاں مارنا)(۶)نمازِ قصر (باب پانچ، سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز چار کی بجائے دو رکعت ادا کرنا)(۷)عقائدِ اسلام کا تعارف (باب چار، ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالرسالہ، ایمان بالآخرت، ایمان بالقدر)۔ **حصہ سوم: تین کے تفصیلاً جوابات (۳۰نمبر)** (۱)خطبہ حجۃ الوداع ایک منشورِ انسانیت (باب پانچ اور باب پندرہ)(۲)اسلام سے قبل عورتوں کی حالت اور اسلام میں عورتوں کے حقوق (باب گیارہ)(۳)اسلامی نظام عدل (باب نو، تعزیرات، قصاص دیت، حدود اللہ)(۴)روزے کے معاشرتی فوائد (باب پانچ)۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی چوتھا سمسٹر ۲۰۱۶ء حصہ دوم: سوال ۲۔ کوئی سے پانچ اجزاء: (۲۰ نمبر) (۱)اجزائے ایمان (باب چار) (۲)ارکانِ اسلام (باب پانچ، کلمہ نماز روزہ زکواۃ حج) (۳)مناسک حج (باب پانچ)(۴)مصارف زکواۃ (باب پانچ اور باب دس، فقراء، مسلکین، سرکاری عملہ، تالیف قلب، قیدی آزاد کرانے کے لیے، نادار مقروضوں کا قرض چکانے کے لیے، اللہ کے راستہ میں، مسافروں کے لیے)(۵)سیرت النبی ﷺ سے تحمل کا ایک واقعہ (طائف کا واقعہ)(۶) نمازِ قصر (باب پانچ)(۷)اسلام میں حلت و حرمت کی حکمتیں (باب پندرہ)۔ **حصہ سوم: تین کے تفصیلاً جوابات: (۳۰نمبر)** (۱)عورت کا مقام (باب گیارہ)(۲)حج کے عالمی ثمرات (باب پانچ اور باب پندرہ)(۳)ساری اسلامی عبادات عربی میں کیوں (باب پندرہ)(۴)زکواۃ معاشرے میں کیا تبدیلی لاتی ہے (باب پانچ)۔

جامعہ پنجاب آئی ٹی چوتھا سیمسٹر حصہ اول(دس نمبر): سوال ۱۔ درست جواب کا انتخاب (۱)(۲)(۳)(۴)(۵)(۶)(۷)(۸)(۹)(۱۰) **حصہ دوم: سوال ۲۔ کوئی سے پانچ اجزاء:** (۲۰ نمبر) (۱)خطبہ حجۃ الوداع (باب پندرہ)(۲) عقیدۂ جزا و سزا (باب چار)(۳)اسلامی نظام حکومت میں خارجہ پالیسی کے اصول (باب بارہ) (۴)خواتین کے حقوق (باب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیارہ)(۵)نمازِ قصر (باب پانچ) (۶)وصیت کے دو مقاصد (باب دس، جن رشتہ داروں کے حصے مقرر نہیں انہیں بھی حصہ دیا جاسکے)۔ **حصہ سوم: تین کے تفصیلاً جوابات: (۳۰نمبر)**
(۱)مسلم ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق (باب بارہ)(۲)علوم وفنون میں مسلمانوں کی خدمات (باب تیرہ)(۳)اسلام کا عدالتی نظام (باب نو)۔
جامعہ پنجاب آئی ٹی چوتھا سمسٹر ۲۰۱۸ء حصہ دوم: سوال ۲۔ کوئی سے پانچ اجزاء: (۲۰نمبر) (۱)حج میں تلبیہ سے کیا مراد ہے (۲) کوئی ایک حدیث باترجمہ لکھیں(۳)دوسرا کلمہ شہادت باترجمہ لکھیں(۴)استغفار کی کثرت کے فوائد لکھیں(۵) زکواۃ کس پر فرض ہے(۶) وضو کا نماز سے کیا تعلق ہے(۷)آپ ﷺ کی تعریف میں کوئی ایک آیت مبارکہ باترجمہ لکھیں۔ **حصہ سوم: تین کے تفصیلاً جوابات: (۳۰نمبر)** (۱)حقوق العباد کی اہمیت (۲) اسلامی تہذیب وثقافت پر جامع نوٹ(۳)حرام کمانے اور کھانے سے بچنا کیوں ضروری ہے (۴)حج کے روحانی فوائد بیان کریں۔

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"